فذکّر ان نّفعتِ الذّکری

مُراد المُرِیدین

۱۳۸۶ھ

مصنف

شیخ الاسلام حضرت مولانا کرامت علی جونپوریؒ

باہتمام

محمد فضیل بن حضرت مولانا غالب حسین جونپوری (مدظلہ العالی)

ناشر

مرکز طالب العلوم

ملاّ ٹولہ جونپور (الھند)

مرادالمریدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ کے واسطے ہے جس نے دین اور شریعت مقرر کیا اور شریعت کے حکم اور منع کو یعنے سارے مسائل شرعی کو جو فقہی اور فرعی مسائل ہیں حد مقرر کیا اور اس حد سے گذرنے اور سرکشی کرنے کو منع کیا اور سارے ماموروات کے بجالانے اور منہیات کے چھوڑنے پر استقامت یعنے مضبوط رہنے کا حکم دیا اور اصول دین میں یعنی عقائد کے مسئلوں میں اتفاق کرنے اور متفق رہنے کا حکم دیا اسی اصول میں متفق ہونیکے سبب چاروں مذہب کے لوگ ایک گروہ سنت وجماعت کہلاتے ہیں اور اصول دین میں متفق ہونے اور جماعت سے پھوٹنے اور اختلاف کرنے کو منع کیا اسیواسطے اہل سنت وجماعت کے سوائے بہتر فرقے گمراہ عقائد میں اختلاف کرنیکے سبب اہل سنت وجماعت نہیں کہلاتے اور عقائد میں متفق ہونے سے چاروں مذہب کے لوگ ایک فرقہ ناجیہ سنت وجماعت کہلاتے ہیں اور باقی بہتر گمراہ کہلاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی دیدار کے عقیدہ میں چاروں مذہب کے لوگ متفق ہیں اور باقی بہتر مختلف ہیں وعلیٰ ہذالقیاس سارے عقائد کے مسئلے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلام اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جسنے جماعت سے پھوٹنے کی برائی سمجھ میں خوب آجانیکے واسطے فرمایا کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ پکڑ لیتا ہے اُس بکری کو جو اپنی جماعت اور ریوڑ سے بھاگ جاتی ہے اور دور پڑجاتی ہے اور دوسری طرف جاکے اکیلی پڑجاتی ہے اور فرمایا کہ تم لوگ بچے رہو جماعت سے پھوٹنے کی راہوں سے اور تم لوگ . . . . . .

اپنے اوپر لازم کرلو اور اختیار کرلو جماعت کو اور جس راہ پر سارے مسلمان ہوں اور فرمایا کہ جس نے جماعت کو چھوڑا ایک بالشت بھر تو اُس نے نکالا اسلام کا اپنی گردن سے نکال ڈالا اور آں حضرت کی ساری اولاد اور اصحاب پر جو اصول دین میں سب کے سب متفق تھے اور سنت کی پیروی اور اُن کی جماعت کی پیروی کرنے والے لوگ سنت وجماعت کہلائے جن کی جماعت سارے گمراہ فرقوں کی ساری جماعت سے بھاری ہے کہ اگر اسلام کا دعویٰ کرنے والے سارے گمراہ فرقے خواص اور عوام کو اور اُن کے مذہب کی ساری کتابوں کو ایک طرف کریں اور اہل سنت وجماعت کے خواص اور عوام اور اُن کے مذہب کی ساری کتابوں کو ایک طرف کریں تو بلاشبہ سارے ملکے اہل سنت وجماعت کے برابر نہ ٹھہریں گے اور اہل سنت وجماعت سب سے زیادہ ٹھہریں گے بعد اس کے جاننا چاہئے کہ اس خاکسار علی جونپوری معروف کرامت علی نے مسلمانوں کی خیر خواہی کے واسطے مسلمانوں کے کارآمد مسائل اپنے رسالوں میں لکھا اور لوگوں کو فائدہ بھی بہت ہوا مگر اندنوں اکثر مقاموں میں دیکھا کہ لوگوں کو اپنے دین پر مضبوط رہنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے سود دین کا چھوڑنا دنیا کی طمع کے سبب سے اور تعزیہ داری وغیرہ شرک کے کام کا اور ڈھول باجے وغیرہ حرام کام کا چھوڑنا برادری کے خوف سے بہت مشکل معلوم ہوتا ہے بموجب مضمون اس حدیث کے جو جامع صغیر میں حرف الیا میں انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِیْھِمْ عَلٰی دِیْنِہٖ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ رواہ الترمذی آوے گا لوگوں پر ایسا زمانہ کہ ان لوگوں میں سے جو شخص اپنے دین کے احکام کی تکلیفات میں صبر کرنیوالا اور برداشت کرنے والا ہوگا اس کا ایسا حال ہوگا جیسا کہ کوئی شخص اپنی مٹھی میں آگ کا انگارہ پکڑے رکھے روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس زمانے کا حال کیا کہیں اب تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بہت دور پڑ گیا ہے جب حضرت کی وفات ہوئی اسی روز لوگوں کا حال بدل گیا انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہم لوگوں نے ابھی تک ہاتھ سے مٹی بھی نہ جھاڑی تھی کہ ہم لوگوں کے دل کا حال بدل گیا اس مضمون کا بیان اس شعر میں ہے ؎

ندیدم چو برکت از نظم صورت درست ✦ ہمچو شمع کہ چراغش ز مقابل برود۔

تو جب اس برکت کا زمانہ دور پڑ کے اندھیرا ہو گیا تو اب ایسے وقت میں اپنے دین پر مضبوط

رہنے والوں کے واسطے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حدیث میں بشارت دی اور دعا فرمائی ہے اُس کو ہم لکھتے ہیں تاکہ اس کو سُننے لوگوں کی ہمت زیادہ ہو اور اپنے دین پر مضبوط رہیں وہ حدیث یہ ہے مشکوٰۃ مصابیح میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی پہلی فصل میں... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ فَطُوبَىٰ لِلْغُرَبَاءِ رواہ مسلم یعنی بیشک شروع میں ظاہر ہوا دین اسلام غریب اور تنہا اور بیکس یعنے دین اسلام ابتدا میں غریب اور مسافر کی طرح سے تھا یعنے جیسا کہ بیگانہ شہر میں مسافر کو کوئی نہ پہچانتا ہے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہوتا ہے ویسا ہی دین اسلام اور مسلمان لوگ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اور دین اسلام کو بڑا زور دیا اور کوئی زمین ایسی باقی نہ رہی جہاں دین اسلام نہ پہنچا اور سارے دینوں پر غالب ہوا اور سب کو دبا لیا اور آخر کو پھر ویسا ہی غریب اور تنہا ہو جاویگا جیسا کہ ابتدا میں تھا اور مسلمان... استقامت والے تھوڑے ہوں گے تب ایسے وقت میں اور ایسے آخری زمانے میں جو لوگ دین پر استقامت رکھیں گے اور ثابت قدم رہیں گے اور قرآن اور حدیث کو مضبوط پکڑے رہیں ان کے واسطے خوشی اور خوبی ہوگی روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

خاکسار کہتا ہے کہ سستی اور غفلت لوگوں میں آجاوے گی اور دین محمدی میں کچھ فرق نہ ہوگا وہ قیامت تک سارے دینوں پر غالب رہیگا اور قرآن و حدیث پر جنگل مارنا فقہ پر عمل کرنے کا نام ہے یہ بات اور اس حدیث کے معنے اشعۃ اللمعات سے لکھا یہ ظاہر ہے کہ عامی یعنے جو مجتہد نہیں ہے وہ فقہ پر اگر عمل نہ کرے گا اپنی رائے بلکہ بموجب قرآن و حدیث پر عمل کرنا چاہے گا تو جتنے آدمی ہوں گے اتنا مذہب نکلے گا اور دین کا انتظام بگڑ جاوے گا اور بڑا فساد اور کشت و خون اور لوٹ مار اور فسق و فجور ظاہر ہوگا جیسا کہ اس زمانے میں دُوَدَا کے گروہ اور لا مذہب لوگوں نے فساد برپا کرنا چاہا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان گمراہ مفسدوں کا فساد مٹا دیا ان لوگوں کے حال پر صد حیف ہے کہ جن لوگوں کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کا لشکر فرمایا اُن کی یہ لوگ پیروی کرتے ہیں اور حرمین شریفین میں قیامت تک دین کے رہنے کی خبر جو اس جناب نے دی وہاں کے لوگوں کی پیروی نہیں کرتے بلکہ وہاں کا نام سُن کے جل کے خاک ہو جاتے ہیں پس اپنے رسول کی مخالفت اس سے بڑھ کے کیا ہوگی اس مضمون کو انصاف سے سوچنے سے ظاہر ہے اور یہ دونوں گروہ اصل میں خارجی مذہب ہیں جنکے مذہب کو اہل سنت وجماعت کے

علماء نے خوب رد کیا ہے اور یہ دونوں گروہ وہابی ہیں۔ اور وہابی مذہب خارجی مذہب سے نکلا ہے جیسا کہ ردالمحتار کی تیسری جلد میں باب البغاۃ میں خارجی لوگ جس پر خروج کرتے ہیں یعنے لوٹنے اور قتل کرنے کے واسطے جس پر چڑھائی کرتے ہیں اُس کے کافر ہونے کا جو اعتقاد رکھتے ہیں اسی بات کے بیان میں فرماتے ہیں جیسا کہ واقع ہوا ہے ہمارے زمانے میں **عبدالوہاب** کے تابعداروں میں جو نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غالب ہو گئے اور وہ لوگ فریب سے اپنی تئیں حنبلی مذہب کہتے تھے لیکن وہ لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ لوگ مسلمان ہیں اور جو لوگ ان کے اعتقاد کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں وہ سب مشرک ہیں اور اسی اعتقاد کے سبب سے اہل سنت جماعت اور ان کے علماء کے قتل کرنے کو مباح کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو توڑا اور خوب مارے گئے اور اللہ تعالیٰ نے خراب کیا ان کے شہروں کو اور ان کے اوپر فتح دی مسلمانوں کے لشکروں کو بارہ سو تینتیس ۱۲۳۳ ہجری میں انتہیٰ۔

فائدہ حجاز کی زمین کے سوا کو نجد کہتے ہیں مشکوٰۃ مصابیح میں باب ذکر الیمن و الشام کی پہلی فصل کے آخر میں بخاری کی روایت والی حدیث جو ابن عمر سے روایت کی ہے اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور نجد سے [illegible] کا لشکر اور شیطان کے مددگار نکلیں گے۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معجزے کے طور پر فرمائی تھی سو ویسا ہی ہوا تو اس صورت میں وہابیوں کے فساد سے لوگوں کو بچانے اور لوگوں کے سارے شبہوں کو دفع کرنے کے واسطے اور جو لوگ فسق و فجور اور بدعتوں میں گرفتار ہیں اور دین کے احکام کے بجالانے میں کمال سستی اور غفلت کرتے ہیں سب کے ہوشیار کرنے کے واسطے اس رسالہ تصرف **مرادالمریدین** میں چند وعظ میں ہم ایسے مضامین اور مسائل اور نصیحتیں لکھتے ہیں جس سے لوگوں کے سارے شبہے دفع ہوں گے اور مفسدوں کے فساد سے لوگ محفوظ رہیں گے اور نماز میں خوب مستعد ہوں گے اور نماز کی تاثیر کے معتقد ہو جاویں گے اور اہل سنت وجماعت کے عقیدے پر اور اپنے دین اور مذہب پر خوب مضبوط ہو جاویں گے اور جہالت کے کام سے توبہ کریں گے اور امانت میں خیانت کرنے سے اور کسی کا حق مارنے سے اور حرام چیز کھانے اور حرام کسب کرنے اور سارے بُرے کام کرنے سے توبہ کریں گے اور شریعت کے کسی مسئلہ میں شک نہ کریں گے اور عورتیں جو پردہ کرنے میں قصور کرتی ہیں اور اپنے شوہر کی بے ادبی کرتی ہیں

اور ان کی امانت میں خیانت کرتی ہیں اپنی ان سب حرکات سے توبہ کرینگی اور باز آویں گی اور جو لوگ مرشدی کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کو ابھی مرشدی کا رتبہ حاصل نہیں ان کو لوگ پہچان جاویں گے اور بسبب ناواقفی کے جو لوگ چوک کے اُن سے مرید ہو گئے تھے سو وہ شرمندہ ہو کے ان کی بیعت سے توبہ کر کے سچے مرشد سے بیعت کریں گے اور وہ جو جھوٹے مرشد بھی مرشدی کا رتبہ حاصل کرنے کی فکر میں ہو جاویں گے اور اس رسالہ کے مضامین ایسے ہیں کہ اُن کے سننے سے دل ہل جاویں گے اور آنکھیں آنسو بہاویں گی اب خلیفہ لوگ اس رسالہ کو اپنے ساتھ رکھیں اور جس وقت جیسا مضمون سنانے کی حاجت آپڑے ویسا مضمون سنا دیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے وہ لوگ ان مضامین کو اور بھی مدلل کریں اور ان مضامین کو شرح کے ساتھ بیان کریں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا

مقدمہ

جب اُمت کے لوگ اپنے رسول کی قدر نہ پہچانیں گے اور ان کی حقیقت سے واقف نہ ہونگے اور ان کی محبت نہ رکھیں گے اور اُن سے تعلق پیدا نہ کریں گے اور ان کے دروازہ پر حاضر نہ رہیں گے تب تک ان کی سنت کی پوری پیروی کس طرح سے کریں گے اور مومن کامل کس طرح سے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مقام میں کس طرح پہنچیں گے اور ولایت اور صدیقیت کے مقام میں کس طرح پہنچیں گے اور ان سب مضمون سے کتابیں معمور ہیں اب اس مقام میں مدارج النبوۃ سے پچھلے خلاصہ کر کے اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلا کھل زیارت نصیب ہونے اور اُن سے روبرو بات کرنے اور اُنکی بات سننے کا طریقہ بیان کرتے ہیں اور اس بات کے سمجھ میں آجانے کے لائق ہم فائدہ فائدہ کر کے بڑے عمدہ عمدہ مضامین لکھتے ہیں اگر دوسری کتاب کا مضمون لکھیں گے تو وہاں پر اس کتاب کا نام لکھدیں گے اور حتی الامکان اس مضمون کی خوب شرح کریں گے کیونکہ اس زمانے میں یہ مضمون اجنبی ہو گیا ہے ہمارے لکھنے کے بعد اگر لوگ اس مضمون کے سمجھنے اور حاصل کرنے کی خواہش کریں تو غنیمت ہے۔

ہم وصیت کرتے ہیں اپنے سارے فرزندوں اور مریدوں اور محبوں کو کہ اس مضمون کو یاد کرلیں اور اس پر عمل کریں ہم کو اس مضمون سے جو فائدہ ہوا ہے اس کے بیان کرنے کا نہ وقت ہے اور نہ حاجت ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم کو ایمان کامل حاصل ہوا ہے عجب نہیں کہ

اس بات کے شکر میں ہم وجد کی حالت میں کہیں کہ ہم پر صحابہ کے حال کا ذرا سا پرتو ہے جس نے ہم کو کبھی ایذا دیا ہو یا غصہ دلایا ہو وہ شخص ہمارے اس وقت کے حال کو یاد کرے تو اس مضمون کا سمجھے اس مضمون کا دیکھنا سننا بھی فائدے سے خالی نہیں۔

فائدہ اُس جناب کے ساتھ تعلق یعنے دل کا علاقہ پیدا کرنے کی اور اُن کے دروازہ پر برابر حاضر رہنے کی کیفیت کے بیان میں۔ اے طالب۔ اگر تو کہے کہ اس تعلق اور علاقہ پیدا کرنے کی اور جناب عظیم میں ہمیشہ حاضر رہنے کی کیفیت ہم دریافت نہیں کر سکتے ہیں تو اس کو ہم کس طرح حاصل کریں تو یہی بات کو جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علاقہ پیدا کرنا دو نوع پر ہے:

تعلق کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

نوع اول اس جناب کے ساتھ تعلق صوری یعنے ظاہری ہے۔

نوع ثانی: اُس جناب کے ساتھ تعلق معنوی ہے اب دونوں نوع کا بیان سنو! نوع اول جو اُس جناب کے ساتھ تعلق صوری ہے سو وہ دو قسم ہے:

پہلی قسم: اس کا یہ بیان ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ظاہری پیدا کرنے میں اس جناب کا اتباع کے کمال پر استقامت کرنا ہے کتاب و سنت یعنے قرآن و حدیث کے امر بجا لانے میں وہ چار امام جو ہیں امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اجمعین سوا انہیں چاروں اماموں سے ایک کی تقلید اختیار کر کے اسی مذہب کے موافق عمل کرے اس واسطے کہ علمائے محققین کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ یہ چاروں امام اہل حق ہیں اور قیامت کے روز فرقہ ناجیہ سے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ تو ان چاروں اماموں میں سے اگر ایک کی تقلید نہ کریگا تو اُس جناب سے تعلق حاصل نہ ہوگا اور اس جناب کی اتباع کا کمال یہ ہے کہ اپنے عمل میں عزیمت اختیار کرے رخصت کیطرف خواہش نہ کرے کیونکہ رخصت پر عمل کرنے سے عمل ادا ہو جاویگا اور فرقہ اسلام میں داخل رہیگا اور اس کا شمار عوام میں ہوگا اور ہم تیرے واسطے مقام قربت اور صدیقیت کا حاصل ہونا چاہتے ہیں جو اپنے واسطے چاہتے ہیں اور اس قربت اور صدیقیت کے مقام حاصل ہونے کے واسطے شرط ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزیمت کے کاموں کے کرنے میں مثلاً سفر میں رمضان کا روزہ نہ رکھنے میں رخصت ہے آسانی کیواسطے اور روزہ رکھنا عزیمت ہے اس سے بڑا درجہ ملتا ہے۔ اور اے طالب تو قادر نہ ہوگا عزیمت کے کاموں کے بجا لانے پر جیسا کہ چاہئے اور جیسا کہ لائق ہے مگر اپنے نفس کے پہچاننے اور اپنے نفس کی بیماریوں

کے پہچاننے کے بعد اور اس بات کو تو نہ پہچانیگا مگر اللہ والے مرشد کے وسیلہ سے کہ وہ تجھ کو اس کی
راہ بتاویگا اور جس وقت میں جو اعمال اور احوال تیرے لائق ہیں سو تجھکو پہنچوا دیگا۔

دوسری قسم:۔ اس کا یہ بیان ہے کہ اُس صلے اللہ علیہ وسلم سے تعلق ظاہری پیدا کرنے
میں جس طرح سے اس جناب کی اتباع کا بیان اوپر ہوا اسی طرح سے اس جناب کی اتباع کرے بڑے
زور کی محبت کیساتھ یہاں تک کہ اُن کی محبت جو تو رکھتا ہے سو اس محبت کا مزہ اور ذوق اپنے
سارے وجود میں پاوے۔ شیخ ابو الغیث بن جمیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم خدا کی کہ میں محبت اُس
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاتا ہوں اور اپنے دل اور روح اور جان میں اور سارے بشرہ اور سارے بال
بال میں جیسا کہ پاتا ہوں ٹھنڈے پانی کا بہیں جانا اپنے وجود میں جب میں ٹھنڈا پانی پیتا ہوں
بڑی سخت تشنگی کے بعد بڑی سخت گرمی میں اور محبت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک
مومن پر فرض عین ہے فرمایا اللہ تعالی نے اکیسویں سیپارہ سورہ احزاب میں اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی
بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ نبی بہتر اور محبوب اور پیارا زیادہ ہے مؤمنوں کو اُن کے
جان سے اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ
اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ ہرگز مومن نہ ہوگا تم میں کا کوئی شخص یہاں تک کہ ہوں گا
میں محبوب زیادہ اس کے نزدیک اس کے جان اور اس کے مال اور اس کے بیٹے سے پھر اگر
تو اپنے اندر ایسی محبت نپاوے جیسا کہ میں نے تجھ سے بیان کیا تو تو جان لے کہ تو ناقص الایمان
ہے تب تو اپنے گناہوں سے استغفار اور توبہ کر اور ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر کی خواہش
کر اور انکا ادب کر اور اُس جناب نے جو منع کیا ہے اُس سے پرہیز کر اس اُمید پر کہ ویسی محبت
پاوے اور ان کے ساتھ حشر کیا جاوے کیونکہ اُس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص
جس کی محبت رکھتا ہے وہ اس کے ساتھ ہوگا اور بیشک تو نے جان لیا جو تجھ سے ہم نے نوع
اول میں بیان کیا کہ تعلق ظاہری اس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا ہے مگر ظاہر
شریعت پر قائم رہنے اور شریعت کے اقتدا کرنے سے اور اپنے سارے تن اور روح اور
رونیں رونیں سے اُن کی محبت میں غرق ہو جانے اور پوشیدہ اور ظاہر میں ان کی شان
کی تعظیم کیساتھ ان کے اصحاب اور اہل بیت کا ادب کرنا اور روح البیان میں جو کہا ہے کہ
اُس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں داخل ہے۔

عمل مولود شریف کا جب اس میں منکر نہ ہو اس کا بھید بھی اس بیان سے کھل گیا

یعنے عمل مولود شریف میں ایک تعلق پیدا ہوتا ہے اور دوسری نوع جو اُس جناب کے ساتھ
تعلق معنوی اور باطنی ہے سو وہ بھی دو قسم ہے پہلی قسم اس صورت بدیع المثال کو ہمیشہ حاضر
رکھنا ہے اس کی یہ راہ ہے کہ اگر کسی وقت تو اپنے خواب میں اُن کی زیارت سے مشرف ہوا ہے
تو اسی صورت کو جو خواب میں دیکھا ہے حاضر کر اور اگر تو نے اُن کو ہرگز دیکھا نہیں ہے اور اُن کی
زیارت سے مشرف نہیں ہوا ہے اور تجھ کو طاقت نہیں کہ اس صورت موصوف کو یعنیا حاضر
کرے تو اس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر اور اُن کو یاد کر اور اُن پر درود دیجیو ۔

خاکسار کہتا ہے کہ حدیث کی کتابوں کے پڑھتے وقت یہ دو فعل یا میں بخوبی پائی جاتی
ہیں یعنی آپ کا ذکر بار بار بکثرت آتا ہے کہ آں حضرت نے یہ کام کیا اور یہ کام حضرت کے روبرو ہوا
اور اس کام کا آپ نے حکم دیا یا منع فرمایا اور ہر حدیث میں درود بھی آتا ہے اور اصحاب علم حدیث
کیواسطے ایک نسبت خاص اور ایک آشنائی مخصوص اُس جناب کے ساتھ ہے جو دوسروں
کو نہیں ہے کہ ہمیشہ احوال شریف کا ذکر ان کی زبان کا ذکر اور اُن کے جان کا ورد ہے
اور اُن کے صفات کا اور احوال پہچاننے کے سبب سے اُس ذات بابرکات کا ایک تعین اور تشخص
اُن لوگوں کو حاصل ہے اور ہمیشہ جمال شریف کی مثال اُن کی نظر کے سامنے ہوتی ہے اور اُن
کی صورت خیالیہ کے ساتھ اُنکے باطن کا پیوند قوی ہوتا ہے اور جب نام شریف مذکور ہوتا ہے
تب اُنکی لذت دل میں پاتے ہیں اور نام والے کی عظمت دل میں مشاہدہ کرتے ہیں اور حاضر
پاتے ہیں اور ہمیشہ حاضر درگاہ رہتے ہیں اور ان لوگوں کو اس بات میں حضرات صحابہ کے ساتھ
مشارکت اور مشابہت ہے رضی اللہ عنہم چنانچہ یہ مضمون مدارج النبوۃ میں علامات محبت رسول
خدا میں مذکور ہے اور اے طالب آپ کے ذکر اور یاد کرنے کے وقت تو یہ خیال کر کہ گویا
وہ جناب تیرے سامنے زندگی کی حالت میں موجود ہیں اور تو انکو بڑی اجلال اور تعظیم
اور ہیبت اور حیا کے ساتھ ... باادب ہو کے دیکھ رہا ہے اور جان لے کہ وہ صلی اللہ علیہ
وسلم تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیری بات کو سنتے ہیں یعنے آپ کے یاد کرنے اور درود پڑھنے کے
وقت کیونکہ وہ اللہ تعالی کی صفات کے ساتھ موصوف ہیں یعنی اللہ تعالی کی صفات
مظہر کامل ہیں اور اللہ تعالی کی صفات نے ان میں تجلی اور ظہور فرمایا ہے اور اللہ تعالی کی صفات
میں سے ایک صفت یہ ہے جو حدیث قدسی میں آیا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے انا جلیس من
ذکرنی میں ہم نشینی اس شخص کا ہوں جو مجھ کو یاد کرتا ہے اور بیشک پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم

کو اس صفت کا خوب حصہ ملا ہے کیونکہ آپ کا عارف وصف ہونا ایک مشہور وصف ہے اور آن حضرت صلعم آدمیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے عارف زیادہ ہیں۔ اے طالب! اس صفت کیساتھ اگر تو ان کے پاس نہیں ہو سکتا ہے اور تو نے ان کی قبر شریف کی زیارت کسی روز کیا ہے اور انکا روضۂ عالیہ اور قبۂ پاک کو دیکھا ہے تو اپنے ذہن میں اس درگاہ بلند کو حاضر کر اور جس وقت تو ان کو یاد کرے ان پر درود بھیج اور ایسا ہو جا جیسا کہ ان کی قبر شریف کے پاس اجلال اور تعظیم کے ساتھ تو کھڑا ہے یہاں تک اس خیال کو اپنے دل میں جمائے کہ آپ کا مشاہدہ روحانی ظاہر ہو جائے اور اگر تو نے قبر شریف کی زیارت نہیں کی ہے تو سمجھ کہ آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کر اور تصور کر کہ وہ تیرا سلام سنتے ہیں اور اس حال میں تو ادب کے ساتھ رہ اور اپنی ہمت اور دل کے قصد کو سب طرف سے جمع کرے تاکہ تیرا درود تیرے حضور قلب کی حالت میں آپ کے پاس پہونچے اور دل کے قصد کے جمع کرنیکو ایک اثر عظیم ہے اور اس بات کی شرم رکھ کہ تو ان کو یاد کرے یا اُن پر درود بھیجے اور تو ان کے سوائے دوسرے کی طرف مشغول ہو اور تیرا درود بھیجنا جسم بے روح کی طرح سے ہو کیونکہ نیک کاموں میں سے بندہ جو کام کرتا ہے اور اس میں حضور قلب پایا جاتا ہے تو وہ عمل زندہ ہے اور جس عمل میں غفلت پائی جاتی ہے اور دل کا خیال دوسری طرف ہوتا ہے تو وہ عمل میت اور جسم بے روح ہے اور اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ جب تو نے اس دوسری نوع کے پہلی قسم کو جو ہم نے بیان کیا ہے خوب سمجھ لیا تو اب اس کو لازم کرے کہ اس میں بڑی سعادت اور بڑا درجہ ہے۔ ۹ - ۱۰ - ۲۶ [illegible]

یہ خاکسار کہتا ہے کہ جس شخص کو لطیفوں کی جڑ کی سیر کرنیکا مراقبہ حاصل ہے جس کا بیان فیض عام میں ہے اس شخص کو اس جناب کی حضوری کا تصور اور خیال کرنا بہت آسان معلوم ہوگا یعنے جس طرح سے لطیفۂ قلب کے عرش پر اور فوق عرش وغیرہ مقامات پر جاتا ہے اصطلاح کہ دائرہ وجودیہ مثالیہ کی صورت کا نقشہ جو ہم قریب ہی لکھتے ہیں اس نقشہ میں جس خط کو وتر اور قاب قوسین قرار دیا ہے اس خط تک پہنچنے کا مراقبہ جب کرے گا تب بآسانی اُس جناب پاک کی حضوری اس شخص پر کھل جاویگی اور فیض عام کے آخیر میں اُس صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد عشاء کے بیعت کرنے کا مراقبہ لکھا ہے وہ بھی اس شخص پر آسان ہو جاویگا۔

دوسری قسم تعلق معنوی کا حاضر رکھنا حقیقت کاملہ محمدیہ کا ہے جو موصوف ہے اپنے اوصاف کمال کیساتھ ایسی حقیقت ہے کہ جمع کرنیوالی ہے جمال اور جلال کو یعنے رحمت کی شان اور

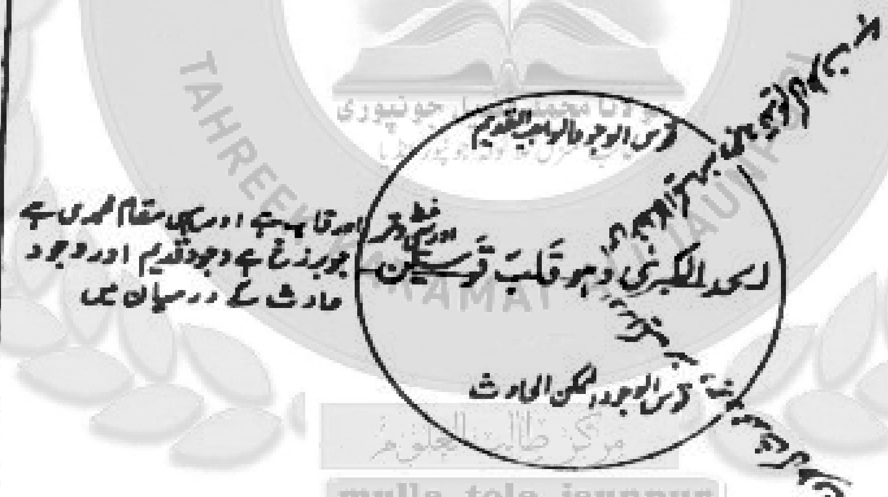
قہر کی شان دونوں اُس حقیقت میں موجود ہیں اور وہ حقیقت متجلی ہے یعنی زیور پہننے والی ہے عبائے کبیر متعال کے اوصاف کا اور مشرف ہے نور ذات الٰہی سے آباد اور آنال میں یعنے ازل سے ابد تک اور حق کے اور خلق کے سارے کمال کو اپنے اندر گھیر لیا ہے اور وجود کی فضیلت کو پوری طور کا حاصل کر لیا ہے یعنے وجود کی ساری فضیلتیں اُس میں موجود ہیں صورت میں بھی اور معنی میں بھی حقیقت میں بھی اور حکم میں بھی عین میں بھی شہادت میں بھی ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی یعنے وہ سب فضیلتیں اُس حقیقت میں پوشیدہ بھی ہیں اور دیکھی بھی جاتی ہیں۔ اور اے طالب تو ان سب فضیلتوں کو حاضر کرسکے گا جب تک کہ سمجھانے گا کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم برزخ کلی یعنے پورے برزخ ہیں وجود قدیم اور وجود حادث کے درمیان ہیں سو وہ دونوں جہت میں سے ہر ایک کی حقیقت ہیں ذات کی راہ سے بھی اور وصف کی راہ سے بھی اسواسطے کہ وہ مخلوق ہیں ذات کے نور سے اور ذات کے اسماء اور صفات اور افعال اور آثار کو جمع کرنیوالے ہیں علم کی راہ سے بھی اور عین کی راہ سے بھی اور اسی سبب سے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ اس آیت شریفہ کے معنے کی حقیقت کو سارے کمالات منیفہ اور اوصاف پاک کو صاف صاف بیان کر رہی ہے میں تیرے سمجھنے کیواسطے ایک مثال اور نقشہ ظاہر کر دیتا ہوں تاکہ اس نقشہ کو دیکھ کے اس آیت کے معنے کو تو اپنے ذہن میں تصور کرے اب پہلے جان لے کہ وجود یعنے موجود ہونا جو ہے سو یہ صفت خالق کی بھی ہے اور مخلوق کی بھی سو وہ سارا وجود مانند دائرہ کے ذہن میں آتا ہے اور یہ بات بھی ذہن بھی قبول کرتا ہے کہ وجود دو قسم ہے قدیم اور حادث اور دونوں کے درمیان خواہ مخواہ ایک فصل ذہن میں آتا ہے اور اس فصل کی صورت ایک خط کی سی ذہن میں آتی ہے تب اس دائرۂ ذہنی پر اس خط ذہنی کے گذرنے سے وہ دائرہ دو آدھے ہو کے دو قوس ہو گیا یعنی دو کمان کی صورت ذہن میں آئی اور اس خط ذہنی کو وتر یعنے سانت اور چلہ دونوں قوس کا ذہن نے سمجھا اور اسی وتر کو قاب بھی کہتے ہیں اور قوس معنے کمان اور قوسین معنے دو کمان تو یہی خط قاب قوسین یعنے چلہ دونوں کمان کا ٹھہرا کر اسی خط نے اس دائرہ کو دو کمان کی صورت کر دیا ہے اور اوپر کا قوس جو ہے یعنے اوپر کا آدھا جو ہے اس کو وجود قدیم اور وجود واجب کہتے ہیں اور نیچے کا آدھا جو ہے اُس کو وجود محدث اور ممکن اور خلق کہتے ہیں تو اسی طرح کا دائرہ جو صفت سے تقسیم ہو کے دو قوس ہو گیا اور لیکن ذات پاک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تقسیم ہونے کی منزہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس خط کو دونوں کمان سے علاقہ ہے کہ اُس کا ایک منہ وجود قدیم کی طرف

[illegible] سطر ۱۱ میں ملاحظہ ہو

اور ایک منہ وجود محدث کیطرف ہے اور یہ خط دونوں وجود کے درمیان میں برزخ ہے جسطرح عرش معلی برزخ ہے مکان اور لامکان کے درمیان میں اور اس کا ایک منہ ہے لامکان کی طرف اور ایک منہ ہے مکان اور کائنات یعنے مخلوقات کی طرف اور عرش سارے مخلوقات کی غایت اور نہایت ہے کہ اس کے اوپر کوئی مخلوق اور مکان نہیں ہے اسکے اوپر لامکان ہے جو اوپر کے نصف دائرہ میں داخل ہے تو یہ خط مذکور عرش معلے اور ٹھہرا اور یہی خط قاب قوسین ہے اور یہی خط مقام محمدی ہے جسکا ذکر سورۂ والنجم کی اس آیت میں ہے ۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۔ پھر ہو گیا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک اور اس مقام کے نیچے سب مقام ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ سارے مقام اس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوئے اور اس نور کو ذات قدیم نے سب کے پہلے پیدا کیا تو اس نور کو ذات پاک اور سارے مخلوقات سے علاقہ ہوا اور اس نور سے سارے مخلوقات کے پیدا ہونے کا بیان اس حدیث میں تصریح ہے جو مواہب لدنیہ میں جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ کس چیز کو اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں کے پہلے پیدا کیا فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں کے پہلے پیدا کیا اپنے نور سے نور تیرے نبی کا یعنی ذات پاک سے نہیں[1] بلکہ اپنی صفت تخلیق سے ایک نور پیدا کیا اور یہ بھی ہے کہ نور صفت کا نام ہے ذات کا نام نہیں پھر قدرت دیا اس نور کو کہ پھرنے لگا اس قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اس وقت میں لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور فرشتہ اور آسمان اور زمین اور آفتاب اور ماہتاب اور جن اور آدمی کچھ نہ تھا پھر جب ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا کرے خلق کو تب اس نور کو چار جزو کر کے تقسیم کیا اور پیدا کیا پہلے جزو سے قلم اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش کو اور چوتھے جزو کو چار جزو کر کے تقسیم کیا اور پہلے جزو سے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو اور دوسرے سے کرسی کو اور تیسرے سے باقی فرشتوں کو پیدا کیا پھر چوتھے جزو کو چار جزو کر کے تقسیم کیا اور پہلے جزو سے آسمانوں کو اور دوسرے سے زمینوں کو اور تیسرے سے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا پھر چوتھے جزو کو چار جزو کر کے تقسیم کیا اور پہلے جزو سے مومنوں کی آنکھوں کا نور پیدا کیا اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا اور وہی اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے

[1] صفحہ ۱۲ سطر ۱۳ میں بھی یہی مراد ہے جسکی توضیح یہاں پر مؤلف نے خود فرمادی ۱۲ ابوالبشیر

اور تیسرے سے مومنوں کی انس کا نور پیدا کیا اور وہ کلمۂ توحید کا ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آخر حدیث تک اور چونکہ اس مقام محمدی کا ایک منہ وجود قدیم کی طرف ہے اور ایک منہ وجود محدث کی طرف ہے اس سبب سے اس مقام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب کمالات الٰہیہ اور سارے کمالات خلقیہ صورۃً و معنًی جمع ہیں کمالات خلقیہ تو ظاہر ہے کہ آپ ہی کی ذات سے سب ظاہر ہوئے ہیں اور کمالات الٰہیہ کے بھی وہ جناب مظہر کامل ہیں اور جتنے کمالات الٰہیہ ہیں سبھی کے سب اُن کی ذات میں بطور ظل اور سایہ کے ظاہر ہیں۔ یہ بات یاد رہے صلوٰۃ اور سلام بھیجنے کیوقت جو آں حضرت کے حاضر ہونے کا مراقبہ ہوتا ہے اُس میں یہ مضمون کام آوے گا یہ سب مضمون مدارج النبوۃ کے مضمون کا خلاصہ ہے کہ ہم نے اس کو شرح کے ساتھ لکھا اور آگے بھی جو لکھیں گے سوا اسی مضمون کا خلاصہ شرح کے ساتھ لکھیں گے اس دائرۂ وجودیہ مثالیہ کی صورت مدارج النبوۃ کے لکھتے ہیں اسکا نقشہ یہ ہے ۔



اور حقیقت حق اور حقائق کونیہ یعنے سارے کائنات اور مخلوقات کی حقیقت کے درمیان میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برزخ ہونا اس سبب سے ہے کہ وہ سارے کائنات کی حقیقتوں کی حقیقت ہیں یعنی سب کی حقیقت اُن کی حقیقت سے پیدا ہوئی جیسا کہ اوپر قریب ہی معلوم ہوا اور وہ جناب سب کی حقیقتوں کے اوپر ہیں اور اسی سبب سے شب معراج میں ان کا مقام عرش ہوا اور عرش سارے مخلوقات کی غایت ہے اور عرش کے اوپر کوئی مخلوق نہیں ہے تو سارے مخلوقات یعنے عرش وغیرہ آں حضرت کے نیچے ہیں اور آں حضرت کا

پروردگار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ہے اور آں حضرت کے نزدیک ہے استواء
استواء کے یہ معنے ہیں کہ عرش جسم کلی سارے اجسام کو گھیر لیا سو اس عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ
کی رحمت جو سب کو گھیرے ہے اس کا ظہور ہے تو برزخ ہوئے آں حضرت حق اور خلق کے
درمیان میں محسوس صورت کے ساتھ یعنی ظاہری صورت کے ساتھ جس کو حواس دریافت
کرتا ہے جیسا کہ برزخ تھے آں حضرت معنی میں یعنی باطن میں اس واسطے کہ آں حضرت موجود
ہیں حق سے اور خلق موجود ہیں آں حضرت سے تو آں حضرت متصف ہیں دونوں صفت کے
ساتھ دونوں طرف کے یعنی آں حضرت میں دونوں طرف کی صفت پائی جاتی ہے حق سبحانہ کی
صفت بھی اور خلق کی صفت بھی صورت کی راہ سے بھی اور معنی کی راہ سے بھی حکم کی راہ سے
بھی اور علین اور ذات کی راہ سے بھی۔

تو اے طالب! جب تو نے سمجھ لیا جو ہم نے ذکر کیا تو اب تجھکو بیشک آسان ہو جاویگا
کمال محمدی کا ذہن میں حاضر کرنا جیسا کہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تنبیہ اے طالب تو جان لے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر عالم میں ایک
ظہور ہے اس عالم کے حال کے مطابق یعنے جیسا کہ کسی چیز کا عکس اور سایہ کسی چیز میں ظاہر ہوتا
ہے تو اس چیز کی صفائی کے لائق جس طرح سے آفتاب وغیرہ کا سایہ جلا کئے ہوئے لکڑی
یا برتن میں جو پڑتا ہے تو اس کی صفائی کے لائق اور پانی اور آئینہ میں جو پڑتا ہے تو اس کی
صفائی کے لائق ویسا ہی حقیقت محمدیہ کے ظہور کا حال ہے ہر عالم میں سو انکا ظہور عالم اجسام
میں ویسا نہیں ہے جیسا کہ عالم ارواح میں ہے کیونکہ عالم اجسام میں تنگی ہے اور جس چیز
کی گنجائش عالم ارواح میں ہے اس چیز کی گنجائش عالم اجسام میں نہیں ہے اور ان کا
ظہور عالم ارواح میں ویسا نہیں ہے جیسا عالم معنی میں ہے کیونکہ عالم معنے لطیف زیادہ
اور کشادہ زیادہ ہے عالم ارواح سے اور ان کا ظہور زمین میں ویسا نہیں ہے جیسا آسمان
میں ہے اور ان کا ظہور آسمانوں میں ویسا نہیں ہے جیسا عرش کے بیچ میں ہے اور ان کا ظہور
عرش کے بیچ میں ویسا نہیں ہے جیسا کہ اللہ کے پاس عرش کے فوق جہاں نہ این ہے نہ کیف
این معنے کہاں کیف معنے کیونکر تو ہر مقام میں ان کا ظہور اعلیٰ اور اکمل اور اتم ہے پہنچے کے مقام
سے اور ظہور کو ایک جلالت اور ایک ہیبت ہے بقدر محل اور مقام کے یہاں تک کہ وہ
ظہور ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ طاقت نہیں رکھتا ہے کہ اس ظہور کو اس مقام میں کوئی

شخص انبیاء اور اولیا میں سے دیکھے اور آں حضرت نے جو فرمایا ہے کہ میرے واسطے اللہ کے
ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ میرے پہچاننے کی گنجائش اور طاقت نہیں رکھتا ہے اس وقت
میں کوئی سوائے میرے رب کے سو اس فرمانے کے یہی معنے ہیں اور ایک روایت میں ہے
کہ میرے واسطے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ میرے پہچاننے کی گنجائش اور طاقت
نہیں رکھتا ہے اس وقت میں کوئی فرشتہ نزدیکی اور نہ کوئی نبی مرسل سوائے تنہائی تو اپنی ہمت
کو بلند رکھ تاکہ تو ان کو دیکھے بلند مظہروں میں حقیقت کبریٰ یعنے اللہ جل جلالہ کی حقیقت
کی مدد کے ساتھ اصل بات یہی ہے کہ وہ ذہن میں بیان کی طاقت کہاں دل ہی میں بوجھ لو
یہ خاکسار کہتا ہے کہ اس تنبیہ میں معلوم ہوا کہ حقیقت محمدیہ کا ظہور ہر عالم میں اس عالم
کے حال کے لائق ہوتا ہے تو ان کی امت کا جو شخص جیسی ان کی محبت رکھیگا اور جیسی ان کی
اتباع کرے گا اور اللہ سبحانہ کے اسماء میں سے جو اسم ان کے عالم خلق کا رب ہے اس اسم
کی حضوری اور مشاہدہ جیسا حاصل کرے گا اور اس اسم کے ساتھ اس صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا علاقہ
لگا ہے اس علاقہ کو جیسا سمجھے گا اس شخص پر حقیقت محمدیہ کا ظہور ہوگا اور حقیقت محمدیہ کا بیان
اور جو اسم ان کے عالم خلق کا رب ہے وہ شان العلیم ہے اس کا بیان ہم قریب ہی لکھتے
ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اور شان العلیم کا مراقبہ جب کرے گا تب عین اسی مراقبہ میں حقیقت
محمدیہ کو پاویگا اور اس کی طرف خطاب کرے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکے گا پھر آگے مصنف رحمۃ اللہ
فرماتے ہیں اور وصیت کرتے ہیں ہم تجھ کو اے بھائی کہ ان کی صورت اور معنے کو ہمیشہ
ملاحظہ کیا کر اگرچہ تجھکو اس جناب کے حاضر ہونے کا خیال تکلف سے حاصل ہو تو نزدیک ہے
کہ تیری روح ان کے ساتھ الفت پکڑے تب حاضر آویں وہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس
عیاناً یعنے کھلا کھلی اور تو ان کو پاوے اور تو ان سے روبرو بات کرے اور وہ تجھکو جواب دیں اور
حدیث بیان کریں تجھ سے اور تیری طرف مخاطب ہوں اور تو صحابہ عظام کے درجہ میں پہنچ
جاوے اور صحابہ عظام میں ملجاوے انشاء اللہ تعالیٰ انتہیٰ۔

خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فائدہ یہ خاکسار کہتا ہے کہ اوپر قریب ہی جو تنبیہ میں حقیقت محمدیہ کے ہر عالم
میں ظہور کا بیان ہوا ہے اسی مضمون کے کچھ میں نے ان کی صورت اور معنے کے ملاحظہ کرنے کا مراقبہ
آسان ہوگا اور حاجت ضروری روا ہوگی نماز اور دعا کا بیان جو حصن حصین اور مشکوٰۃ معانی

سلسلہ خطاب اور ندا حقیقت محمدیہ کی جانب ہے بوقت حصول مشاہدہ حقیقت مذکورہ ۱۲ احقر ابوالعشر

اور دعوات[1] مسنونہ میں سے اس دعا میں جو یہ عبارت ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ۔ یا اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے اپنی حاجت اور متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف تیرے نبی کے وسیلہ کے ساتھ کہ حضرت محمد نبی رحمت[2] ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد تحقیق میں متوجہ ہوں آپ کے وسیلہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف اپنی اس حاجت میں تاکہ حاجت روائی کیجاوے میرے واسطے یا اللہ سو ان کی شفاعت قبول کر میرے حق میں انتہی۔

سو اسی حقیقت محمدیہ کے ہر مقام میں ظہور کا مراقبہ کرکے اس حقیقت کی طرف مخاطب ہوکے یا محمد کہنا ہوتا ہے اور اس طرح کہنا شارع نے خود تسلیم کیا ہے۔

اور مولانا عبدالحلیم مرحوم نے جو اس فقیر کے حبیب دلی اور دین مذہب میں خوب موافق تھے اور ان کے سائے اعلام میں فقیر کو بڑا اعتقاد تھا انھوں نے اپنے رسالہ نور الایمان میں عربی زبان میں جو مضمون لکھا ہے سو ہمارے اس مضمون کی یعنے حقیقت محمدیہ کے ہر کہیں موجود ہونے کے مضمون کی بڑی تائید کرتا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اور دلائل الخیرات میں یہ دعا لکھی ہے یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے حبیب کے وسیلہ سے جو تیرے نزدیک مقبول ہیں اے ہمارے حبیب اے محمد ہم وسیلہ پکڑتے ہیں آپ کا آپ کے رب کے پاس اے اچھے رسول طاہر یا اللہ ان کی شفاعت قبول کر ہمارے حق میں ان کے جاہ کے سبب سے جو تیرے نزدیک ہے کہا فاسی مالکی نے اپنی شرح میں کہ یہ دعا جو ہے سو اس کے مانند ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے غریب ہے اور نسائی اور ابن ماجہ اور طبرانی نے اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط بموجب اور

[1] یہ مولف رسالہ ہذا کی تالیف سے ہے ۱۲ [2] یہ خطاب بجانب حقیقت محمدیہ ہے ۱۲

[3] سوال کا پورا کرنا بسبب رحمت کے ہوتا ہے اور حضور نبی رحمت ہیں اس واسطے آپ کا وسیلہ عین رحمت کا وسیلہ اور موثر اور سبب قبولیت کا ہے ۱۲ [4] یہاں خطاب دعا کے بعد وسیلہ کی طرح شارع علیہ السلام نے تصریح کردی ہے اسی کی طرف اشارہ کیا مؤلف نے صفحہ ۱۲ سطر ۹ و ۱۰ میں ۱۲

بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا اور عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسی قسم سے ہے جو واقع ہوا ہے تشہد میں سلام ہے تم پر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں اور تشہد کے خطاب میں یعنی حاضر کی لفظ کہنے میں یہ بھید ہے کہ حقیقت محمدیہ یعنے شان العلیم گویا کہ وہ ساری ہے یعنی بہتی ہے ہر موجود میں اور حاضر ہے باطن میں ہر بندے کے اور اس حاضر ہونے کی حالت کا پورا پورا کھل جانا نماز کی حالت میں ہوتا ہے سو نماز میں محل خطاب کا حاصل ہوا یعنی نماز میں اُن سے رو برو بات کرنے کا مقام حاصل ہوا تب خطاب کئے گئے صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا بعضے اہل معرفت نے کہ بیشک بندہ جب اللہ تعالیٰ کی ثنا کرنے سے مشرف ہوا تب گویا اس کو اذن ملا حرم الٰہی کے حریم یعنی محل میں داخل ہونے کا اور اس کے دل میں آنکھ میں روشنی ہوگئی اور اس نے حبیب کے محل میں حبیب کو پایا یعنے اللہ سبحانہ کے محل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تب اُن کی طرف متوجہ ہوا اور اپنا منہ انکی طرف کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ یہاں تک رسالہ نور الایمان کا مضمون تمام ہوا اس مضمون کے بعد کچھ التحیات میں جو خطاب کا لفظ ہے اس کی تحقیقات جو لکھا ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں ہے پھر اس تحقیق کے بعد لکھا ہے اور لیکن خطاب کرنا اس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان کے وسیلہ سے مدد مانگنا اس اعتقاد پر مشتمل[1] ہے کہ اعتقاد رکھے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم کے انتظام کی تدبیر کرنے والے ہیں بالاستقلال یعنے اپنے اختیار سے یا اس اعتقاد سے کہ ان کو عالم کے انتظام کے واسطے اللہ تعالیٰ کے جناب سے نیابت ملی ہے اور اللہ تعالیٰ عالم کی تدبیرات میں نائب کا محتاج ہے یا اس اعتقاد سے کہ سمع اس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سمع اور بصر ہے مانند سمع و بصر اللہ تعالیٰ کے بلا تفاوت سے تعالیٰ ایسے اعتقاد سے کنارے ہے اور ایسا اعتقاد اہل سنت و جماعت کے اعتقادات میں سے نہیں ہے اور ہم سنت و جماعت لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہیں اور وہ نہ ہوتے تو مخلوقات کا پیدا کرنا اور سارے مخلوقات کو اللہ ہی کے پاس پناہ لینا ثابت نہ ہوتا انتہی۔

[1] مؤلف نے مدارج النبوۃ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے مراقبہ کے متعلق یا منظر شان العلیم کے متعلق نقل فرمایا ہے سب جگہ ایسے اعتقاد سے بچنا لازم ہے جسکو یہاں کھول کر بتلا دیا اس کو یاد رکھنا چاہیے ۱۲ احقر ابو البشر جونپوری غفراللہ لہ)

اور یہ مضمون جو اوپر گزرا کہ حبیبی محل میں حبیب کو پایا اور اس کے قبل مدارج النبوۃ کا یہ مضمون گزرا اور وصیت کرتے ہیں کہ ہم تجھکو اے بھائی کہ قرآن کی صورت اور معنے کو ہمیشہ ملاحظہ کیا کر اگرچہ اس جناب کے حاضر ہونیکا خیال بتکلف سے حاصل ہو تو اس مضمون کو قوت دیتا ہے حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کا فرمانا جو اخبار الاخیار میں نقل کیا ہے وہ یہ ہے نقل ہے کہ قاضی محی الدین کاشانی نے حضرت شیخ نظام الدین سے سوال کیا کہ مرید کو مراقبہ کرنا حضرت عزت کا اور حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اور مرشد کا ہر ایک علیحدہ کرنا چاہتا ہے یا ایک ساتھ فرمایا کہ ایک ساتھ بھی ممکن ہے اور علیحدہ بھی مفید ہے اور جب چاہے کہ ایک ساتھ کرے تو اس طرح کرے کہ جانے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں اور پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم میرے داہنے ہیں اور مرشد میرے بائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے کا مراقبہ اتنے بڑے طریقت کے پیشوا نے بھی تعلیم کیا اور اس کو مفید کہا تو حضرت محقق دہلوی قدس سرہ کی تعلیم اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی تعلیم ایک ہوئی اور ثابت ہوا کہ اس طرح کا مراقبہ اور خیال ممکن ہے اب حقیقت محمدیہ کیا چیز ہے اس کا بیان سنو اب پہلے یہ بات سمجھو کہ صفت کی جمع صفات ہے اور شان کی جمع شیون سو اللہ تعالیٰ کی صفات جو ہیں سو خارج میں بھی پائی جاتی ہیں وجود زائد کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوائے اور ذات سے جدا اور شیون جو ہیں سو نرے اعتبارات ہیں یعنی فرض کئے اور ٹھہرائے گئے ہیں اس سبحانہ کی ذات میں یعنے شیون کا علم ہوتا ہے کہ یہ صفت اس ذات پاک میں موجود ہیں اور ذات سے خارج نہیں ہیں یہ بحث ایک مثال سے کھل جاتا ہے وہ مثال یہ ہے کہ مثلاً پانی جو ہے سو اس کی طبیعت اس طرح کی ہے کہ اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور نیچے سے اوپر کو نہیں جاتا تو جب تک پانی کی اس صفت کو خارج میں نہیں دیکھتے ہیں تب تک اس صفت کو پانی کی ذات میں خیال کرتے ہیں اور فرض کرتے ہیں تو یہی صفت شیون کہلاویگی اور اس صفت کا ظہور جب پانی میں ہوا تو یہ ظہور صفت زائدہ کہلاویگا پانی کی ذات کے واسطے یہ حضرت مجدد قدس سرہ کے مکتوبات دویست وہشتاد و ہفتم مکتوبات کا اختصار کے ساتھ خلاصہ لکھا اس مضمون سے صفات اور شیون کی حقیقت معلوم ہوگئی اب حقیقت محمدیہ کا بیان اسی مکتوبات کے مکتوب دویست و نہم سے اختصار کے ساتھ اس مقام کے لائق شرح کیا تھا ہم لکھدیتے ہیں اس کو خوب یاد رکھو !

جاننا چاہیے کہ حقیقت شخص کی مراد ہے اس کی تعین وجوبی سے اور تعین وجوبی اللہ جل جلالہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جیسا کہ علیم اور قدیر اور مرید اور متکلم اور مانند اس کے یعنے اللہ تعالیٰ کے ایک ایک اسم سے ایک ایک شخص پیدا ہوا ہے یعنی اسی اسم کا وہ شخص مظہر ہے یعنی اس شخص میں اس اسم کی صفت ظاہر ہوتی ہے اور اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے ناموں میں سے ایک نام کو ایک شخص کے واسطے تعین اور مقرر اور خاص کیا ہے کہ اس شخص کی اصل اور حقیقت یہ نام ہے کہ یہ شخص اس نام کا مظہر ہے کہ اس نام کی صفت اس شخص میں ظاہر ہوگی اور وہی نام اس شخص کا رب ہے اور وجود اور توابع وجود کے فیوض اس شخص میں اوترنے کا وہی اسم مبدا اور جڑ ہے مثلاً جس شخص کا تعین وجوبی اور رب اسم ہادی ہے اس شخص میں ہدایت کے فیض جاری ہوں گے و علے ہذا القیاس اور تعین امکانی اس شخص کا ظل اور سایہ اس تعین وجوبی کا ہے کہ تعین امکانی اس شخص کا یعنی وجود عنصری اس شخص کا اسی تعین وجوبی کے ظل سے پیدا ہوا ہے تو حقیقت شخص کی جیسا کہ اس کے تعین وجوبی کو کہتے ہیں ویسا تعین امکانی کو بھی اس شخص کی حقیقت کہتے ہیں جب یہ مقدمات معلوم ہوچکے تو اب ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانند اور سب خلق اللہ کے مرکب ہیں عالم خلق اور عالم امر سے عالم خلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محمد کہلاتا ہے اور عالم امر انکا احمد کہلاتا ہے عالم خلق عالم اجساد ہے اور عالم امر عالم ارواح و ملائک ہے اور اسم سبحانہ کا جو رب ہے ایکے عالم خلق کا سو شان العلیم ہے اور انکے عالم امر کی جو تربیت کرتا ہے سو وہ معنے ہے اور جو اس شان العلیم کے وجود اعتباری کا مبدا اور سرمنشا اور اصل ہے . اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر چیز کے معنی اس چیز سے لطیف زیادہ ہوتے ہیں تو حقیقت محمدی مراد ہے ... اس شان العلیم کے معنے سے اور حقیقت کعبہ سبحانی کے بھی یہی معنے ہیں تو حقیقت احمدی اور حقیقت کعبہ سبحانی کی ایک ٹھہری تو حقیقت کعبہ ربانی کی بعینہا حقیقت احمدی ہے کہ حقیقت محمدی فی الحقیقت اس کا ظل اور سایہ ہے اسی سبب سے حقیقت کعبہ ربانی جو ہے سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تنزیہ اور تقدیس کی بلندی سے نزول فرمانے اور نیچے اوترنے کے مقامات کی نہایت ہے اور حقیقت کعبہ ربانی کی جو بعینہا حقیقت احمدی ہے سو وہی حقیقت کعبہ ربانی ہے عروج کرنے اور بلندی کی طرف جانیکے مقامات کی نہایت ہے کہ اس کے اوپر کعبہ ربانی کی حقیقت عروج نہیں کرسکتی اور حقیقت محمدی جب پھر مرتبہ تنزیہ کی طرف عروج کرتی ہے تب حقیقت کعبہ کی یعنے حقیقت احمدی جو کعبہ ربانی کے عروج کی نہایت ہے اس عروج کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے یعنی حقیقت محمدی حقیقت احمدی سے اوپر کو

عروج کرتی ہے یعنی حقیقت محمدی تو اس کو حاصل کئے ہے اور اُسکے اوپر کو جب عروج کرتی ہے تب اس سیر ہی کے بعد جو حقیقت محمدی کو عروج ہوتا ہے اس کے نہایت کو سوائے حق سبحانہ کے کوئی نہیں جانتا کہ اس عروج کی نہایت کہاں تک ہے تو اس صورت میں حقیقت محمدی کو تقدم ہوا یعنی آگے ہوگئی تو اب اگر کعبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات حاصل کرنے کا محتاج ہو تو کیا عجب ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم خلق میں ظہور سے جو فائدے اور برکات کہ کعبہ شریف کو حاصل ہوئے اسکے یہ مضمون صاف ظاہر ہے اس کا یہ بیان ہے سنو مدارج النبوۃ میں لکھا ہے اور منقول ہے عبد المطلب سے کہ اُس نے کہا کہ ولادت کی رات کو میں کعبے پاس تھا پھر جب آدھی رات گذری تب میں نے کعبہ کو دیکھا کہ جھک گیا مقام ابراہیم کیطرف اور سجدہ کیا اور اس سے آواز تکبیر کی نکلی اس طرح سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے رب محمد مصطفٰے کا اب مجھ کو میرے رب نے بتوں کی نجاست اور مشرکوں کی ناپاکیوں سے خوب سا پاک کیا انتہی۔

بلکہ اسی مکتوب کے اسی مقام میں فرمایا کہ چونکہ اُن کی امت کے بڑے کامل اولیا لوگوں کو اُس سرور علیہ السلام کے عروجات میں سے پورا حصہ ملا ہے اس واسطے اگر کعبہ ان بزرگوں کی برکات لینے کا محتاج ہو تو کیا تعجب ہے انتہی۔ اور جو نبوت کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے کے پہلے اس جناب کو حاصل تھی جس کی خبر آپ نے دیا تھا کہ تھا میں نبی اور آدم اسوقت پانی اور مٹی میں تھے یعنی عالم ارواح میں سو وہ نبوت باعتبار حقیقت احمدی کے تھی جو عالم امر سے علاقہ رکھتی ہے اور روحانی لوگوں میں اس جناب کا نام احمد تھا اسی واسطے حضرت عیسٰی علیہ السلام جو کلمۃ اللہ تھے اور اُن کو عالم امر سے یعنے عالم ارواح سے مناسبت تھی آں حضرت کے آنیکی خوشخبری احمد کے نام سے دیا فرمایا وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ اور خوشخبری دینے والا ایک رسول کی جو آوے گا میرے بعد نام اُسکا احمد ہے۔

اور آں حضرت کی جو نبوت کہ عنصری پیدائش سے علاقہ رکھتی ہے باعتبار حقیقت محمدی کے ہے بلکہ باعتبار دونوں حقیقتوں کے ہے اور رب اُنکا اس مرتبہ میں وہی شان العلیم ہے اور اس شان العلیم کے معنے ہیں جو اس شان العلیم کے وجود اعتباری کا مبدأ اور شروع ہے اور اسی واسطے دعوت اس مرتبہ کی پوری زیادہ ہے پہلے مرتبہ کی دعوت سے کیونکہ پہلے مرتبہ میں ان کی دعوت عالم امر کے ساتھ مخصوص تھی اور ان کی تربیت اس عالم میں صرف روحانیوں کیواسطے تھی اور اس مرتبہ میں ان کی دعوت شامل ہے عالم خلق اور عالم امر دونوں کو اور تربیت انکی شامل ہے اجساد اور ارواح دونوں کو اتنا فرق ہے کہ اس عالم میں ان کی عنصری پیدائش کو غالب کیا تھا عالم امر کی پیدائش پر تاکہ یہ مناسبت اور میل خلائق میں فائدہ دینے اور فائدہ لینے کا سبب زیادہ ہو کیونکہ خلائق میں بشریت کی جانب غالب ہے اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب کو تاکید کیساتھ حکم کیا کہ اپنی بشریت کو ظاہر کردیں فرمایا اللہ تعالٰی نے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔ تو کہہ اے محمد کہ میں بھی بشر ہوں مانند تمہارے کہ میرے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور جب اس عالم سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا تب روحانیت کی جانب غالب ہوگیا اور بشریت کی مناسبت کم ہوگئی اور دعوت کی نورانیت میں تفاوت ظاہر ہوا چنانچہ بعضے اصحاب کرام نے فرمایا کہ ابھی تک ہم لوگ اس سرور علیہ السلام کے دفن سے فراغت نہ ہونے پائے تھے کہ اپنے دلوں میں ہم لوگوں نے تفاوت پایا یعنی ایمان شہودی ایمان غیبی کے ساتھ بدلا ہوا اور معاملہ آغوش سے آغوش کیطرف گیا اور دیکھنے سے سننے کی نوبت آئی انتہی۔

یہ سب مضمون اسی مکتوب کا ہے مگر سمجھانے کے واسطے ہم نے کچھ عبارت بطور شرح کے زیادہ کیا ہے۔ اب ایک بات اور بھی یاد رہے کہ حسب تحقیقات پیدا ہوئے ہیں وہ لوگ اسمائی صفات کے ظل سے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں خود شان العلیم سے۔ بعد اسکے جاننا چاہئے کہ شان العلیم باشبہہ ہر کہیں موجود ہے اور شان العلیم سے اللہ سبحانہ کی ذات مقدس سے ایک علاقہ لگا ہوا ہے اسطرح سے ذات مقدس شان العلیم ہوا اور یہی شان حقیقت محمدیہ ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے اور اس شان یعنے حقیقت محمدیہ سے ایک علاقہ لگا ہوا ہے اسی طرح سے حقیقت محمدیہ وجود مبارک محمدی ہے تو اس شان کی طرف مخاطب ہونا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہونا ہے اور اسیطرح سے جب کوئی شخص حضرات صوفیہ کے سلسلے میں مرید ہوکے داخل ہوتا ہے اور وہ سلسلہ آنحضرت تک متصل یعنی ملا ہوا ہو تو اس شخص سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک علاقہ لگ جاتا ہے جیسا کہ اس بات کا تصریح مدارج السالکین الی رسوم طریق العارفین کے پہلے باب میں فرمایا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے اور کہا ہے کہ جو چیز مرید کو حاصل ہوتی ہے (جب وہ مرید مرید ہوکے قوم کے سلسلہ میں یعنی حضرات صوفیہ کے سلسلہ میں داخل ہوتا ہے) یہ ہے کہ جب اپنے حلقہ کو ملاتا ہے تب اس کو ان لوگوں کی امداد کھنچتی ہے اس کے مرشد سے لیکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک وہاں سے اللہ عزوجل کی درگاہ تک سو جو شخص کہ حضرات صوفیہ کے سلسلہ میں داخل ہو کے

مرید نہیں ہوا ہے اس کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہے اور وہ شخص جب اپنے حلقۂ منفصلہ کو ہلا دے گا تب کوئی شخص اُس کو جواب نہ دے گا یعنے اُس کو اپنی طرف نہ کھینچے گا انتہی اور اسی سلسلہ کے قبل اسی باب میں لکھا ہے کہ سلف صالح یعنے قدیم نیک لوگوں نے مریدوں کی تعلیم میں داخل کیا ہے آداب ان کے آبا کا اور پہچاننا ان کے نسبوں کا یعنے طریقہ کے آبا اور نسبوں کا اور سارے طریقہ والوں نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ جو شخص صحیح نہ ہو اس کے مرشدوں کا نسب تو وہ شخص لقیط ہے کہ طریقہ میں اُس کے باپ نہیں انتہی۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ جو شخص کسی کا مرید ہے اور مرشدوں کے سلسلہ سے واقف نہیں وہ لقیط ہے وہ پھر دوسرے سلسلہ والے مرشد سے مرید ہوئے اس بات کی دلیل یہ قصہ بھی ہے کہ جب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو امیر اور حاکم مقرر کیا اور خالد بن الولیدؓ کو معزول کیا تب ایک خط ابو عبیدہ بن الجراح کو لکھا اور اس خط کو عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سپرد کر کے کہا کہ روانہ ہو تم دمشق کو اور دو خط خالد کو اور حکم کرو اُن سے لوگوں کے یکجا کرنے کا ان کے پاس اور آگاہ کرو وفات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اور کہو اُن سے کہ پڑھ کر سنا دیں وہ خط لوگوں کو اور بلایا شداد بن اوس کو اور معانقہ کیا اُن سے اور کہا جاؤ تم عامر کے ساتھ شام کو پس جب پڑھیں عامر خط کو پس حکم کرو تم لوگوں کو کہ بیعت کریں تم سے تاکہ ہو جاوے تمہارے ساتھ بیعت کرنے سے میرے ساتھ بیعت کرنا انتہی۔ باقی اُس کا پورا قصہ فتوح الشام میں دیکھو۔!

یہ خاکسار کہتا ہے کہ یہ قصہ میں دلیل ہے اس بات کی کہ سلسلہ متصلہ ثابت ہوتا ہے مرشدوں کے ہاتھ سے مریدوں کے ہاتھ کے ملنے چلے آنے سے اور بیعت کا ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور جس کو کسی مرشد نے لوگوں سے بیعت لینے کیواسطے ایلچی بنا کر اپنی طرف سے بھیجا ہے اس سے بیعت کرنا درست اور سنت ہے اور حلقۂ منفصلہ کے یہ معنے کہ جس کا سلسلہ آں حضرت تک نہیں ملا ہے اب جس کا سلسلہ آں حضرت تک ملا ہے اس کے سمجھ میں آنے کے واسطے ہم اپنے ایک طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے بزرگوں کا صرف نام لکھتے ہیں اسی طرح سے ہمارے دوسرے طریقوں کا حال سمجھو وہ یہ ہے فقیر کرامت علی حضرت احمد حضرت مولانا شیخ عبد العزیز حضرت شاہ ولی اللہ حضرت شیخ عبد الرحیم حضرت شیخ عبد اللہ اکبر آبادی حضرت سید آدم بنوری حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی حضرت خواجہ

محمد باقی باللہ حضرت خواجگی حضرت مولانا درویش محمد حضرت مولانا زاہد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار حضرت مولانا یعقوب چرخی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند حضرت خواجہ محمد بابای سماسی حضرت خواجہ علی رامیتنی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی حضرت خواجہ عارف ریوگری حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی حضرت خواجہ ابو علی فارمدی حضرت امام ابو القاسم قشیری حضرت شیخ ابو علی دقاق حضرت شیخ ابو القاسم نصیر آبادی حضرت شیخ ابو بکر شبلی حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی حضرت شیخ ابو الحسن سری سقطی حضرت شیخ معروف کرخی حضرت امام علی رضا حضرت امام موسیٰ کاظم حضرت امام جعفر صادق رئیس الفقہاء والتابعین حضرت قاسم بن محمد حضرت سلمان فارسی صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امیر المومنین سید المسلمین افضل الخلفاء الراشدین حضرت ابو بکر صدیق جناب سید المرسلین امام المتقین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم ان سب کا سلسلہ سے حقیقت محمدیہ خوب سمجھ میں آگئی اور اسی حقیقت کے ہر مقام میں ظہور کے سبب سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللہِ اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وغیرہ عبارتیں شریعت میں وارد ہیں سو اس مراقبہ کے سمجھ میں آنے سے اس طرح کے پکارنے میں کچھ شک باقی نہیں رہتی اور یہ آں حضرت کے واسطے خاص ہے دوسرے کو اس طرح سے دوسرے پکارنا درست نہیں کیونکہ دوسرے کی حقیقت کا ہر مقام میں ظہور شریعت سے ثابت نہیں اور علاوہ اس کے اس پکارنے میں آں حضرت کا وسیلہ پکڑتے ہیں اور حاجت اپنے اللہ ہی سے مانگتے ہیں جیسا کہ دعا مذکورہ کے مضمون سے ظاہر ہے اور یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکے آجتک برابر ثابت ہے کسی مسلمان نے کبھی اختلاف نکیا اور حقیقت میں اُس سبحانہ کے درگاہ میں حاضر ہو کے اُس مقام میں اُس صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تب خطاب کیا جیسا کہ یہ مضمون اوپر بہ تکرار بیان ہو چکا اس بات کی تصریح جذب القلوب کے پندرہویں باب میں خوب التصریح کے ساتھ موجود ہے اس میں دیکھو!

سلہ تو یہ خطاب باعتبار ظہور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ کے ہے جو مختص بذات آں حضرت ہے ہر جگہ دوسرے کیلئے یہ ظہور حقیقت ثابت نہیں تو پکارنا بھی درست نہیں ۱۲ سلہ یعنی یہ پکارنا باعتبار وسیلہ کے ہے حاجت مانگنے کیلئے نہیں ہے ان سب باتوں کو اہل دل لوگ خوب تحقیق کریں ۱۲ سلہ دیکھو صفحہ ۱ سطر ایک و دو ۱۲

اس کا خلاصہ مختصر یہ ہے کہ توسل اور استشفاع یعنے وسیلہ پکڑنا اور شفاعت طلب کرنا حضرت سید رسل سے اور استعانت اور استمداد اُس صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ اور جناب کے ساتھ مثل انبیاء اور مرسلین کا اور سیرت اور علمائے سلف و خلف صالحین کی ہے کیا اس وقت کے قبل کہ ان کی روح پاک نے جسمانیت کا لباس پہنا اور کیا اس وقت کے بعد حیات دنیویہ میں بھی اور عالم برزخ میں بھی اور قیامت کے میدان میں بھی جس وقت کہ انبیائے مرسل کو مجال بولنے کی اور تاب دم مارنے کی نہ ہوگی وہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت میں شفاعت کا دروازہ کھولیں گے اور اولین اور آخرین کو نعمت کے دریا میں مستغرق کریں گے اور انوار رحمت سے شامل کریں گے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چاروں مقاموں میں استمداد اور مدد مانگنے کے بیان میں اخبار اور آثار وارد ہوئے ہیں انتہی۔ اور اللہ سبحانہ کے جناب میں حاضر ہوکے اس جناب کو وہاں موجود پاکے جو خطاب کرتے ہیں سو اس کی حقیقت نماز حاجت کی دعا اور درود کی عبارت سے صاف ظاہر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی حضوری کا مراقبہ کرکے بندہ کہتا ہے اَللّٰھُمَّ تب اُس کو اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہوتی ہے اور اس مقام میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو پاتا ہے تب کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ ۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر پاکے اپنا دکھ بیان کرتا ہے تاکہ آپ شفاعت کریں اور کہتا ہے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ پھر جب اس کو یقین ہوجاتا ہے کہ اس رحمۃ للعالمین نے بیشک میری شفاعت کیا تب اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ اس بیان سے آں حضرت کی صورت اور معنے کا یعنی حقیقت محمدیہ اور حقیقت احمدیہ کا اعتبار کرکے ان کی صورت عنصری اور اس کے معنے کا خیال کرکے اور اس جناب میں حاضر ہوکے درود پڑھنا خوب آسان معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ تو جو لوگ آں حضرت کو سب کے برابر سمجھ کے اس طرح سے پکارنے کو شرک کہتے ہیں وہ جاہل ہیں[1] اور ان پر خوف کفر[2] کا ہے اور جاگتے میں جو بعضے بعضے اولیاء اللہ کو آں حضرت کی زیارت نصیب ہوئی ہے سو اس نعمت کے حاصل ہونے کا یہی طریقہ ہے اور اس طریقہ کا بیان کرنا طول ہے اور یہ ذوقی معاملہ ہے تو بھی جس قدر لکھنے

[1] یعنی حقیقت محمدیہ اور شان التعلیم کی خصوصیت جسمیں آں حضرت لاشریک ہیں اس کو نہیں جانتے ہیں ۱۲ [2] کیونکہ اسمیں اس حقیقت واقعیہ کا انکار لازم آتا ہے جو وابستہ ذات جامع الکمالات شہنشاہ نبوت سے ہے ۱۲

کی طاقت تھی لکھا باقی اگر کوئی طالب اس طریقہ کو سیکھنے چاہے گا تو ہم اس کو خوب تعلیم کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ والحمد للہ علی ذٰلک ۔

فائدہ اور حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو جاگنے میں جو زیارت اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی ہے مدارج النبوۃ میں اس کا قصہ یوں بیان کیا ہے کہ شیخ جلیل شریف ابی العباس احمد ابن شیخ عبداللہ الازہری نے کہا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور ان کی مجلس میں قریب دس ہزار مرد کے بیٹھے تھے اور شیخ علی بن ہیتی شیخ کے روبرو کہ یعنے دوکان منبر کے نیچے تھے اور ان کو اونگھ آگئی تب شیخ نے لوگوں سے کہا کہ خاموش ہوجاؤ پھر سب لوگ خاموش ہوگئے یہاں تک کہ ان کی سانس کے سوا کچھ آواز نہ سنی جاتی تھی پھر حضرت شیخ کرسی سے اوترے اور شیخ علی ہیتی کے آگے ادب کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اُس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھ رہے تھے بعد اس کے شیخ ہیتی جاگے اور حضرت شیخ نے کہا کیا تو نے حضرت کو خواب میں دیکھا اُس نے کہا ہاں فرمایا اسی واسطے میں ادب سے کھڑا رہا تھا اور فرمایا کہ تجھکو حضرت نے کیا وصیت کی اُس نے کہا کہ آپ کی خدمت میں ہمیشہ رہنے کی وصیت کی ہے اور شیخ علی نے لوگوں سے کہا کہ جو میں نے خواب میں دیکھا سو شیخ نے جاگتے میں دیکھا اور روایت کیا گیا ہے کہ اس روز اس مجلس کے لوگوں میں سے سات مرد مرگئے[1] اور صاحب مواہب لدنیہ نے جاگتے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہونے کو اقوال مشائخ کا نقل کرکے علم کے قاعدہ اور علماء کے اقوال سے ثابت کیا ہے اور لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کو جاگتے میں زیارت کا ہونا متواتر اخبار سے ثابت ہے اور ایسے قوی علم سے ثابت ہے جس میں شک شبہ منتفی ہے ولیکن اُس وقت اولیاء اللہ کا حس غائب ہوجاتا ہے اور نگاہ پست اور پوشیدہ ہوجاتی ہے حال کے وارد ہونے کے سبب سے اور عبارت اس حال کو ضبط نہیں کرسکتی[2] انتہی۔

سو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو جو یہ رتبہ حاصل تھا سو اسی سبب سے کہ دم اول جو اُس جناب کے ساتھ تعلق صوری جس کا بیان ہم ابھی قریب ہی کرچکے ہیں ہوا کیے پہلے

[1] حضرت غوث پاک کی مجلس میں ۶۰ واقعہ موت کا پیش آتا تھا بسبب ذوق و غم یا فرط خوشی کے روح پرواز کرجاتی ۱۲ [2] کیونکہ یہ ذوقی معاملہ ہے ۱۲

قسم میں یعنی اتباع کے کمال یا استقامت کرنے میں ان کو کمال حاصل تھا جیسا کہ مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ قطب الوقت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قدم نہ اٹھایا مگر یہ کہ میں نے اپنے قدم کو اُن کے قدم کے مقام میں رکھا مگر نبوت کا قدم جو اٹھایا تو اُس مقام پر میں نے اپنا قدم نہ رکھا کیونکہ وہ قدم خاص کیا گیا ہے اُس صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے سوائے طالب تو کوشش کر کہ لاحق اور شامل ہو جائے ان کے ساتھ اور ان کی متابعت کے دریا میں غرق ہو جائے انتہی۔

فائدہ اب جو کوئی یہ شبہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری کے مراقبہ کے وقت تو ماسوی اللہ کا خیال دل سے دور کرنا ہوتا ہے تو اُس صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا خیال کسطرح سے کرنا ہوگا تو اس شبہ کا یہ جواب ہے جو مدارج النبوۃ میں کہا کہ جنید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے پاس پہنچنے کا سارا دروازہ بند ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ اور حق کی درگاہ میں آنے کی کوئی راہ نہیں ہے مگر انھیں کے دروازہ سے اور حق کے درگاہ میں آنیکے واسطے کسی کو کوئی راہ نہیں ہے مگر یہ کہ اُن کے پیچھے پیچھے چلا جاوے اور ان کا تابع ہو جائے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی تاکہ خدا کے پاس پہنچ جاوے انتہی۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ حضرت جنید قدس سرہ کے اس فرمانے سے اور اوپر کے اس مضمون سے اس شبہ کا جواب خوب ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی حضوری کے مقام تک پہنچنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہاں حاضر پاوے گا اسی طرح سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی جیسا کہ اس بات کی تصریح ہم ابھی لکھتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اور اوپر جو دائرہ وجود یہ مثالیہ کا نقشہ لکھا ہے سو اُس سے صاف کھل گیا کہ جب کوئی حکمی اللہ کی طرف چڑھنے جاوے گا تب پہلے مقام محمدی میں پہونچے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے قریب کے مکان میں پہونچے گا تو سالک کو اُس صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور حقیقت کے استحضار کا اپنے پاس حاضر کرنے کا مراقبہ کرنا ضرور ہے اور جب یہ استحضار حاصل ہوا تب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت اللہ تعالیٰ کی

لے یعنی یہ بزرگی سیدنا غوث پاک کو اتباع شریعت اور کامل استقامت کی برکت سے تھی ۱۲ [illegible] یعنی پورے پورے متبع سنت تھے کہ سنت ہدی و سنت زوائد سب کا پیروی کرتے تھے ۱۲ [illegible] یعنی پوری پوری سنت کی پیروی کرکے اصل اسلام اور شریعت پر صاحب کے پیچھے تابعدار ہو جانے والے حقیقی فلاح کی [illegible]

معرفت کا شرب ہے یعنی ایک حصہ ہے صوفیہ کی اصطلاح میں جو کئی کلمات مقرر ہیں کہ وہ بعضے حال کیطرف اشارہ کرنیوالے ہیں انھیں کلمات میں سے ذوق اور شرب اور ری ہے اس کا بیان **زاد التقوی** میں دیکھو ذوق معنے کسی چیز کا مزہ چکھنا اور شرب معنے پینے کا یعنی چیز کا ایک حصہ ملنا یعنی کسی قدر حصہ ملنا اور ری معنی سیراب ہونا اور آسودہ ہوکے پانی پینا خلاصہ یہ کہ مبتدی کو جو معرفت حاصل ہوتی ہے سو ذوق ہے اور متوسط آدمی کو جو معرفت حاصل ہوتی ہے سو شرب ہے اور منتہی کو جو معرفت حاصل ہوتی ہے سو ری ہے یعنی جب ایمان لایا تو معرفت کا مزہ چکھا اور اس کو ایمان کی لذت ملی اور اپنے پیدا کرنیوالے کی طرف اس کا خیال دوڑا اور جب معرفت کا علم حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے سارے کارخانے اور رسول کے بھیجے اور رسول کی عظمت کا اس کو علم الیقین حاصل ہوا اور گویا ایک حصہ معرفت کا حاصل ہوا تب یہ شرب ہوا اور جب پوری پوری معرفت حاصل ہوئی اور معرفت کا حال اس کو حاصل ہوا تب ری ہوا۔

فائدہ مدارج النبوۃ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کو شرب کہا ہے اس کا بیان یہ ہے کہ مصنف نے کتاب کی تمامی میں جو دو اشارہ لکھا ہے سو پہلے اشارے میں فرماتے ہیں جان تو کہ دل کامل کو جب اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ ہوتی ہے تب وہ ساکن ہوتا ہے اور قرار پکڑتا ہے اور اس کی بیقراری جاتی رہتی ہے اور اس کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی ذکر اور یاد ثابت ہو جاتی ہے اور جم جاتی ہے پھر اس کو بھولتا نہیں اس کا یہ سبب ہے کہ خدا کی معرفت دل کو حاصل ہوتی ہے اُس دل کی قابلیت کے اندازہ کے موافق اور اس کے اس مقام اور ٹھکانے کے بقدر جو خدا کی معرفت میں رکھتا ہے تو بس جب اپنی لیاقت اور سمجھ کے لائق اس کو خدا کی معرفت حاصل ہوئی تب اُس حالت میں وہ قرار پکڑتا ہے اور اس حالت میں ثابت اور مضبوط ہو جاتا ہے کہ ٹلتا نہیں اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت اس دل کو زیادہ ہوتی ہے تب وہ مضطرب اور بیقرار ہوتا ہے اور ان کے ذکر اور یاد کرنے کے وقت اس پر بیقراری کے آثار ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ رسول خدا کی

لے کیونکہ معرفت سے کمالات معلوم ہوتے ہیں اور کمالات کے معلوم ہونے سے محبت اور عشق کا درجہ پیدا ہوتا ہے جو سبب ہے بیقراری اور اضطراب کا ۱۲

معرفت کا شرب ہے بقدر قابلیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی جس قدر ان کے درجہ اور مرتبہ کو اور ان کی حقیقت کو پہچانتا جاتا ہے اسی قدر خدا کی معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور ان کے درجہ اور مرتبہ اور حقیقت کا پہچاننا اس ولی کے اطوار اور اسکی سمجھ کے اوپر ہے تو اس کو جس قدر پہچانتا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور معرفت کے حد تک نہیں پہنچتا ہے کہ اس کو رستے کہیں بس شرب ہی میں رہتا ہے اسی سبب سے اس کو طاقت نہیں ہوتی ہے کہ ساکن اور ثابت رہے اور ساکن اور ثابت رہنے کے آثار اس پر ظاہر ہوں اور جب ولی کو معرفت نبی کی زیادہ ہوتی ہے تب اپنے غیر سے کامل زیادہ ہوتا ہے اور درگاہ الٰہی میں سب سے زیادہ مکان پاتا ہے اور اللہ کی معرفت میں سب سے زیادہ داخل ہوتا ہے علی الاطلاق۔

اللہ والوں کی صحبت اور وعظ اور تعلیم میں بڑی تاثیر ہوتی ہے

فائدہ اور دوسرے اشارہ میں فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصائص یعنے خاص عادتوں میں سے یہ عادت ہے کہ اولیا لوگوں میں سے جو شخص آں کو دیکھتا ہے تجلیات الٰہیہ میں سے کسی تجلی میں۔ تجلی معنے ظاہر کر دینا یعنی جس وقت میں اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر کر دیتا ہے خواب میں یا جاگنے میں یا نفی کی حالت میں یا حقیقت محمدیہ کے تصور اور مراقبہ میں اور اس وقت ان کو کوئی ولی دیکھتا ہے تب ان کو خلعتیں کمال کی جو خدا نے دیا ہے یعنی ہر طرح کے کمال ان کو بخشتا ہے اس کو آپ چھپاتے نہیں بلکہ اس دیکھنے والے کو اس میں سے ایک خلعت بخشتے ہیں اور وہ خلعت اس دیکھنے والے پر موجود ہوتی ہے اور آں حضرت کے کمال کا پرتو اسمیں نمودار ہوتا ہے مثلاً اس کے ذکر کرنے اور دیکھنے سے یاد پڑتا ہے اور اس کی توجہ میں اور اس کی صحبت اور وعظ اور تعلیم میں بڑی تاثیر ہوتی ہے وعلیٰ ہذا القیاس پھر اگر وہ دیکھنے والا قوی ہوتا ہے اور اسی وقت اس خلعت کے پہننے کے قابل ہوتا ہے تو اسی وقت اس خلعت کو پہن لیتا ہے اور نہیں تو خلعت رکھی رہتی ہے تب جس وقت وہ قوی ہوتا ہے اور اس خلعت کے پہننے کے قابل ہوتا ہے دنیا میں تو دنیا میں پہن لیتا ہے اور نہیں تو آخرت میں پہنتا ہے سو جو شخص کہ دنیا میں یا آخرت میں یہ خلعت پہنتا ہے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ قابلیت اور قوت ملتی ہے تب وہ خلعت پہنتا ہے پھر بعد اس کے جو شخص

کہ اس پہلے ولی کو جو خلعت پہنے ہے دیکھتا ہے کسی تجلی میں جاگنے میں یا سونے میں یا نفی میں یا حقیقت محمدیہ کے مراقبہ میں تب وہ پہلا ولی اس دوسرے دیکھنے والے کو وہ خلعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بخشتا ہے تب اس پہلے ولی کو مقام محمدی سے اس خلعت بخشنے کی عوض میں دوسری خلعت اس خلعت سے بڑھ کر اترتی ہے پھر اگر اس دوسرے دیکھنے والا کو تیسرا دیکھتا ہے تب وہ دوسرا ولی اس تیسرے کو خلعت پہناتا ہے اور اس دوسرے کو دوسری خلعت ملتی ہے اسی طرح سے بے نہایت تک یہ خلعتوں کا بخشنا محمدی حال ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ ہمیشہ رہے گا اور یہ طریقہ شروع ہوا ہے ازل سے جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں سارے انبیاء سے عہد اور اقرار لیا تھا اس عہد کا بیان تیسرے سیپارہ • سورہ آل عمران کی اس آیت میں ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ اور یاد کرو جس وقت لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے گا تمہارے پاس ایک پیغمبر سچا کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لاؤ تم ساتھ اس کے اور البتہ مدد دینا اس کو کہا۔ کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اس کے ہماری عہد میرا کہا انھوں نے اقرار کیا ہم نے پھر شاہد ہو اور میں تمہارے شاہدوں سے ہوں تو سارے انبیاء نے جو اس مقام میں اس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اقرار کیا تو نبوت کی خلعت پایا اور اولیا لوگوں کا ہاتھ اس کے پانے سے کوتاہ ہے اس واسطے کہ اولیا لوگوں کو جو آں حضرت کی رویت ہوئی ہے سو انبیاء کی رویت کے بعد اور اس مقام میں نہیں ہوئی ہے وہ بڑا عالی مقام تھا اسی سبب انبیا صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہم نے اعلیٰ درجہ سعادت کا پایا کہ ان کے سوا دوسروں کو وہ درجہ پانا ممکن نہیں اسواسطے کہ انبیا لوگ پہلے دیکھنے والے ہیں جنہوں نے اس جناب کو بڑی کامل خلعت میں دیکھا جو خلعت کہ خاص انھیں کیواسطے ہے اور یہ خلعت بخشنا آں حضرت کی عادت اور حال ہے کہ اپنے سارے دیکھنے والے اولیا لوگوں کو ابد الابدین تک دیا کریں گے وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً انتہی۔

اور یہ جو نبی لوگوں سے قول اقرار لیا گیا تھا سو آسمان زمین کے پیدا ہونے سے بعد اور

آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے کے قبل ہوا تھا جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح اور اس کی شروح سے ظاہر ہے اور لیکن نبوت جو آں حضرت کو ملی ہے سو اسکے بھی قبل اس کا بیان یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجلی کیا تو ساری ارواح کو دیکھا یعنی اس وقت آسمان زمین عرش کرسی لوح و قلم اور سارے ملائک وغیرہ مخلوقات کچھ نہ تھے صرف سارے مخلوقات کی ارواح تھی سو سارے مخلوقات کی روح کو دیکھا اور سب کے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو دیکھا تب اُس روح کو اپنی توحید تسلیم کیا تب اُس روح نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تب اللہ تعالیٰ نے اُن کے سرفراز کرنے کو فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی وقت ان کو رسالت دیا۔ تو لا الٰہ الا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بولی ہے اور محمد رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی بولی ہے اور اسی کلمہ کا نام دین ہے تو آنحضرت کا دین اور ان کی نبوت روح کے عالم سے ہے سو جتنے نبی اور ولی لوگ ہیں سب ان کے بعد ہوئے اور سب ان کے نائب اور خلیفہ ہیں یعنے اپنے اپنے وقت میں جو سارے انبیاء نے دین جاری کیا تھا اور اولیا لوگ جو جاری کرینگے سو سب دین محمدی ہے کہ اُس کو نیابتہً سب نے جاری کیا اور جاری کریں گے یہ مضمون تفسیر روح البیان کا خلاصہ ہے جو محمد رسول اللہ کی تفسیر میں بیان کیا ہے ان سب بیان سے حقیقت محمدیہ اور اُن کی نبوت اور قدر مجملاً امت کے لوگوں کو معلوم ہو گئی تو اب ان کی پوری پیروی کرنے کا شوق خود بخود امت کو ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اُن کی پیروی کی کتاب فقہ ہے جیسا کہ آگے معلوم ہو گا اب ان کی پیروی کی تعلیم کا مضمون مختصر ہم چند وعظوں میں بیان کرتے ہیں۔ ان مضامین کے ایک کو دوسرے سے جدا کرنے کے واسطے اور یاد کر لینے کے واسطے ایک ایک مضمون کو ایک ایک وعظ میں لکھیں گے

پہلا وعظ

اس ملک کے لوگوں کا عقیدہ جو بگڑ گیا ہے اس بگڑے عقیدے کے درست کرنے کے مضامین لکھے گئیں اور اس وعظ میں دو فائدے ہیں۔

اب ان مضامین کو ہم مختصر بطور اشارہ کے بیان کریں گے عالم لوگ اور ہمارے خلیفہ لوگ ان مضامین کو شرح کیساتھ بیان کریں گے اور ہمارے رسالہ **حق الیقین** کا مضمون بھی بیان کرنا بہت مفید ہو گا خصوصاً یہ حدیث جو لکھے اس میں خوب شرح کے ساتھ لکھی ہے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ الخ اس حدیث کو مع شرح کے خوب سمجھا دیں اور یہ حدیث مشکوٰۃ مصابیح میں باب الاعتصام بالکتاب

والسنۃ کی پہلی فصل میں ہے۔

عالم لوگ اور خلیفہ لوگ اِن مضامین کو شرح کے ساتھ بیان کریں

اور روایت ہے حماد بن ابی حنیفہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے کہ انھوں نے اپنے باپ سے یہ مسئلہ پوچھا تب ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسا شخص اپنے فائدہ کو جانتا ہے اور اپنے فائدہ کا نام نہیں جانتا اس کی مثال کیسی ہے جیسے دو پیالہ ہے ایک میں شہد ہے اور دوسرے میں زہر ہے اور ایک شخص ہے کہ دونوں کا نام نہیں جانتا لیکن اتنا جانتا ہے کہ شہد زہر سے بہتر ہے تو اُس کا نہ جاننا اس کو ضرر نہ کرے گا انتہیٰ۔ تو اس مضمون کی رو سے جتنے کلمہ گو ایسے ہیں کہ وہ اپنی تئیں مسلمان جانتے ہیں اور ان میں سے بعضے لوگ ایسے ہیں کہ کبھی نہ وضو کئے ہیں نہ نماز پڑھتے ہیں۔

بے نمازی کو کافر کہنا اس کا جنازہ نہ پڑھنا خارجیوں کا مذہب ہے

وعلیٰ ھذا القیاس ایسی ایسی جہالت اور غفلت میں پڑے ہیں مگر اُن سے اگر کوئی شخص کہے کہ تم کرسٹان ہو جاؤ تو وہ شخص لڑنے اور مارنے کو مستعد ہو جاوے گا اور اپنے دین کو سارے دین سے بہتر جانتا ہے تو بیشک وہ شخص مسلمان ہے اگرچہ ایسا شخص فاسق ہے اور ایسا نادان اور فاسق مردے کو دفن کرتا ہے اگر کوئی اس کو قتل کرنا چاہے تب بھی اپنے مردے کو آگ میں نہ جلاوے گا وعلیٰ ہذا القیاس ایسا نادان ختنہ اور نکاح کو ترک نہیں کرتا تو ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک ایسا شخص ہمارا مسلمان بھائی ہے مگر دیوانہ اور پاگل ہے تو ایسے شخص کو محبت اور شیریں زبانی کی سمجھانا اور نماز پڑھانا ہے نہ کہ کافر کہنا اور اس کا جنازہ ترک کرنا جیسا کہ خارجیوں کا مذہب ہے اور شرح عقائد نسفی اور تمہید وغیرہ میں اس مذہب کا رد ہے اور اس ملک میں خارجی شریعت اللہ اور اس کے بیٹے دودو کے گروہ کا اور وہابیوں کا جولاہا مذہب ہے یہی مذہب ہے اور وہابی لوگ بھی خارجیوں کے گروہ کے ہیں اور وہابیوں کا سردار... عبدالوہاب بھی خارجیوں میں سے نکلا تھا جیسا کہ ردالمحتار میں باب البغاۃ میں موجود ہے اور ہم اہل سنت وجماعت لوگوں کے نزدیک عمل ایمان میں داخل نہیں ہے عمل نہ کرنے سے مومن رہتا ہے مگر فاسق اور رافضی اور خارجی لوگ عمل کو ایمان میں داخل کہتے ہیں اور شرائط ایمان

یعنی اقرار اور تصدیق میں اور عمل میں یہ فرق ہے کہ شرائط ایمان کو ملت یعنی دین کہتے ہیں اور عمل کو خدمت کہتے ہیں اور ملت بغیر خدمت کئے یعنی ایمان بغیر عمل کے درست ہوتا ہے اور خدمت یعنی عمل بغیر ملت کے یعنی بغیر ایمان کے درست نہیں ہوتا اور ایمان میں دوام شرط ہے اور عمل میں دوام شرط نہیں ہے تو ہم لوگوں کے مذہب بموجب سارے کلمہ گو جو اپنی تئیں قوم مسلمان کہتے ہیں مسلمان ہیں اور تمام جہان کے مسلمان لوگ ہماری قوم ہیں اور ہماری بڑی بھاری جماعت ہے اور خارجیوں اور لامذہبیوں کے مذہب بموجب تھوڑے لوگ مسلمان ٹھہریں گے اور ان کی جماعت بالکل ٹوٹ جاوے گی بلکہ عمل کو جو ایمان میں داخل کریں گے تو بہت بڑی مشکل ہوگی نماز پڑھنے وغیرہ عمل کرنے کے وقت تک مسلمان رہے گا اور اس عمل سے فراغت کرنے کے بعد مسلمان نہ رہے گا اور جو بعضے نادان لوگ کہتے ہیں کہ ایمان کی شرائط اور کلمہ شہادت کے معنے جب تک عربی قاعدہ بموجب بیان نہ کرے گا تب تک مومن نہیں تو اور بڑی مشکل ہے اس مذہب بموجب تو سو آدمی کی جماعت میں سے دس یا پانچ آدمی کا مسلمان ٹھہرنا مشکل ہوگا ہم لوگ جو کلمہ کی تعظیم اور ادب کے سبب سارے کلمہ گو اور مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے کو مسلمان گنتے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے بموجب اور اپنے دادے باپ سے اور سارے بزرگوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ جو کلمہ کا شریک ہے سو مسلمان ہے تو اس بات کو سن کے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز وغیرہ عمل کی حاجت نہیں معاذ اللہ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کلمہ اور دین اسلام کا منکر ہے سو کافر ہے وہ دوزخ میں دائم الحبس ہوگا اور جو کلمہ گو ہو کے عمل کو ترک کرے گا یا حرام کام میں گرفتار ہوگا اور بغیر توبہ کے مرے گا تو اس کی دوزخ میں میعاد ہوگی اگر کم میعاد ہوگی تو دنیا کا سات ہزار برس میعاد ہوگی۔ نعوذ باللہ منہا۔

> واعظ لوگ اس مقام کو خوب کھول کے بیان کریں

اب اس بات کو سن کے کون مسلمان عمل ترک کرے گا اور کون حرام کرے گا۔ واعظ لوگ اس مقام میں خوب کھول کے بیان کریں مثلاً کہیں کہ جو شخص نماز کو ترک کرے گا اور اس کی قضا نہ پڑھے گا یا اسکی نماز کا فدیہ نہ دیا جاوے گا۔ یا سود اور نشان اور ڈھول باجے اور تعزیہ بنانے خواجہ خضر کا بیڑا بہانے وغیرہ حرام کام میں گرفتار ہوگا اور بغیر توبہ کے مرے گا تو اگر اس کی کم سے کم میعاد ہوگی تو سات ہزار برس دوزخ میں جلے گا اور جو مسلمان بے نمازی مر گیا تو اس نے گویا اپنا فرض مارے کمبختی کے ترک کیا تھا

اب اس کے جنازہ کی نماز اس پر فرض نہیں ہے بلکہ زندہ مسلمانوں پر فرض ہے تو اس کی ضد سے مسلمان لوگ اپنا فرض کس واسطے ترک کریں اگر اس کے جنازہ کی نماز ترک کریں گے تو آں حضرت کی پیروی ترک ہوگی کلمہ کے ادب کے سبب اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی آں حضرت کی پیروی ہے

دوسرا فائدہ ہمارے دین میں کہیں سے ثابت نہیں کہ فاسق کو اسلام کی جماعت سے الگ کیا خارج کریں اور اس کے کھانے اور پانی سے ہمیشہ پرہیز کریں بلکہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے ہاں تنبیہ کے واسطے فاسق معلن جو کھلا کھلی حرام کام کرتا ہے اس کی ضیافت کو قبول نہ کرنے کا حکم دین کی کتابوں میں مثل فتاویٰ عالمگیری کے ہے اور جس کے گھر جس روز ڈھول باجا ناچ وغیرہ لہو کا کام ہو اس روز اس کے گھر جانے اور کھانے کا منع ہدایہ اور عالمگیری وغیرہ کتابوں میں موجود ہے اور فاسق کی اپنی ضیافت میں نہ بلانے کا حکم عین العلم وغیرہ کتابوں میں ہے اور فاسق متقی کا کفو نہیں ہے شرح وقایہ ہدایہ وغیرہ میں دیکھو تو بس اس سے نسبت قرابت جوڑ دیں یہ تینوں تنبیہ شریعت سے ثابت ہے اسی تنبیہ سے فاسق خوف کر کے متقی بن جاویگا شریعت میں جس قدر دھمکانے اور انتظام کرنے کے واسطے تنبیہ مقرر ہے اسی قدر تنبیہ کیا کرو ہندوؤں کی طرح سے چھوت ماننے کی کیا حاجت ہے اور ایسا انتظام کرو کہ فاسق اور بدعتی نیک ہو کے تمہاری جماعت سے نکالے جانے کے خوف سے تمہارے موافق بن جاویں ایسا نہ کرو کہ وہ لوگ تمہاری جماعت سے ٹوٹ کے اپنی ایک جماعت علیحدہ کر لیں اگر وہ لوگ جماعت علیحدہ کر لیں گے تو پھر تنبیہ کس کو کرو گے اس مقام میں بڑی دانائی اور بڑی حکمت اور آں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شفقت کا کام ہے ہم اسی واسطے یہ سب تدبیر بتا رہے ہیں جس طرح سے بن پڑے جماعت کو بہوڑنے نہ دو اور ایسی مصلحت کرو کہ ان کا دل قبول کرے اور اگر ایسے فاسق اور بدعتی کے گھر اس روز کے سوا دوسرے روز ہمارے گروہ کا کوئی آدمی جا پڑا اور اسکے گھر کا پانی پی لیا اس سے وضو کیا یا اس کے گھر کچھ کھا لیا تو ہم لوگ ہندو نہیں ہیں جو ہماری ذات گئی نادان لوگ اس قدر زیادتی کرتے ہیں کہ جو بدعتی کا چھوا ہوا کھاتا ہے اس کو بھی ذات سے گرا دیں آخر کو ہوتے ہوتے ہندو و مسلمان جیسے دو ذات ہیں ویسے آپس میں دو ذات ہو جاتی ہیں اور یہ بہت بری بات ہے ایسا ہونے نہ دو بلکہ ان سے کہو بھائی مکہ مدینہ دین کا دیس ہے اگر وہاں کی راہ نہ چلو گے تو مسلمان کس طرح سے ہو گے اور مکہ معظمہ میں کعبہ شریف ہے اگر مکہ معظمہ سے بغض رکھو گے تو دوسرا کعبہ کہاں پاؤ گے تو بس یہی مسلمانی ہے کہ جو مذہب اور

راہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سے ہے اس کو اختیار کرلو کہ معظمہ میں کعبہ ہے اور مدینہ منورہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے جو کوئی تم کو ان دونوں پاک مکان کے خلاف راہ بتاتا ہے وہ تمہارا بڑا دشمن ہے کہ کعبہ شریف کو اور حضرت کی قبر مبارک کو تم سے چھڑاتا ہے اب تم لوگ لامذہبوں اور خارجیوں کی بات ہرگز نہ سنو اور بدعتی پیرزادوں یعنے خواندکاروں کی بات ہرگز نہ سنو سیکڑوں حاجیوں سے تحقیق کرلو جو مذہب اور راہ دونوں پاک مکان کی ہو اسکو اختیار کرلو اور مکہ معظمہ کو سورہ والتین میں امین کہا ہے پس وہاں کے لوگوں کی بات مانو اور سب جھگڑے کا فیصلہ انہیں سے کروالو

جو لوگوں کو باندھتے مارتے جرمانہ لیتے ہیں وہ بلاشبہ دجّال ہیں

بس ہمارا اتنا اشارہ سبیل ہو جاوے اور جو لوگ مجہول ہیں یعنے ان کا حال معلوم نہیں کہ کس ملک کے ہیں اور کس کے خلیفہ ہیں اور شہروں میں جاہلوں کے سامنے جھپ جاتے

جاہلوں میں جاکے وعظ سنایا کرتے ہیں ایسے لوگوں کی بات ہرگز نہ سنو جب تک جس کو علم لوگ معتبر نہ کہیں اور اس کی چال دین کے دیس اور امین کی چال سے نہ ملے اس کو دجال جانو ہم نے سنا ہے کہ بعضے بعضے مقام میں ایسے دجال لوگ آئے ہیں کہ **دودا** کے گروہ کیطرح سے ... لوگوں کو باندھتے مارتے ہیں اور جرمانہ لیتے ہیں سو ایسے لوگ بلاشبہ دجال ہیں کیونکہ شریعت محمدی میں اس بات کا اختیار نہیں۔ بلکہ بادشاہ اور محتسب کے علم کے سوائے اگر کوئی شخص کسی کی تعزیر کرے گا تو بادشاہ اور محتسب پر واجب ہے کہ اس تعزیر کرنے والے کی تعزیر کرے۔ فتاوی عالمگیری کے کتاب الحدود کی چھٹی فصل میں اس کی تصریح دیکھو! تو ایسے دجال سے پرہیز ہر ایک پر واجب ہے کہ اس کی مرید ہی سے توبہ کرے اور جو کوئی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو برا کہتا ہے وہ خود برا اور برا جھوٹا ہے ان دونوں پاک مکانوں کے عوام لوگ کا جیسا ایمان اور علم و عمل ہے ویسا دوسرے مقام کے خواص لوگوں کو میسر نہیں اور یہ بات بدیہی ہے چنانچہ تواتر سے ثابت ہے کہ وہابیوں کے غلبہ کے وقت مکہ والوں نے وہابیوں کی موافقت نہ کیا اور کھانا پانی جو وہابیوں نے بند کیا اور بہت کچھ تکلیف دیا سو سب پر صبر کرکے اپنے مذہب پر قائم اور مضبوط رہے اور حال میں جو باندی غلام خرید و فروخت کے منع کا حکم جعلی سلطان روم کی طرف سے آیا تو اہل مکہ نے سلطانی حاکم اور لشکر کو قتل کیا اور آپ بھی شہید ہوئے بعد اس کے جب سلطان روم کو خبر ہوئی تب سلطان روم نے اس حکم کی لاعلمی بیان کیا اور اہل مکہ کی تسکین خاطر کردیا اللّٰہم انصروا دانصرہ

خاتمہ۔ الغرض ان دونوں پاک مکان سے دین محمدی نکلا ہے اور ان دونوں پاک مکانوں میں قیامت تک دین محمدی کے رہنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے مشکوٰۃ مصابیح میں باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی پہلی فصل میں ابو ہریرہ کی روایت والی حدیث اور دوسری فصل میں عمرو بن عوف کی روایت والی حدیث میں دیکھو! اور عجیب تماشا ہے کہ بنگالہ کے ملک میں باوجودیکہ چاول بہت ارزاں ہے مگر دوں ہمتی اور کمینہ مزاج کے سبب سے بھات کے بند کرنے سے لوگ بہت ڈرتے ہیں یہاں تک کہ بعضے مقام میں بدعتوں کے گروہ میں سے بہت سے لوگ نماز پنجگانہ اور جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھتے ہیں مگر بھات بند کرنے کے ڈر سے ڈھول باجے تعزیہ داری وغیرہ حرام کام میں بدعتوں کے شریک رہتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں بھات نہ بند کردیں اور کذات نہ کردیں تو اس بات کے ڈر سے حرام اور گناہ کے کام میں بدعتیوں کے شریک رہنا اور بدعتیوں کی مدد کرنا ایمان کی کمزوری کا سبب ہے ایک آدمی پکا مسلمان اگر حق مذہب پر مضبوط رہے گا اور حق بات کہے گا تو اس کو کوئی کذات نکرے گا سب اس کا ادب کریں گے اور آہستہ آہستہ سب اس کی بات پر عمل کرتے جاتے جاویں گے۔ اب بدعتیوں سے بات کرنا ہم سکھاتے ہیں ایک بات تو پہلے سکھا چکے دوسری بات یہ کہو کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حلال بھی کھلا کھلا ہے اور حرام بھی کھلا ہے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سچ ہے دین محمدی میں جو کچھ حلال ہے اور جو کچھ حرام ہے سو سب لوگ جان گئے ہیں اچھا بھائی تمہیں کو ہم منصف کرتے ہیں۔ اماننہ دیانتہ تم سچ سچ کہدو کہ تم لوگ جو کہتے ہو کہ وہابی لوگوں نے جب سے تعزیہ داری اور ڈھول باجے وغیرہ باتوں کا منع کرنا شروع کیا ہے تب سے بیماری اور گرانی آگ لگن شروع ہوا ہے سو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت اور ڈھول اور باجے وغیرہ برے کاموں کا منع اور بھی کبھی تم نے کسی سے سنا ہے یا نہیں سے سنتے ہو اگر کہو گے کہ ہم نے کبھی نہیں سنا تو سیکڑوں آدمی تم کو جھوٹا کہیں گے بلکہ ہندو تک تم کو جھوٹا جاویں گے اسی طرح سے نماز نہ پڑھنے روزہ نہ رکھنے زکوۃ نہ دینے سود اور نشہ کی چیز کھانے پینے وغیرہ حرام کام کرنے کو پوچھو بلکہ کہو کہ ان سب حرام کام کو منع کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہم کو لازم تھا کہ اپنے رسول کی مدد کرتے اور حرام کام سے لوگوں کو منع کرتے جب تم نے حرام کام کیا تو اپنے رسول کو بیدخل کیا تو اب تمہیں انصاف کرو کہ جو شخص اپنے رسول کی مدد کرتا ہے وہ رسول کی جماعت سے کذات ہوجاتا ہے یا جو شخص اپنے رسول کو بیدخل کرتا ہے وہ رسول کی جماعت سے

کذات ہو جاتا ہے پھر اگر وہ کہیں کہ ہمارے دادے باپ برابر ڈھول باجا وغیرہ کام جس کو تم منع کرتے ہو سب کرتے تھے تو اُن سے کہو کہ چپ رہو ان کو بیدخل کرنے والوں میں شامل ذکرو تاکہ مسلمانوں میں منہ دیکھلانے کے قابل رہو اور باقی حق الیقین کا مضمون سنانا کافی ہے اور تیسری بات یہ کہو کہ اپنا دین ہر آدمی کو پیارا ہے ہندو لوگ جو بے دین ہیں وہ بھی جس کام میں دیکھتے ہیں کہ انکا دین جائے گا اس کام سے کتنا پرہیز کرتے ہیں مثلاً مسلمان کا چھوا ہوا کھانے پیتے نہیں اور یہ بات ان کی بے اصل ہے اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں اور ہم مسلمان لوگوں کی بات تو اصل رکھتی ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے تو اگر ہم لوگ اپنی اصل بات کو اور اللہ کی کتاب کو نہ مانیں تو ہندؤں سے بھی زیادہ احمق ٹھہریں اور چوتھی بات یہ کہو کہ بگہ دو بگہ زمین کے مقدمہ کیواسطے تم لوگ سب کام کو چھوڑ کے ضلع میں جاتے ہو تو اپنے دین کے معاملہ کیواسطے اپنا پرانا قرآن ساتھ لے کے ہم کو دس مولوی کے پاس لے چلو قرآن دیکھ کے اور دین کی سب کتاب کو دیکھ کے جو مولوی لوگ حکم دیں گے اور اس پر عمل کریں گے بس اسطرح سے انکو الزام دیکے کہو کہ جسوقت تم لوگ اپنے رسول کو بیدخل کرو گے اسوقت ہم تمہاری جماعت میں نہ آویں گے نہ کھاویں گے اور دوسرے روز تمہارے حلال کھانے کو کھاویں گے اور تمہارے گھر بھی آکے تمکو دین محمدی کی بات سنایا کریں گے اور کلمہ کا ادب کرکے جو کلمہ گو مرے گا اس کے جنازہ اور کفن دفن میں شریک ہوں گے اس سب بات کی ابدا اگر کوئی گمراہ کذات کرے تو دین پر مضبوط ہو کے تم اکیلے رہو اور پکار دو اور ہمیشہ کہا کرو کہ ہم نے رسول کو بیدخل نہ کیا اس سبب سے رسول کو بیدخل کرنیوالے لوگوں نے ہم کو اپنی جماعت سے نکال دیا اگر آدمی ہوں گے تو شرمندہ ہو کے تمہارے شریک ہوں گے اور اگر آدم کے فرزند ہو کے ضد کرکے اپنے گناہ پر اڑ جاویں گے تو وہ لوگ شیطان کی چال کے اختیار کرنیوالے ہیں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ آدم کی چال ہے اپنی خطا سے توبہ کرنا اور رونا اور شیطان کی چال ہے اپنے گناہ پر اڑ جانا ہم لوگوں کو لازم ہے کہ غور کریں ہم آدم کے بچے ہیں یا شیطان کے بچے بس جیسے بچے ہوں اس کی چال چلیں والسلام۔

دوسرا وعظ	اس بات کے بیان میں کہ جب تک ہر مومن شخص اپنے سارے مقدمہ اور معاملہ کو شریعت محمدی کی طرف رجوع نہ کرے گا اور اس صلی اللہ علیہ وسلم

کو اپنے سارے مقدمہ اور معاملہ میں حاکم نہ مقرر کرے گا اور اس مقدمہ اور معاملہ کا جو فیصلہ ان کی شریعت میں نکلے گا اُس کو دل کی خوشی سے قبول نہ کرے گا تب تک وہ شخص مومن نہ ہوگا یہ ایک بات ہوئی اور جب تک ان کے دین کی اصل اور جڑ پر اعتقاد نہ کریگا اور اُس کو قبول نہ کرے گا تب تک مومن نہ ہوگا یہ دو بات ہوئی۔ اور ظاہر میں چونکہ دو بات معلوم ہوتی ہے اس واسطے ہم نے دو بات کہا مگر حقیقت میں دونوں ایک ہی بات ہے اور اس وعظ میں دس فائدے ہیں پہلا فائدہ پہلی بات کے بیان میں اب پہلی بات کی دلیل سنو فرمایا اللہ تعالیٰ نے پانچویں سیپارہ سورہ نساء میں فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جبتک تجھ ہی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے آپس میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھیں مانکر (اس آیت کو حکم کہتے ہیں) اس آیت سے ثابت ہوا کہ اپنے ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حاکم بنا دیں پھر جو حکم کر دیں اسمیں ہار جاویں یا جیت جاویں اس حکم سے ناراض نہ ہوں اور اس حکم کو خوشی بخوشی مان لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم بنانا ان کی شریعت کی کتاب کی طرف اپنے ہر مقدمہ کو رجوع کرنا ہے اور ان کی شریعت کی کتاب میں ہر معاملہ مقدمہ کا فیصلہ صاف صاف موجود ہے دوسرے کے پاس جانے کی حاجت نہیں اور اُن کی شریعت قیامت تک منسوخ ہونیوالی نہیں اور کسی حاکم کو اس میں اپنی عقل کو دخل دینے کا اور کسی کی طرفداری کرنے کا اور اس کے حکم کے بدلنے اور اس میں کم و بیش کرنے کا اختیار نہیں قیامت تک سارے مقدمہ معاملہ کا فیصلہ اس میں ہو چکا ہے اگرچہ نئی نئی صورت کا معاملہ آپڑے اور یہ بھی انکا معجزہ ہے جو کہ قیامت تک باقی رہے گا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی شریعت کے سوائے دوسرے کے پاس جو شخص معاملہ لیجاوے یا دوسری قوم کی کتاب کے موافق اپنے معاملہ کے فیصلہ ہونے پر راضی ہو وہ شخص مومن نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنے معاملہ کو شریعت کی طرف رجوع کرنے چاہے مگر اس کا مدعی یا مدعا علیہ دوسرے کے پاس رجوع کرے اس حاکم کے حکم نہ ماننے کی اس کو طاقت نہ ہو اور شریعت کی طرف اس کا مقدمہ نہ پہونچنے سے اس کو قلق ہو تو ایسا شخص بلاشبہ مومن ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا تکلیف نہیں دیتا ہے اللہ کسی جان کو مگر اس کی طاقت کے موافق

اب مسلمانوں کو لازم ہے کہ اسی پہلے مضمون کی پہلی نصیحت کے دوسرے فائدہ جو اللہ سبحانہ
کے حاضر اور ناظر رہنے کا مراقبہ لکھا ہے اسی مراقبہ میں دل سے پوچھے کہ اس سبحانہ وتعالیٰ سے
ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ تیری شریعت کی طرف ہم اپنا معاملہ رجوع نہ کریں گے دیکھے تو
دل کیا کہتا ہے اسی طرح سے دل میں خیال کرے کہ اگر اللہ تعالیٰ خواب میں یا جاگنے میں آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب کرے تو اس جناب سے ہم یہ بات کہہ سکیں گے یا نہیں
بس اسی قدر کفایت ہے۔

فائدہ اور شریعت کے علم کی کتاب فقہ ہے اور عقائد اور تصوف اور تفسیر بھی جو فقہ کے
موافق ہے فقہ میں داخل ہے اور شریعت کے علم کی کتاب سب سے پہلے امام اعظم ابو حنیفہ
رحمہ اللہ نے لکھا طہارت سے شروع کیا اور میراث پر تمام کیا ان کے لکھنے کے بعد جس جس نے
علم شریعت کا یعنی فقہ لکھا سب نے ان کی تقلید کر کے طہارت سے شروع کیا اور میراث کے
بیان پر تمام کیا اور انھیں کی وضع پر باب باب لکھا یہاں تک کہ معتزلہ اور شیعہ وغیرہ فرقوں نے
بھی ایسا ہی کیا گو یا کہ بسبب گمراہی کے ان سبھوں نے ان ابواب کے مسئلوں میں خلاف
کیا مگر شریعت کے علم کی اصل وضع کے خلاف کرنے کی گنجائش نہ دیکھا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ
نے روایت کیا ہے اور علم شریعت کا سیکھا ہے یا تو تابعین سے اور تابعین نے صحابہ سے اور یا تو روایت
کیا ہے اور علم شریعت کا سیکھا ہے صحابہ سے اور صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس
جناب نے جبرائیل علیہ السلام سے اس نے واحد قہار سے یعنی اس عالم میں اور عالم ارواح
میں تو اس جناب کی روح نے سارے فرشتوں کی روح کو تعلیم کیا اور جن استادوں سے امام
شافعی اور امام احمد بن حنبل اور امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے
ان میں کے بہت سے استاد لوگ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں تو یہ بزرگ امام
لوگ ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں ان کی تصریح مسند خوارزمی اور تنسیم الحرمین میں دیکھو ا
تو جو مفتری کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ محدث نہ تھے یا کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ بخاری کے
پیچھے پیدا ہوئے تھے سو نرے جھوٹے ہیں۔

دوسرا فائدہ دوسری بات کے بیان میں

یعنی اپنے دین کی اصل اور جڑ پر اعتقاد رکھنے کے بیان میں

وہ یہ ہے عقائد کی بڑی معتبر کتاب تمہید جو ابو شکور سالمی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس کی

نویں باب کے پہلے قول میں فرماتے ہیں کہ جان تو کہ اصل اور جڑ دین کی کیا ہے اعتقاد رکھنا
اور قبول کرنا ایمان کی شرطوں کو جو احکام وغیرہ ہیں یعنی سارے احکام شرعی کے فرض ہونے
کا اور اقرار اور تصدیق جو ایمان کی شرطیں ہیں ان کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھنا اور قبول کرنا
بھی دین کی اصل اور جڑ ہے اس مضمون کی شرح اسی کتاب مذکور کے ساتویں باب کے
چوتھے قول کے مضمون سے خوب ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت نے کہ
شرائط ایمان کی یہ ہے کہ جو کچھ کہ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور بغیر اس کے ایمان صحیح
اور درست نہیں ہوتا اور اس سے انکار کرنے اور اس کے رد کرنے سے کافر ہوتا ہے
وہ کیا ہے کہ جتنا کچھ کہ اس کا فرض ہونا اور حق ہونا نص سے ثابت ہو یا خبر متواتر یا اجماع
امت سے ثابت ہو تو ان سب کے فرض اور حق ہونے کو قبول کرنا اور اعتقاد رکھنا واجب ہے
اور جتنا کچھ کہ خبر واحد سے ثابت ہوا ہے اور امت نے اس کو قبول کرنے پر اتفاق نہیں
کیا ہے تو ایسی چیز کا قبول کرنا ایمان کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے اور جتنا کچھ کہ خبر واحد سے
ثابت ہوا ہے اور فقہا نے اس کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے اور اس کے قبول کرنے پر
امت نے اجماع کیا ہے بغیر تاویل کے تو ایسی چیز کا قبول کرنا شرائط ایمان میں داخل ہے
جیسا کہ عذاب قبر کا اور پل صراط اور میزان اور شفاعت اور معراج آسمان پر جانا
اور اسی صورت کا جو کچھ کہ خبر واحد سے ثابت ہوا ہے لیکن فقہا اور صحابہ رضوان
علیہم اجمعین نے اس کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے اور اس کا قبول کرنا بجائے اجماع
کے ہو گیا ہے تو ایسی چیز پر ایمان لانا واجب ہے۔ اب باقی رہا یہ کہ جو شخص کہ ان دونوں
صورت میں سے جو ایک سے ثابت ہوئی ہے اس چیز کا انکار کرے تو وہ شخص کافر ہو گا
یا نہیں تو بعضے علما نے کہا کہ کافر ہو گا اور بعضے نے کہا کہ کافر نہ ہو گا اس واسطے کہ اس
نے تاویل کیا ہے اور انکار کیا ہے یعنی اس چیز کا حکم چونکہ نص سے صاف صاف ثابت
نہیں ہے اس سبب سے اس چیز میں تاویل کرنے اور دوسرے معنے کہنے کی گنجائش ہے
سو اس نے دوسرے معنے کہا اور اس چیز کے فرض ہونے کو قبول نہ کیا تو اس صورت
وہ شخص مبتدع یعنی بدعتی ہو گا اور اس کے فاسق ہونے کا حکم دیا جاوے گا اور
لیکن شرائع جو ہے سو اس کے کرنے اور بجا لانے کو ایمان کی شرط جاننا واجب نہیں ہے
اور بغیر اس کے ادا کرنے کے ایمان درست ہوتا ہے اہل سنت وجماعت کے نزدیک

اور شرائع ان احکام اور ارکان کو کہتے ہیں جن پر عمل کرنا فرض ہے مانند نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ کے سو شرائع کو فرض جاننا ایمان کی شرط ہے اور اس پر عمل کرنا یعنی بجا لانا ایمان کی شرط نہیں ہے یعنے اس کے فرض کا اعتقاد رکھنا اور اس کے فرض ہونے کو قبول کرنا ایمان کی شرط ہے تو اگر اس کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے مگر اس کو ترک کرتا ہے تو وہ شخص مبتدع اور فاسق ہے انتہیٰ ۔

پھر اگر اسی لزیں باب کے مذکور عبارت کے بعد فرماتے ہیں اور جتنی چیزوں پر اعتقاد لانا واجب ہے اور جتنی چیزیں اللہ تعالیٰ کے دین کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبوبات اور مرضیات ہیں یعنی جتنی چیزوں کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور ان کو پسند کرتا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے ان سب کی خوبی اور پسندیدہ اور بہتر ہونے کا دل میں اعتقاد رکھے اور سب کو قبول کرے یہاں تک کہ اگر بندہ نے دل میں اعتقاد رکھا یا ذکر کیا یعنے زبان سے بولا ایک ایسی چیز کو جو اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کے خلاف ہے تو وہ بندہ کافر ہو جاویگا اور اسی طرح سے ایسی چیز کا اشارہ کرنا بجائے بولنے کے ہے اس کا بیان یہ ہے کہ جس وقت کسی کے نزدیک ذکر کیا گیا اس طرح سے کہ اللہ تعالےٰ نے فلانے کو دوست رکھا ہے یا کہا کہ فلانے کو ایسا دوست رکھتا ہے تب اُس نے یہ سُن کے کہا کہ میں اُس کو دوست نہیں رکھتا ہوں تو یہ شخص کافر ہو جاویگا اور ایسا ہی اگر اشارہ کیا اپنے سر سے یا اپنے ہاتھ سے یا ڈاڑھی سے یا کسی دوسری چیز سے اس بات کے رد کرنے کے واسطے یا ٹھٹھا کرنے کے واسطے یا خلاف کرنے کے واسطے تو وہ شخص کافر ہو جاویگا اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے مبغوضات میں جس کو اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے اور اُس سے ناخوش ہے جو شخص کہے کہ اس کو میں دشمن نہیں رکھتا ہوں اور اُس سے ناخوش نہیں ہوں تو وہ شخص کافر ہو جاوے گا اور ایسا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوبات اور مبغوضات میں اعتقاد رکھنا اور موافقت کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے محبوبات اور مبغوضات میں اور اگر اس کے خلاف کہا اور اعتقاد رکھا یا اس کے رد کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو ہلکا اور حقیر کرنے کا ارادہ کیا تو وہ شخص کافر ہو جاوے گا تو واجب ہے کہ یہ دوست رکھے اللہ تعالےٰ کے محبوبات کو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوبات کو اعتقاد کی راہ سے اور دین کی راہ سے اگرچہ دشمن رکھتا ہے اس کو طبیعت کی راہ سے یعنے جو چیز ایسی ہے کہ اس کی طبیعت

اس کو دشمن رکھتی ہے یعنی اس کی طبیعت کو وہ چیز ناپسند اور ناگوار ہے مگر اللہ تعالیٰ اس چیز کو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس چیز کو دوست رکھتے ہیں تو اس چیز کو دوست رکھے مثلاً جس کی کئی زوجہ ہیں اس کے واسطے کتابوں میں باب القسم میں لکھا ہے کہ زوج اپنی زوجات یعنی جوروں کے درمیان میں ماکول اور مشروب اور ملبوس اور رات کو اُس کے مکان میں رہنے اور اس کے ساتھ سونے میں عدل کرے یعنے ان مذکور چیزوں میں سب کا حق برابر ادا کرے اور یہ عدل محبت اور وطی میں فرض نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں بات آدمی کے اختیار میں نہیں ہیں اس مسئلہ کی تصریح ہدایہ اور شرح وقایہ اور جامع الرموز اور ردالمحتار اور قدوری اور کنز وغیرہ میں دیکھو! سو اسطرح سے عدل کرنا یا اندھیری رات میں مسجد میں جانا طبیعت کو ناپسند ہے مگر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اس واسطے اُس کو دوست رکھے اور گوارا کرے اور پسند کرے اسی طرح سے تہجد کی نماز کیواسطے یا صبح کی نماز کیواسطے اس کے وقت پر جاگنا طبیعت کو ناگوار ہے یا فقر کا کھانا طبیعت کو ناپسند ہے یا سخت گرمی کے ایام میں روزہ رکھنا یا سخت جاڑے کے ایام میں باوجود صحت اور تندرستی اور پانی کے استعمال پر قادر ہونے کے بعضے لوگوں کی طبیعت کو غسل کرنا ناپسند ہے مگر چونکہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اسواسطے ان سب کاموں کو دوست رکھے یا کدو کھانا کسیکی طبیعت کو ناپسند ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے اس واسطے اس کو دوست رکھے وعلیٰ ہذا القیاس اور واجب ہے یہ کہ دشمن رکھے اللہ تعالےٰ کی مبغوضات اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مبغوضات چیز کو یعنی دشمن رکھی گئی اور ناپسند چیز کو دشمن رکھے اعتقاد کی راہ سے اور دین کی راہ سے اگرچہ دوست رکھے اُس چیز کو طبیعت کی راہ سے اس واسطے کہ واجب ہے قبول کرنا اور موافقت کرنا ساری چیزوں میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ السلام سے اور اسی مضمون کے سبب ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے محبت اور ابتلا احکام شرعی اور عبادات میں موجود کیا ہے تو اپنے اوامر اور اپنے رسول علیہ السلام کی سنت کے ساتھ موافقت طلب کرنے کو تاکہ پہچان لے سچے کو جھوٹے سے اور مخلص کو غیر مخلص سے انتہیٰ ۔

اوپر جو ایمان کی شرطوں میں رسول کی اور ان کی ساری خبر کی تصدیق کو کہا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ رسول کی ساری چیز کو حق جانے عقل کو دخل نہ دے اُس خبر کو بعقل قبول کرے یا نہ کرے

مگر اس کی تصدیق کرے اور اس کا دل اس خبر کو قبول کرلے جیسا کہ معراج کی خبر ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات کو دیکھا اور اس کا بیان کیا وہ سب سچ اور فی الواقع ہے اگر اس کو جانے کہ حضرت نے مبالغہ کیا ہے تو اس کو تصدیق حاصل نہیں اور وہ شخص مومن نہیں کیونکہ مبالغہ کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز جیسی فی الواقع ہے اس سے بڑھ کے اس کا بیان کرنا اور یہ جھوٹ ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم جھوٹ سے پاک ہیں سو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے مخلوق کو دیکھا اور اس کی خبر دیا مثلاً خبر دیا کہ میں ایک پردہ سے دوسرے پردہ تک چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ستر ہزار پردوں کو طے کیا اور ہر پردہ کی موٹائی پانچسو برس کی تھی پھر اس کے بعد ایک دریا کے کنارہ پر ایک فرشتہ کو دیکھا وہ اتنا بڑا تھا کہ اگر چڑیا سو برس اڑے تو اس کے ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک نہ پہونچے پھر سرخ رنگ کے نور کے دریا پر پہونچے اس کے کنارہ پر ایک فرشتہ کو دیکھا وہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ حکم دے کہ آسمانوں کو اور زمین کو نگل جاوے تو وہ نگل جاوے اور اسرافیلؑ کو دیکھا کہ اُس نے اپنے دونوں بازو پورب سے پچھم تک کو بند کر رکھا تھا اور اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کے حد میں پہونچے تھے اور جب عرش کو دیکھا تو جتنی چیزوں کو دیکھا تھا سب کو چھوٹی جانا اور اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا ہے آٹھ سو ساٹھ پایوں پر اور ہر پایہ کا دور دنیا کے دَوْر کے برابر ہے اور ایک پایہ سے دوسرے پایہ تک اتنا فرق ہے کہ جتنی دور تیز چڑیا اَسّی ہزار برس میں اڑ کے جاوے اور عرش میں سو ہزار قندیلیں ہیں ہر قندیلوں میں آسمانوں کی اور زمین کی سمائی ہے پھر جب پیدا کیا اللہ نے عرش کو سبز رنگ کے جو ہے اس مذکور صفت پر اور اس کے اندر عُجب تھا یعنے خود بینی یعنے اپنی کو دیکھنا کہ ہم بہت بڑے ہیں۔ تب اُس کو چاروں طرف سے گھیرا ایک سانپ نے کہ اس کا سر سفید موتی سے ہے اور اس کی دونوں آنکھ زرد یاقوت سے ہے اور اس کے دانت سبز زمرد کے ہیں اور اس کا بدن سرخ سونے سے ہے اور اس کا طول ساٹھ لاکھ برس کی راہ ہے اور اس کی ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار چھوٹے پر ہیں ہر چھوٹے پر میں ستر ہزار زبان ہیں اسکے منہ سے تسبیح نکلتی ہے مینہ کے قطروں کے شمار کے موافق اور درختوں کے پتوں کے شمار کے موافق اور دنیا کے روزوں کے شمار کے موافق تب جب اس کو عرش نے دیکھا کہا اے رب کس واسطے پیدا کیا تو نے اس کو فرمایا تاکہ بھول جاوے تو اپنی بڑائی

اور دیکھے تو میری عظمت کو وعلیٰ ہذا القیاس ۔ نزہتہ المجالس سے بطور خلاصہ کے اس قدر مختصر لکھا ہے جو چاہے اس کا پورا بیان نزہتہ المجالس کے مرکب خامس میں دیکھے تو ان سب مخلوقات کی خبر تصدیق کرنے سے خوب توحید اور عظمت خالق کی کھلجاتی ہے اور اکبر کے معنے خوب کھل جاتے ہیں اس مقام میں ایمان کا کام ہے عقل کے قبول کرنے اور قبول نہ کرنے کا اعتبار نہیں بلکہ جس بات کو اجتہاد اور فکر اور عقل کے قیاس سے نہ پاسکے اس مقام میں نقل معتبر ہے یہاں تک کہ ایسی بات کو . . . اگر صحابہ اور تابعین نے بیان کیا اور یہ نہ کہا ہو کہ ہم نے اس بات کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تو اس بات کو یقین کریں گے کہ انھوں نے اس بات کو آں حضرت سے سنا ہے نہیں تو کہاں سے کہتے ایسا ہی ہے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ میں۔

الغرض مخبر صادق کی خبر کو حق جاننا اور اس کی تصدیق کرنا فرض ہے بغیر اس کے مومن نہیں ہوتا اور ایسی بات اگر عقل میں نہ آوے تو عقل کا قصور ہے جیسا کہ اگر کوئی چیونٹی سے تمام جہان کے پہاڑوں کی عظمت کو بیان کرے اور چیونٹی کے قدم کے حساب سے بیان کرے کہ فلانا پہاڑ اتنے برس کی راہ ہے تو چیونٹی کو بہت تعجب ہوگا تو یہ چیونٹی کی سمجھ کا قصور ہے اور پہاڑ تو اتنا بڑا فی الواقع موجود ہے اور حقیقت میں ان بڑے بڑے مخلوقات مذکورہ کے حساب میں ہم لوگ چیونٹی سے بھی چھوٹے ہیں مگر ایمان کی برکت سے اور آں حضرت کے خبر دینے کی تاثیر سے ان سب عجائب چیزوں کو گویا ہم دیکھ رہے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔ اس بیان سے کوئی شخص عقل کو حقیر جانے عقل کا بڑا درجہ ہے جیسا کہ تیسرے مقصد کے تیسرے فائدہ میں معلوم ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس مقام میں کچھ عقل کی برائی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس قسم کی باتوں کے پہچاننے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے عقل کو نہیں بخشا جیسا کہ اپنی ذات پاک کے پہچاننے کی طاقت عقل کو نہیں بخشا اس مضمون کے زیادہ سمجھ میں آجانے کے واسطے ایک مضمون یاد رکھنا ضروری ہے وہ مضمون یہ ہے کہ آدمی میں اللہ تعالیٰ نے پانچ حواس ظاہری جو پیدا کیا ہے باصرہ یعنے دیکھنے کا حواس سامعہ یعنی سننے کا حواس شامہ یعنی سونگھنے کا حواس ذائقہ مزہ چکھنے کا حواس. لامسہ یعنی چھونے اور ٹو کے سرد گرم سخت نرم حرکت اور سکون پہچاننے کا حواس۔

سو ان پانچوں کا ایک ایک خاص مدرک علحدہ علحدہ مقرر کیا ہے کہ اسی کو وہ حواس دریافت کرتا ہے اپنے خاص مدرک کے سوا دوسرے حواس کے مدرک دریافت نہیں کرسکتا۔

مثلاً دیکھنے کی چیزوں کو آنکھ دریافت کرسکتی ہے کان دریافت نہیں کرسکتا۔ وعلیٰ ہذا القیاس تو اگر ایک حواس سے دوسرے حواس کا کام لیا چاہے تو وہ حواس کچھ دریافت نہ کرسکے گا بلکہ اپنے مدرک کے سوائے دوسرے حواس کے مدرک کو معدوم محض سمجھے گا مثلاً آنکھ سے سُننے کی چیزوں کو دریافت کرنے کو جائیں تو وہ رنگ اور شکل کے سوائے آوازوں کو معدوم جانے گا۔

وعلیٰ ہذا القیاس اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے عقل جو حادث ہے اس کو اس کے ایسے حادث کے پہچاننے کی قوت دیا ہے جب وہ قدیم کے پہچاننے کا ارادہ کرتی ہے تب کُھل جاتی ہے یہ مضمون الطاف قدس **نزہتہ المجالس** کے مرکب خامس میں لکھا ہے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ پردے ہیں سبب اللہ تعالیٰ آسمان کے لوگوں سے جیسا کہ پردے میں ہے زمین کے لوگوں سے اور پردے میں ہے عقلوں سے جیسا کہ پردے میں ہے آنکھوں سے اور بیشک اللہ تعالیٰ داخل نہیں ہوا ہے کسی چیز میں اور نہ غائب ہے کسی چیز سے اور بیشک ملاء اعلیٰ یعنی اوپر کے لوگ اور اوپر کے گروہ طلب کرتے اور ڈھونڈتے ہیں اللہ کو جیسا کہ تم لوگ طلب کرتے ہو انتہیٰ۔

یہ مضمون یاد رہے بہت مقام میں کام آوے گا جیسے تقدیر اور اللہ تعالیٰ کی دیدار اور چاروں مذہب کا حق ہونا اور چار ہی مذہب پر منحصر ہونا اور چار کے سوا پانچویں مذہب کا باطل ہونا اور باوجودیکہ چاروں مذہب برحق ہیں مگر چار مذہب میں سے ایک مذہب معین کا اختیار کرنا واجب ہے اور چاروں مذہب کے موافق عمل کرنا اس طرح سے کہ جس وقت جس مذہب کے موافق دل چاہا اس وقت اسی مذہب کے موافق عمل کیا سو یہ باطل ہے تو ان سب مسئلوں میں عقل کو دخل دینے سے خرابی ہوگی ان سب مسئلوں کی حقیقت ہر ایک کو دریافت نہیں ہوتی ان سب مسئلوں کو حق جاننا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر کی تصدیق ہے کہ ان سب مسئلوں میں اُمت کا اجماع ہے اور اُس جناب نے خبر دیا ہے کہ میری اُمت گمراہی پر اجماع نہ کرے گی تو سارے علماء اسلام کے اہل سنت وجماعت خواص وعوام خصوصاً حرمین شریفین کے خواص وعوام کا ان سب مسئلوں پر اجماع ہے تو اگر کوئی شخص علم کا مدعی کہہ کے ان مسئلوں میں شک کرے تو وہ جاہل ہے اور شیطان کے وسواس میں گرفتار ہے [illegible] سلام

[illegible] شریعت کی طرف [illegible] کی صورت سمجھ لیں

آجانے کے واسطے ہم اس مقام میں انھیں مسئلوں کی صورت لکھ دیتے ہیں جن مسئلوں سے واقف ہو جانے کی اس زمانہ میں بڑی حاجت ہے اور اس سے واقف ہونے اور اس پر عمل نہ کرنے سے بڑا فساد ہے سوان میں سے ہر مسئلہ کی صورت کے حکم کو ہم شریعت کی کتاب سے لکھ دیتے ہیں اس کو مان لینا خوشی کے ساتھ بموجب آیت مذکورہ کے ایمان کی نشانی ہے ان سب ضروری مسئلوں کی صورت میں سے پہلے مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ شریعت میں حکم ہے کہ ہر زوج پر فرض ہے کہ زوج اپنی زوجہ کو مہر کے سوائے ایک مکان رہنے کا دے جس کا بند کرنا اور کھولنا زوجہ کے اختیار میں ہو اور اس کو اس خادم کے سمیت کھانا اور کپڑا اپنے مقدور کے موافق دے یعنی غنی اپنی تونگری کے موافق اور تنگدست اپنی تنگدستی کے موافق دے اس طرح سے کہ غنی نفقہ دینے میں بخیل نہ کرے اور تنگدست اپنے مقدور سے زیادہ دینے کے واسطے حرام مال وکے زوجہ کا نفقہ نہ دے اور تنگدست کی زوجہ اس کی طاقت سے زیادہ طلب نہ کرے اور اس کو تنگ نہ کرے اور جس زوج کے تین چار زوجہ ہوں تو وہ نفقہ اور رات کو سونے کی باری میں عدل کرے یعنی سب کا سب حق برابر ادا کرے اگر عدل نہ کرے گا تو اس حدیث کی وعید میں داخل ہوگا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے دو زوجہ ہوں گی اور وہ ان دونوں کے درمیان میں عدل نہ کرے گا تو وہ شخص قیامت کے روز اس حال سے ساتھ آوے گا کہ اس کے سارے بدن کا آدھا ٹکڑا گرا ہوگا اللہ تعالیٰ ایسی رسوائی فضیحتی کے عذاب سے مسلمان کو محفوظ رکھے اس حدیث کو نزہتہ المجالس میں اور حدیث کی بہت سی کتابوں میں دیکھو اور ناشزہ عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ہدایہ وغیرہ فقہی کتاب میں دیکھو ناشزہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے شوہر کے گھر سوا دوسرے گھر میں جا کے رہے بغیر اجازت اپنے شوہر کے

چوتھا فائدہ اور زوجہ پر فرض ہے عموماً علی الاطلاق کہ زوجہ اپنے زوج کی تابعداری کرے زوج کیسا ہی غنی ہو یا محتاج ہو تندرست ہو یا بیمار ہو اندھا ہو یا بہرا ہو یا کوڑھی ہو یا بڈھا ہو یا جوان ہو ہر بات میں اس کا حکم مانے اور اس کی تابعداری کرے مگر اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کے کام میں اس کی تابعداری نہ کرے اور اپنے زوج کی خدمت کرے اور اُس کو راضی اور خوش رکھے اگر ایک رات بھر اُس کا زوج اُس سے ناخوش رہے گا تو اُس زوجہ کی نماز کان کے اوپر نہ چڑھے گی یعنی قبول ہونے کے مقام میں نہ پہنچے گی اور زوجہ کے گھر میں آنے سے جس کو زوج منع کرے اُس کو زوجہ اپنے گھر میں آنے نہ دے اور جس کے مکان پر جانے

اور رہنے سے اس کا شوہر منع کرے اُس کے گھر نہ جاوے اور نہ رہے اور شوہر حکم دے
یا منع کرے کوئی عورت کسی محرم کے ساتھ ایکدم بھی اکیلے مکان میں نہو اگرچہ قرآن شریف
اور علم فقہ کا سیکھنے یا ذکر اور مراقبہ سیکھنے کے واسطے ہو اور فرض کیا کہ اکیلے مکان میں اگر
چہ دونوں سے کچھ برا کام نہو مگر اکیلے مکان میں ہونا خود برا کام ہے جیسا کہ آگے حدیث سے
معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور غیر محرم کے مکان میں جب تک کہ عورت کا محرم مرد ساتھ نہو ہرگز نہ رہے اور جس
مقام میں جانے میں راہ میں رات ہو جاوے اُس مقام میں غیر محرم کے ساتھ نہ جاوے اور یہ
سب حکم عام ہے شادی غمی ہو یا حج کا سفر یا کوئی سفر ہو اور زوج کی تابعداری کرنے کے
واسطے شریعت میں یہ شرط ہرگز نہیں ہے کہ مہر اور رہنے کے مکان اور نفقہ کے سوا سے
جب شوہر فلانی چیز زوجہ کو دے یا فلانا کام کرے یا اپنے مال میں سے اس قدر حصہ
زوجہ کو لکھدے یا اس کے سوا دوسری زوجہ کو کچھ نہ دے یا دوسری زوجہ کو طلاق دے
تب وہ زوجہ اس زوج کی تابعداری کرے بلکہ زوجہ کے اوپر تابعداری اپنے زوج کی
علی الاطلاق فرض ہے جبتک کہ زوج اللہ سبحانہ کی نافرمانی کے کام کرنے کا زوجہ کو
حکم نہ کرے ان سب باتوں کی دلیل سورۂ نساء اور سورۂ بقرہ اور سورۂ طلاق وغیرہ
میں اور حدیثوں کی کتابیں میں اور فقہ کی کتابوں میں کتاب النکاح اور کتاب الکراہتہ
اور باب الحج میں متفرق موجود ہے ہم نے اس مقام میں اکٹھا کر دیا اور زوج اپنی زوج
کی خوشی میں خوش ہو اور اس کے غم میں غمگین ہو اور پردہ کرنے کا مسئلہ جس طرح سے
فقہ میں لکھا ہے اور جیسا ہم نے رسالہ تزکیۃ النسوان میں لکھا ہے اسی طرح سے عورت
اُس پر عمل کرے اور اُس کا زوج اور اُسکے محرم لوگ اس عورت سے اس مسئلہ پر عمل کرا دیں
اور زوجہ اپنے زوج کو گالی نہ دے اور اس پر لعنت نہ کرے باقی ان سب مسئلوں کی تحقیق
اور تفصیل شریعت کی کتابوں میں دیکھ لو۔

پانچواں فائدہ نماز کی تاکید اور تاثیر کے بیان میں۔ اب چونکہ زوج و زوجہ
میں نااتفاقی کے سبب سے اور زوجہ کے ناشزہ ہونے کے باعث سے ہزاروں فساد
برپا ہوتے ہیں اور شوہر کو دنیا جہنم ہو جاتی ہے اور زوجہ کو بھی دنیا اور دین میں خرابی پیش
آتی ہے اور وہ جہنمی بنتی ہے اور جس مصلحت کی واسطے شریعت میں نکاح مقرر ہوا ہے

وہ سب مصلحت فوت ہو جاتی ہے اور وہ دونوں طرح طرح کے گناہوں میں گرفتار رہتے ہیں
اور اس زمانے میں خصوصًا بنگالے میں عورتوں کے ناشزہ ہونے کے سبب ایسا ایسا حادثہ
واقع ہوتا ہے کہ اس کا ذکر کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور اسی خرابی کا استفتا ہر مقام میں
آیا کرتا ہے اس واسطے ہم نے اس مسئلہ کو پہلے لکھا اور اس زمانے میں اس ملک میں چونکہ
کوئی ایسا حاکم نہیں کہ زوج و زوجہ دونوں کو شریعت کے موافق زبردستی چلا دے اس
واسطے دونوں کی خیرخواہی کے واسطے ہم شریعت کی کتابوں سے چُنکے دو تدبیر لکھتے ہیں
اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس مشکل وقت میں اور اس مشکل کی آسانی کی تدبیر تلاش
کرنے کے واسطے شریعت کی طرف رجوع کیا شریعت سے مومنوں کو فسق و منکرات
سے باز رکھنے کے واسطے سوائے وعظ اور حکمت کی بات سُنانیکے اور کچھ اختیار نہ پایا تب
اس وقت کے مناسب ہم نے یہی دو تدبیر پایا ہادی حقیقی کے فضل و کرم سے بڑی قوی
اُمید ہے کہ جو لوگ اس تدبیر کے موافق عمل کریں گے اُن کی ساری بُرائی دفع ہو جاویگی انشاء

چھٹا فائدہ پہلی تدبیر کے بیان میں

یہ ہے کہ شوہر اور زوجہ دونوں نماز میں محکم
مضبوط ہو جاویں کہ ہزار دنیا کا کام ہو نماز
فوت ہونے نہ پاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ نماز
کی برکت سے اور تاثیر سے سارا فساد خود بخود مٹ جاوے گا کیونکہ سارا گناہ نفس کی فساد
کے سبب ہوتا ہے اور نفس کے مرض کی دوا شریعت کے احکام کے بجالانے سے خوب دور
ہو جاتی ہے خصوصًا نماز میں نفس کی بیماری خوب دفع جاتی ہے جیسا کہ رسالہ قول الامین میں
حصہ تفسیر روح البیان سے لکھا ہے اس کو دیکھ لو۔ اور نزہۃ المجالس کے باب فضل صلوٰۃ
لیلاً و نہارًا میں جو لکھا ہے اس میں سے اس بات کی دلیل اور قوت کے واسطے نماز سے
ساری برائی دفع ہو جاتی ہے خلاصہ کر کے تھوڑا سا لکھتے ہیں اُسی میں باب مذکور کے شروع
میں بیسویں سیپارہ سورۂ عنکبوت کی اس آیت کو پہلے لکھا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط بیشک نماز منع کرتی ہے بیحیائی کے کام اور بُرے کام سے
بعد اس کے لکھا کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
پانچ وقت کی نماز پڑھا کرتا تھا اور جتنی بے حیائی کے کام ہیں سب کرتا تھا تب لوگوں نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دیا تب آپ نے فرمایا کہ بیشک اُس کی نماز ایکدن اس کو اِن فاحش

کاموں سے منع کردے گی پھر بہت روز نہ گذرا کہ اُس نے توبہ کیا اور اس کا حال بہت اچھا ہو گیا تب آپ نے فرمایا کہ میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ بیشک اس کی نماز ایک دن اس کو ان کاموں سے منع کردے گی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز کی برکت سے اتنا بڑا بدکار شخص متقی بن گیا اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جیسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق کو اپنی جماعت سے نہ نکالا ہم بھی نہ نکالیں اور اس کو نماز کی ترغیب بتاکید کرتے رہیں نماز کی برکت سے وہ خود بخود پرہیزگار ہو جاوے گا پس بدعتی اور فاسق کے ہدایت کی بھی دوا ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے باقی وسوسہ شیطانی ہے اور فاسق کی تنبیہ کے واسطے اسی قدر کفایت ہے جو فقہ کی کتابوں میں فاسق معلن کی دعوت کا قبول نکرنا اور جس کی کمائی نری حرام ہو اس کا کھانا نکھانا اور جسکے گھر ڈھول باجا ناچ وغیرہ منہیات موجود ہو اس کی دعوت قبول نکرنا لکھا ہے اور اس کی تصریح حق الیقین میں ہم نے ہدایہ اور عالمگیری سے لکھا ہے دیکھو اور اسی باب میں کہا کہ دیکھا میں نے نیشاپوری کی نزہت میں کہ ایک مرد نے ایک عورت کو بہلایا اپنے پاس آنے کو تب اس عورت نے اپنے شوہر کو اس بات کی خبر دیا تب اس کی شوہر نے کہا کہ اس مرد سے کہدے کہ میرے شوہر کے پیچھے تو چالیس صبح کو نماز پڑھ تب جو تو چاہتا ہے اس میں تیرا کہنا مانوں تب اس عورت نے اس مرد سے یہ بات کہی اور اس مرد نے ویسا ہی کیا تب اس عورت نے اس مرد کو اپنے پاس بلایا تب اس مرد نے کہا کہ میں نے توبہ کیا اللہ عز وجل کے پاس تب اس عورت نے اپنے شوہر کو خبر دیا تب اس کے شوہر نے کہا کہ اللہ عظیم نے اپنے اس فرمانے کو سچ کیا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی کے کام اور بُرے کام سے انتہیٰ۔

سُبحان اللہ کیا اچھی زوجہ تھی اور شوہر کی امانت کو کیسا نگاہ رکھا اور شوہر کی امانت میں خیانت کرنے کی برائی دور کی تدبیر میں ابھی قریب ہی بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی باب میں کہا کہ حادی القلوب الطاہرہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا ایک روز اور فرمایا کہ جو شخص کہ نماز کی محافظت کرے گا تو وہ نماز اس کے واسطے روشنی ہوگی اور دلیل ہوگی اور نجات کرنے والی ہوگی قیامت کے روز نماز کی محافظت کے معنے کہ فرض واجب سنت مستحب کو اس کے مقام پر ادا کرنا اور مفسدات اور مکروہات سے نماز کو بچانا مثلاً عورت ہو یا مرد اپنی اپنی عورت کو چھپا دیں جیسا کہ فقہ میں مذکور ہے اور طہارت اچھی

طرح کریں اور جو شخص کہ نماز کی محافظت نکرے گا تو اس کے واسطے نماز روشنی نہ ہوگی اور دلیل نہ ہوگی اور نجات کرنے والی نہ ہوگی اور ہوگا وہ شخص قیامت کے روز فرعون اور ہامان اور قارون اور ابی ابن خلف کے ساتھ دوزخ کے سب درکوں سے نیچے کے درک میں یعنے دوزخ کے سب طبقوں سے نیچے کے طبقہ میں ہوگا دوزخ کے طبقہ کو درک کہتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو امام احمدؒ نے اور ان چاروں کافر کا ذکر خاص کرکے اس واسطے کیا کہ یہ چاروں کفر میں سردار ہیں سو جو شخص کہ نماز کو ترک کرے گا تجارت کے سبب سے تو وہ شخص ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص کہ نماز کو ترک کرے گا ملک کے سبب سے یعنے جو بادشاہ ملک کے انتظام میں مشغول رہنے کے سبب سے نماز کو ترک کرے گا تو وہ شخص فرعون کے ساتھ ہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے گا مال کے سبب سے تو وہ شخص قارون کے ساتھ ہوگا اور جس شخص کو اس کی کوئی ریاست یعنی کوئی نوکری اور سرداری نماز سے باز رکھے گی تو وہ شخص ہامان کے ساتھ ہوگا انتہیٰ۔

یہ حدیث مشکوٰۃ مصابیح میں بھی ہے اور اسی باب میں سمرقندی سے لکھا ہے کہ ایک شخص نے اگلے زمانے میں ابلیس سے کہا کہ میں تیرا ایسا ہو جاؤں ابلیس نے کہا کہ تو نماز کو ترک کر اور سچی قسم نہ کھا انتہیٰ۔

تو اس مضمون سے ثابت ہوا کہ جو شخص مرد ہو یا عورت نماز کو ترک کرتا ہے اور قسم کھا کھا کر جھوٹ کہتا ہے تو وہ شخص مانند شیطان کے ہے پھر بعد اس کے اسی باب میں مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے تاتارخانیہ میں جو حنفی مذہب کی کتاب ہے دیکھا کہ جس شخص کی ایسی زوجہ ہو کہ نماز نہ پڑھتی ہو تو چاہئے کہ وہ اس کو طلاق دے اگرچہ اس کا مہر دینے سے عاجز ہو اسواسطے کہ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت کہ وہ اللہ سے ملاقات کرے گا اور اس کے ذمہ پر اس کا زوجہ کا مہر باقی ہوگا تو اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ اس عورت سے صحبت کرے جو نماز نہیں پڑھتی انتہیٰ۔

یہ بات تنبیہ کے واسطے کہا ایسا نہیں کہ اس پر طلاق دینا واجب کہ بعد اس کے کہا اور دیکھا میں نے طبقات ابن السبکی کہ ابن البرزی نے فتویٰ دیا کہ نماز ترک کرنے پر بیوی کو مارنا مرد پر واجب ہے اور کہا روضہ میں کہ واجب ہے سارے باپ ماں پر کہ سکھا دیں لڑکے کو طہارت اور نماز اور شریعت کے مسئلے سات برس کے ہونے سے اور اسی باب میں امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انھوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز سبب ہے اللہ کی خوشی کا اور فرشتوں کے دوست رکھنے کا اور طریق ہے سارے نبیوں کا اور نماز معرفت کا نور ہے اور

ایمان کی جڑ ہے اور دعا کے قبول ہونے کا اور اعمال کے قبول ہونیکا اور روزی میں برکت ہونے کا سبب ہے اور ہتھیار ہے دشمنوں سے لڑنے میں اور شیطان کی ناخوشی کا سبب ہے اور ملک الموت سے نماز ادا کرنیوالیکی شفاعت کرنیوالی ہے اور نماز روشنی ہے دل میں اور پہلو کے نیچے کا بچھونا ہے اور منکر نکیر کا جواب ہے اور نمازی کے مونس یعنی ہمدم اور آرام دینے والی اور ڈھارس دینے والی ہے اور ملاقات کرنے والی ہے اس کی قبر میں قیامت تک پھر جب قیامت ہوگی تب نماز نمازی کے اوپر سایہ ہوگی اور اس کے سر پر تاج ہوگی اور اسکے بدن پر لباس اور نور ہوگی کہ اس کے آگے دوڑتی چلے گی اور نمازی کے اور دوزخ کے درمیان میں آڑ ہوگی اور رب العالمین کے آگے دلیل ہوگی اور میزان میں بھاری ہوگی اور پل صراط سے پار اوتار دیگی اور بہشت کی کنجی ہوگی اسواسطے کہ نماز میں تحمید اور تسبیح اور تقدیس اور تعظیم اور قرآن کی قراءت اور دعا اور تحمید ہوتی ہے اور اس واسطے کہ سارے اعمال سے افضل ہے نماز پا بجوع وقت کی اس کو وقت پر پڑھنا۔ انتہٰی

نماز کی عظمت دل میں جمنے کے واسطے اگرچہ اس قدر بھی کافی ہے مگر طالبوں کی تسکین اور خوشدلی کے واسطے **نزہۃ المجالس** کی فصل معراج کے مرکب خاص کا مضمون بھی لکھ دیتے ہیں۔ اور اس مضمون کے پہلے اس آیت کو لکھ دیتے ہیں تاکہ وہ مضمون سمجھ میں بخوبی آوے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یعنی پھر نزدیک ایس اتر آیا پس ہوا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک معراج کی رات میں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہوا تھا اس کا بیان ہے وہ مضمون سنو وہ یہ ہے۔

کہ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کہا عیون المجالس میں کہ کہا بعض علماء نے کہ میں آیۂ کریمہ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی کے معنے بیس برس تک عالموں اور عارفوں سے طلب کرتا رہا یہاں تک کہ دیکھا میں نے تاویل صحیح اور وہ یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کیا یعنی معراج میں اپنے داہنے تو دیکھا اپنے رب کو اور نظر کیا اپنے بائیں تو دیکھا اپنے رب کو اور نظر کیا اپنے آگے تو دیکھا اپنے رب کو اور نظر کیا اپنے اوپر تو دیکھا اپنے رب کو اور نظر کیا اپنے نیچے تو دیکھا اپنے رب کو تب آپ کو ناخوش معلوم ہوا ایسے مقام بزرگ سے پھر کے آنا تب اس صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی اس بات کو اللہ تعالیٰ نے جان لیا تب فرمایا اے محمد تو میرا رسول ہے میرے بندوں کی طرف اور اگر اس مقام میں تو ہمیشہ رہا تو تو نے میری رسالت کو نہ پہونچایا سو اوتر زمین کیطرف اور میرے بندوں کو میری رسالت پہنچا دے اور جس وقت تو نماز کو کھڑا ہوگا میں تجھکو یہی رتبہ

بخشوں گا اور اسی واسطے حضرت نے فرمایا وَقُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے کہا اس عالم نے سو تھا قَابَ قَوْسَيْنِ ان کی روح سے اَوْ اَدْنٰى ان کے سر سے یعنی حضرت نے اپنے نفس کو آسمان میں چھوڑا اور اپنی روح کو سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کے پاس چھوڑا اور اپنے قلب کو قَابَ قَوْسَيْنِ میں چھوڑا تب باقی رہا ان کا سر اور ان کا رب تب نفس بولا کہ قلب کہاں اور قلب بولا کہ روح کہاں اور روح بولی کہ سر کہاں اور سر بولا کہ حبیب کہاں تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے نفس تیرے واسطے نعمت اور مغفرت ہے اور اے روح تیرے واسطے رحمت اور کرامت ہے اور اے قلب تیرے واسطے محبت اور مودت ہے اور اے سر میں تیرے واسطے آپ ہوں انتہٰی۔

اور جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نماز مومنوں کی معراج ہے اس بات کا بیان ہمارے رسالہ **نور الھدیٰ** میں دیکھو اور نزہۃ المجالس میں اس بیان کے بعد آگے چل کے لکھا ہے کہ قرطبی نے سورہ انعام کی تفسیر میں کہا کہ عبداللہ بن عباسؓ اور ابی بن کعب اکٹھا ہوئے تب ابن عباسؓ نے کہا کہ سن رکھو ہم لوگ بنو ہاشم ہیں سو ہم لوگ کہتے ہیں کہ بیشک محمدؐ نے دیکھا اپنے رب کو دو مرتبہ پھر کہا کہ کیا تم لوگ تعجب کرتے ہو اس بات کا کہ خلت ابراہیم اور کلام موسیٰ کا اور رویت یعنی سر کی آنکھ سے دیکھنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ تب تکبیر کہا ابی ابن کعب نے اس طرح سے کہ پہاڑوں نے جواب دیا اور کہا امام احمدؒ بن حنبل نے میں وہی کہتا ہوں جو ابن عباسؓ نے کہا دیکھا اپنے رب کو اپنی آنکھ سے اس بات کو یہاں تک کہا کہ امام احمدؒ کی سانس ٹوٹ گئی انتہٰی۔

اس خاکسار کا یہی **عقیدہ** ہے اور یہی بات صحیح ہے اور نزہۃ المجالس کے اسی باب فضل الصلوٰۃ لیلاً ونہاراً میں لکھا ہے کہ ایک مرد نے حلف کیا کہ اگر وہ شخص اپنی زوجہ کے پاس منحوس روز یعنی نحس روز کے سوا دوسرے روز جاوے تو اس کی زوجہ پر طلاق پڑے بعد اس کے علماء کی جماعت سے اس کا مسئلہ پوچھا تب سب نے جواب دیا کہ ہر دن جانے میں طلاق پڑے گی اس واسطے کہ بالکل سارے دن مبارک ہیں یعنی کوئی دن نحس نہیں ہے بعد اس کے ایک شخص نے عبدالعزیز دبری سے سوال کیا تب اس نے کہا کہ آیا تو نے آج صبح کی نماز پڑھا ہے تب اس مرد سائل نے کہا کہ نہیں تب شیخ عبدالعزیز نے کہا کہ آج تو اپنی زوجہ کے پاس جا تو طلاق نہ پڑے گی کیونکہ آج کا دن تیرے واسطے نحس ہے انتہٰی۔

ساتواں فائدہ دوسری تدبیر کے بیان میں اور اسی کے ضمن میں ایک مراقبہ

کی تعلیم ہے اور زنا سے بچنے کی تہدید ہے وہ بیان یہ ہے کہ جو شخص چاہے عورت ہو یا مرد پیر ہو یا مرید خاص ہو یا عام کہ فتنہ فساد تہمت بدنامی رسوائی فضیحت ذلت خرابی خستگی سے بچا رہے اور لوگوں میں قوی رہے اور اللہ کے ملک میں چین سے سیر کرتا پھرے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے نزہۃ المجالس میں باب التقویٰ اور فضل الخیرات والکف عن المنکرات میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ ڈرا اللہ سے وہ زندگی بھر قوی رہے گا اور اللہ کے ملک میں امن چین کے ساتھ سیر کرتا اور چلتا اور پھرتا رہے گا اب اللہ سے ڈرنے کا ایک مراقبہ ہم تعلیم کرتے ہیں وہ مراقبہ یہ ہے کہ ہر کوئی جانتا بھی ہے اور کہتا بھی ہے کہ اللہ حاضر اور ناظر ہے اور قرآن شریف اور حدیث نبوی میں یہ مضمون بھرا ہے تو پھر تقویٰ نہ نکلنا کیا سبب ہے اور امانت میں خیانت کرنے کا اور لوگوں کا حق مارنے اور لوگوں پر ظلم کرنے کا اور زنا کرنے اور چوری کرنے سود کھانے زکوٰۃ نہ دینے وغیرہ خبیثات میں گرفتار رہنے کا کیا سبب ہے تو اس کا یہی سبب ہے کہ اس کے حاضر و ناظر رہنے کا.. مراقبہ حاصل نہیں ہے ... مراقبہ معنے غور کرنے اور تصور اور خیال کرنے کے ہیں مراقبہ کی صورت یہ ہے کہ دل میں خوب غور و تصور و خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اور ساتھ موجود ہے اور ہمارے سارے عمل کو اور ہمارے ظاہر و باطن کو دیکھتا ہے جب یہ مراقبہ حاصل ہوا تب اپنے سارے عمل میں غور کرے مثلاً غور کرے کہ ہم نے فلاں شخص سے جو سو روپیہ قرض لیا تھا اور جب اس نے ہم سے وہ مانگا تب ہم نے اس سے کہا کہ ہم تجھکو روپیہ دے چکے اور حقیقت میں ہم نے اس کا روپیہ دیا نہیں ہے تو اس وقت یہ خیال کرنا چاہئے کہ اللہ رب العالمین جب قیامت کو حساب کے وقت ہم سے پوچھے گا یا اب اسی وقت حضوری کے مراقبہ کے وقت پوچھے کہ تو نے فلانے کا روپیہ دیا تو ہم کیا کہیں گے اس بات کو اپنے دل سے پوچھے دیکھے تو دل کیا کہتا ہے حق یہ ہے کہ کسی کا دل اللہ سے جھوٹ بولنے کو ہرگز نہ چاہے گا پس دل میں اسی بات کو جما دے جب یہ مراقبہ دل میں جم گیا بہت تقویٰ حاصل ہوا اب اس مراقبہ کی حقیقت خوب سمجھ میں آ جانے کے واسطے امام قشیری قدس سرہ کے رسالہ کا مضمون کافی ہے وہ یہ ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سفر میں تھے سو ایک لڑکے کو بکری چراتے دیکھا تب اس سے کہا کہ ان میں سے ایک بکری بیچ ڈال تب اس نے کہا یہ بکری میری نہیں ہے تب ابن عمرؓ نے کہا

کہ اس کے مالک سے کہنا کہ ان میں سے ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا تب لڑکے نے کہا فاین اللہ یعنی پھر اللہ کہاں گیا یعنی وہ کہیں نہیں گیا وہ تو موجود ہے اور دیکھتا ہے سو ابن عمرؓ اس قصہ کے بعد ایک مدت تک کہا کرتے تھے کہ اس لڑکے نے کہا پھر اللہ کہاں گیا یعنی اس لڑکے کو جو اللہ کے پاس اور ساتھ موجود ہونے اور دیکھنے کا مراقبہ کامل حاصل تھا اس سبب سے حضرت ابن عمرؓ کو اس کی بات میں بڑی تاثیر معلوم ہوئی اور اس کے کہنے میں بڑی لذت پایا اسی لذت کے سبب سے اس بات کو بار بار کہا کرتے تھے انتھیٰ۔

اب مراقبہ کے سبب سے جو لوگوں کا حال اچھا ہو جاتا ہے اور تقویٰ حاصل ہوتا ہو اور تقویٰ کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ عزت بچاتا ہے اور مراقبہ میں کمال حاصل ہونے کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ دل کا ارادہ پورا کرتا ہے اس قسم کے بعضے ایسے قصے اور ایسی حکایتیں اور ایسی حدیث ہم لکھ دیتے ہیں جنکے سننے سے دل نرم ہو اور تقویٰ حاصل ہو اور یہ سب مضمون اس مقام میں نزہۃ المجالس کے باب مذکور سے چن کے ہم لکھتے ہیں سنو!

حکایت موسیٰ علیہ السلام اپنی بکریاں چرانے کو نکلے پھر ایک میدان میں جہاں بہت سے بھیڑیے تھے پہنچے تب اُن کو ماندگی اور نیند نے گھیرا تب حیران ہو رہے کہ کیا کریں اگر بکریوں کے چرانے میں مشغول ہوتے ہیں تو نیند اور ماندگی کے غلبہ کے سبب سے اس کام سے عاجز ہیں اور اگر سوتے ہیں تو بھیڑیے بکریوں پر حملہ کرتے ہیں۔ پھر آسمان کیطرف ذرا سا نگاہ کیا اور کہا کہ تیرے علم نے گھیر لیا اور تیرا ارادہ جاری ہو چکا ہے اور تقدیر پہلے گذر چکی ہے یہ کہہ کے سر رکھا اور سو گئے پھر جب جاگے تو ایک بھیڑیے کو دیکھا کہ ان کی عصا اپنی گردن پر رکھے ہے وہ بکریاں چراتا ہے یہ تعجب کیا یہ کام دیکھ کے تب اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ تو میرے واسطے ایسا ہو جا جیسا میں چاہتا ہوں تو میں تیرے واسطے ویسا ہو جاؤں جیسا تو چاہتا ہے انتھیٰ۔

دیکھو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادے اور تقدیر کا مراقبہ کامل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا تو دنیا میں اس کا کیا ثمرہ پایا اور ان کے دل کے ارادے اللہ تعالیٰ نے کیا پورا کیا

حکایت ایک عورت تھی اور اس کا زوج زیور بناتا تھا اور اس عورت کا سقا ایک مرد تھا کہ اس کے گھر میں آتا تھا بیس برس سے اور اس کی طرف دیکھتا نہ تھا پھر ایک روز اس کے گھر میں آیا اور اس کے ہاتھ کو روزے پکڑا تب جب اس کا زوج آیا تب اس سے کہا کہ کیا تجھ سے

آج کوئی گناہ ہوا ہے اس نے کہا کہ نہیں مگر یہ ایک عورت نے مجھ سے ایک کنگن خریدا سو جب میں نے اس کا ہاتھ دیکھا تو مجھکو بھلا معلوم ہوا تب میں نے اسکے گٹے کو پکڑا زور سے تب اس کی زوجہ نے اس سے کہا کہ بیشک قصاص اور بدلا ہو گیا تیری زوجہ کے حق میں جیسا کہ تو نے اپنے مسلمان بھائی کی زوجہ کے حق میں کیا پھر جب اس کے بعد کا روز ہوا تب سقا آ کے عذر کرنے لگا تب اس نے عورت اس سے کہا کہ تجھ پر کچھ عذاب نہیں یہ فساد میرے زوج ہی کی طرف سے تھا

یہ خاکسار کہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس عورت کو اسم منتقم کا مراقبہ کامل حاصل تھا اس کی تاثیر سے اس کی عزت بھی بچی اور اس کے زوج اور سقے کو بھی توبہ نصیب ہوا مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں اور قوت دیتا ہے اس حکایت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا پرہیز گاری کرو تم لوگوں کی عورتوں سے پرہیز گاری کریں لوگ تمھاری عورتوں سے اور مکحول نے کہا کہ دوزخی لوگوں پر ایک کریہ اور ناخوش ہوا ہیجگی تب وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے نہیں پایا کوئی ہوا اس سے زیادہ بدبو دالی تب اُن سے کہا جائے گا کہ یہ ہوا زانی لوگوں کی ہے۔

اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نے زنا کیا یا شراب پیا تو اس سے نکال لیتا ہے اللہ ایمان کو جیسا کہ نکال لیتا ہے آدمی کرتا اپنے سر سے کہا ابن عباس اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جسنے زنا کیا مسلمان عورت سے وہ عورت حرہ ہو یا باندی.. کھولیگا اللہ اس کی قبر میں لاکھ دروازے آگ کے نکلیں گے اُس پر ان دروازوں میں سے سانپ اور بچھو اور شعلے آگ کے پھر وہ عذاب کیا جاوے گا قیامت کے دن تک پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ اذن دیجئے مجھ کو زنا کرنے کا تب اس کو لوگوں نے جھڑکا تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ بیٹھ تب وہ بیٹھا تب آپ نے اُس سے کہا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری ماں کے ساتھ کوئی زنا کرے اُس نے کہا کہ نہیں واللہ کہا کیا اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کرنے کو پسند کرتا ہے اُس نے کہا کہ نہیں واللہ کہا کیا اپنی بہن کے ساتھ زنا کرنیکو پسند کرتا ہے اُس نے کہا نہیں واللہ کہا کیا اپنی پھپھی کے ساتھ زنا کرنے کو پسند کرتا ہے اُس نے کہا کہ نہیں واللہ کہا کیا اپنی خالہ کے ساتھ زنا کرنیکو پسند کرتا ہے اُس نے کہا نہیں واللہ کہا راوی نے پھر رکھا حضرت نے اپنا ہاتھ اوسکے اوپر اور کہا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَهِّرْ قَلْبَہٗ وَحَصِّنْ فَرْجَہٗ۔ یعنی یا اللہ بخش دے تو اس کا گناہ اور پاک کر تو اسکا

دل۔ اور نگاہ رکھ تو اس کی شرم گاہ پھر بعد اس کے اس جوان نے ایسی ایسی چیز کیطرف خیال نہ کیا تھا

ظاہر ہے کہ ان سب حدیثوں میں مراقبہ کی تعلیم ہے کہ لوگ غور کریں اور زنا سے خوب محفوظ رہیں اور کسی کی بے عزتی کے روادار نہوں تا کہ اُن کی عزت بھی بچی رہے اور آخری حدیث سے بات ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جوان کو مراقبہ اور غور کرنا بھی تعلیم کیا اور اس پر اپنا دست مبارک رکھ کے ایسا تصرف کیا کہ وہ متقی بنگیا۔

آٹھواں فائدہ زنا سے بچنے کے واسطے

پہلے سے پیش بندی کرنے اور احتیاط کرنے کے بیان میں مشکوٰۃ مصابیح میں کتاب النکاح کی دوسری فصل میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطَانُ۔ اکیلا نہیں ہوتا ہے کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ مگر یہ کہ ہوتا ہے تیسرا اُن دونوں کا شیطان اور اسی فصل میں روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے اوس نے کہا کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے داخل نہ ہو اور نہ آؤ تم اُن عورتوں کے پاس کہ اُن کے مرد اُن سے غائب ہیں آخر حدیث تک اور مشکوٰۃ مصابیح میں باب عشرۃ النساء کی دوسری فصل میں روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت جب ادا کرے پانچوقت کی نماز کو جو اس پر فرض ہے اور روزہ رکھے ماہ رمضان کا اور نگاہ رکھے اپنی عورت یعنی شرم گاہ اور فرمانبرداری کرے اپنے شوہر کی اس کام میں جو نکاح کے حق سے علاقہ رکھتا ہے سو کہے کہ وہ عورت بہشت کے دروازوں میں سے جس دروازہ میں چاہے داخل ہو اور مشکوٰۃ مصابیح میں باب النظر الی المخطوبۃ و بیان العورات کی پہلی فصل میں روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو بات کو نہ رہے کوئی مرد کسی عورت ثیب کے نزدیک یعنی اسکے گھر مگر وہ مرد کہ جس نے اُس سے نکاح کیا ہے یعنی اُس کا شوہر یا اس کا محرم ہو محرم وہ کہ جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح کبھی درست نہو ہمیشہ کے واسطے اور ثیب کی تخصیص اس واسطے کی کہ کنواری کے نزدیک فتنہ کا خوف کم ہے اور مردوں سے واقف نہیں اور ڈرنی ہے اور ثیب کہتے ہیں اُس عورت کو جس کا نکاح ہو چکا ہے اور یہاں بعضوں کے نزدیک ثیب سے مراد ہے عورت بے شوہر اور بہت ظاہر ہے کہ ثیب سے جوان عورت مراد کہیں

یعنی عورت بیوہ ہو یا اس کا مرد گھر میں نہو اُس کے گھر میں رہنا منع ہے ہر صورت میں مشکوٰۃ مصابیح میں باب بیان الخمر و وعید شاربہا کی تیسری فصل میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے اس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مرد ہیں کہ بیشک حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن پر بہشت کو ایک ہمیشہ پینے والا شراب کا۔ دوسرے آزار دینے والا اور ستانے والا ماں اور باپ کا۔ تیسرے مرد بے غیرت اور خبیث جو قرار دیتا ہے اپنے اہل و عیال میں یعنی جورو بچوں وغیرہ گھر والوں میں ناپاکی کو یعنے اپنے گھر میں بری چال اور گناہ کے کام کا روادار ہوتا ہے اور اس سے شرم نہیں کرتا اور فاسق لوگوں کے گھر میں آنیکا روادار ہوتا ہے اور اپنے بال بچوں کو اجنبی مردوں کے سامنے ہونے اور اُس سے دو بدو بات کرنے سے منع نہیں کرتا اور مشکوٰۃ مصابیح میں باب الجماعۃ و فضلہا کی پہلی فصل میں روایت ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو آنکھ کہ بد نظر سے دیکھے یعنی مرد شہوت کے ساتھ بیگانی عورت کی طرف یا عورت بیگانے مرد کیطرف نگاہ کرے تو وہ آنکھ زنا کرنے والی ہے آنکھ کے زنا سے اور بیشک عورت جب خوشبو ملے پھر گذرے اس مجلس میں جہاں مرد لوگ ہیں اور چاہے کہ اپنی تئیں شہوت کی نظر سے ان لوگوں کو دکھلاوے تو وہ عورت ایسی ویسی ہے یعنی زانیہ ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے

اب جو عورت اور مرد مسلمان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان کامل رکھتے ہونگے وہ اس کام سے بہت ڈریں گے نہ عورت ایسا کام کرے گی اور نہ مرد اپنی عورت کیواسطے ایسے کام کا روادار ہو گا اب جو عورتیں اپنے میاں کے سامنے میلا کچیلا پہنے رہتی ہیں اور جب کسی کے گھر جاتی ہیں تب عطر پھلیل لگاتی ہیں اور اچھا کپڑا پہنتی ہیں وہ بہت بری ہیں اللہ تعالیٰ اس حرکت سے انکو توبہ کی توفیق دے اور مشکوٰۃ مصابیح میں کتاب النکاح کی تیسری فصل میں ابو امامہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حاصل نہ کیا مسلمان نے اللہ تعالیٰ سے تقوی کے بعد کوئی ایسی چیز کہ اس کے واسطے بہتر ہو جو عورت نیک ہو اور خوب صورت ہے ایسی عورت کہ اگر حکم کرے وہ مرد اس عورت کو کسی کام کا تو فرمانبرداری کرے وہ عورت اس مرد کی اور اگر نگاہ کرے مرد اُس عورت کی طرف تو خوش کر دے اس کو اور اگر قسم کھاوے وہ مرد اس عورت پر کہ میری عورت واللہ فلاں کام کرے گی تو اس کی قسم کو سچی کر دے اور اس کام کو کرے اور اگر غائب ہو

وہ مرد اس عورت سے تو خیر خواہی کرے اپنے مرد کی اپنے نفس میں یعنی اپنے تن بدن میں کر نگاہ رکھے اور بچا دے اپنے بدن کو بُرے کام سے اور فسق سے اور خیر خواہی کرے مرد کے مال میں تا کہ اس میں خیانت نکرے اور اس کے مال و متاع کو ضائع نکرے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے انتہی۔

جب اس حدیث پر۔۔۔ زوج و زوجہ دونوں عمل کرینگے یعنی مرد ایسی عورت کو تلاش کر کے نکاح کرے گا یا نکاح کے بعد یہ حدیث سنا کے اپنی زوجہ سے اس حدیث پر عمل کراوے گا اور زوجہ بھی ایسی بن جاویگی جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہے تو سارا فساد آپ سے آپ مٹ جاوے گا اور باقی اس پردہ کے باب کے مضمون کی تصریح جاننے رسالہ تزکیۃ النسوان[1] میں دیکھو! اب ان سب حدیثوں میں جو برائی کہ مرد سے تعلق رکھتی ہے اس سے مرد پرہیز کرے اور جو برائی کہ عورت سے علاقہ رکھتی ہے اس سے عورت کمال پرہیز کرے اور ان سب باتوں کو کھیل تماشہ ٹھہرا کے اپنے پیغمبر سے نہ چھوٹیں۔

نواں فائدہ اس بات کے بیان میں

کہ آدمی کی خلقت اور طبیعت اس طرح پر ہے کہ کفر سے زیادہ زنا سے نفرت کرتے ہیں مسلمان ہوں یا کافر اب دل لگا کے سنو کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سارے بُرے کام کو منع کر کے اُمت کو برے کام سے باز رکھا ہے مگر زنا کے سد باب کے واسطے جو بہت دور اندیشی اور موشگافی کیا ہے تو اس کا یہ سبب ہے کہ لوگ کفر سے زیادہ زنا سے نفرت کرتے ہیں جیسا کہ نزہۃ المجالس کے باب حفظ الامانۃ و ترک الخیانۃ میں نوح اور لوط علیہما السلام کی عورتوں کی برائی کے بیان میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ بات کیونکر درست ہوگی کہ نبی کی عورت کافرہ اور زانیہ نہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے کفار کی طرف بھیجا تا کہ ان کو دعوت اسلام کی کریں یعنی انکو دین اسلام کیطرف بلاویں اور انکو اپنی طرف مائل کریں تو ضرور ہوا کہ ان کے ساتھ کوئی شخص نہ رہے جس سے ان کفار کو نفرت آوے اور ساری نفرت دلانے والی چیزوں سے بڑھ کے زنا ہے بخلاف کفر کے کیونکہ کفر سے کافروں کو عار نہیں ہوتا انتہی

اب آگے جو بات لکھتے ہیں سو عورتوں کے واسطے خاص اس پر عورتیں عمل کریں اور انکی

[1] اس رسالہ میں خاص پردہ کا بیان ہے،، ابوالبشر

خلاف کرنے سے بہت ڈریں اور خلیفہ لوگ ان سب مضمون کو عورتوں کو خوب سمجھادیں۔

دسواں فائدہ ان باتوں کے بیان میں

جو عورتوں کے واسطے خاص ہے وہ یہ ہے کہ عورت اپنے مرد کی امانت کو نگاہ رکھے یعنی پرائے مرد سے کسی طرح کا لگاؤ نہ رکھے اگر کسی طرح کا لگاؤ رکھے گی تو امانت میں خیانت کرنے والی ہوگی اور بڑے عذاب میں گرفتار ہوگی اور مرد کی امانت میں خیانت کرنے سے جب بڑا پہاڑ ہل جاتا ہے تو عورت کا کیا حال ہوگا نزہۃ المجالس کے باب حفظ الامانۃ وترک الخیانۃ میں لکھا

حکایت روایت ہے امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما سے اس جناب نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا اور اس کی جورو خوب صورت تھی پھر اس کو ایک جوان نے دیکھا تب وہ عورت اس جوان پر عاشق ہوگئی اور اپنے دروازہ کھولنے کی ایک کنجی بنا کے اس جوان کو دیا اور وہ جوان جب چاہتا تھا تب اس عورت کے پاس آتا تھا ایک دن اس کے زوج نے کہا کہ بیشک ہم نے تیرا حال برا پایا سو تجھ کو ہمارے سامنے اس بات کی قسم کھانا ضرور ہوگا کہ تو خیانت نہیں کرتی ہے تب اس عورت نے کہا اچھا پھر جب اس کا شوہر باہر گیا اس کے پاس سے اور جوان آیا تب اس نے اس بات کی خبر دیا جوان کو تب جوان نے کہا کہ اب بچنے کی کون سی راہ ہے تب عورت نے کہا تو سکاری کا یعنی کرایہ والوں کا لباس پہن لے اور ایک گدہا لے اور شہر کے دروازے پر کھڑا ہو رہ اس نے ایسا ہی کیا پھر جب اس کا شوہر آیا اور عورت کو بلایا کہ اس کو قسم کھلاوے اس پہاڑ پر جو بنی اسرائیل کے نزدیک معظم تھا لوگ اس کے پاس جاکے قسم کھاتے تب وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ نکلی اور جب سکاری کو دیکھا تب کہا کہ مجھ کو اس کے ساتھ سوار ہونا ضرور ہے تب انکے شوہر نے انکو سوار کرایا پھر تینوں پہاڑ پر چڑھے تب عورت نے اپنی تئیں گدھے سے گرادیا اور اس کا بدن کسی قدر کھل گیا تب عورت نے کہا واللہ مجھ کو اس مرد کے سوا کسی نے نہ دیکھا تب ان تینوں کے نیچے سے وہ پہاڑ بڑے زور سے کانپا سو یہی ہے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔ اور نہ تھا مکر انکا کہ ٹل جاویں اس سے پہاڑ تفسیر جلالین میں اس کے یہ معنی لکھا ہے کہ کفار کا مکر اعتبار کے قابل نہیں اور کسی کا ضرر نہ کرے گا مگر انھیں کے جان کا اس مقام میں مصنف نے اس آیت کو اسواسطے لکھا کہ کفار کا مکر ایسا نہ تھا کہ اس سے پہاڑ ہل جاوے مگر ان کفار ضعیف سے ایسا ہی ہے فتح الرحمٰن میں اور اس عورت کا مکر ایسا تھا۔

کہ پہاڑ ہل گیا اور آیت کریمہ سے یہ سمجھا گیا کہ مکر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس سے پہاڑ ہل جاتا ہے چنانچہ اس عورت کے مکر سے ایسا ہوا باقی اس آیت کا بیان تفسیر بغوی میں دیکھو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آگے کے کفار نے ایسا مکر کیا تھا کہ اس سے پہاڑ ہل گیا تھا جیسا کہ نمرود نے اور تیرے زمانے کے کفار تو ویسے بھی نہیں ہیں فرض کیا کہ اگر ویسے بھی ہوتے تب بھی تیرا دین مٹنے والا نہیں اور روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو عورت خیانت کرے اپنے زوج کی تو اس ساری امت کے عذاب کا آدھا اس اکیلی عورت پر ہوگا انتہی۔

اور اسی کتاب میں فصل فی المعراج میں لکھا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ روتے تھے تب میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں نے معراج کی رات کو دیکھا میری امت کی عورتیں سخت عذاب میں ہیں اور دیکھا میں نے ایک عورت کو کہ لٹکائی ہے اپنے دونوں دودھ سے اور اس کے حلق میں قطران ڈالا جاتا ہے اور وہ وہی عورت ہے کہ دودھ پلاتی تھی لوگوں کے لڑکوں کو بغیر خوشی اپنے شوہر کے اور دیکھا میں نے ایک عورت کو کہ لٹکائی ہے اپنے دودھ سے اور اس کے نیچے آگ بالی جاتی ہے وہ اپنے جسم کا گوشت کھاتی ہے اور وہ وہی عورت ہے کہ سنگار کرتی تھی اپنے شوہر کے سوا دوسرے مرد کے واسطے۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب مر گیا عورت نے اپنے شوہر کے سوا دوسرے مرد کے دکھانے کو کالا کرے گا اللہ اس کے منہ کو اور کس جاوے گی اس کی قبر ایک گڑھا آگ کے گڑہوں میں سے۔ انتہی۔

تیسرا وعظ

منافق لوگ جو ہدایت کے بند کرنے کے واسطے واعظ لوگوں پر طعن کرتے ہیں اور مسلمان لوگ جو واعظوں کی خرچ برداری کرتے ہیں اس خرچ کے بند کرنے کے واسطے جو لوگوں کو شبہہ دلاتے ہیں سو ان سب شبہوں کے رد کرنے اور واعظوں کو خرچ دینے اور لینے کے درست ہونے کی دلیلوں کے بیان میں ایسے مضامین بیان میں جس کے سننے کے مسلمان لوگ اپنے دین کی قدر کریں اور دین کی حفاظت کرنیوالے عالموں کی مدد کریں اور منافقوں کو دین کا دشمن اور ان کی بات کو واہی اور جھوٹ سمجھیں اور انکے وسواس لانے سے جو فساد برپا ہوا ہے سو مٹ جاوے اور اس وعظ میں چار فائدے ہیں۔

پہلا فائدہ منافقوں کے شبہہ اور وسواس دلانے کے مختصر رد میں اور اس بیان میں کہ انکے شبہہ اور وسواس دلانے سے ان کا نفاق ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بنگالے کے بعضے دیار میں منافق لوگ کہتے ہیں کہ مولوی لوگ زکوٰۃ دینے کا مسئلہ اپنے لینے کے واسطے بیان کرتے ہیں سو اس وسواس کے رد کرنے کی حاجت نہیں قرآن مجید میں بہت مقام میں فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۔ اور حدیث کی کتابوں میں مثل مشکوٰۃ مصابیح وغیرہ کے کتاب الزکوٰۃ میں زکوٰۃ دینے کی تاکید اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے واسطے جو وعید یعنی عذاب کا وعدہ بیان کیا سو کفایت ہے اور تمام دنیا کے مسلمان جانتے ہیں کہ کلمہ نماز زکوٰۃ روزہ حج یہ پانچوں اسلام کی بنا یعنی نیوں ہیں اور اس مضمون کے یاد رکھنے کے واسطے بزرگوں نے کنز دحج کا لفظ مقرر کیا ہے سو زکوٰۃ کا حکم مشرکوں اور منافقوں کو بھاری معلوم ہوتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پچیسویں سیپارہ سورہ شوریٰ میں کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ بھاری پڑتا ہے مشرکوں پر جس طرف تو ان کو بلاتا ہے یعنی توحید اور دین اسلام اور اس کے سارے احکام کی طرف ہو تو بلاتا ہے سو مشرکوں کو بھاری معلوم ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ ایسی بات کہنے والا مشرک اور مسلمانی کا دعویٰ رکھ کے جو ایسی بات کہتا ہو اس کی زبان پر تصدیق ہے دل میں تصدیق نہیں تو ایسا شخص منافق ہے اور بعضے مقام کے منافق لوگ کہتے ہیں کہ لوگ جو ملک ملک پھر کے وعظ و نصیحت کرتے ہیں سو روپیہ کمانے کے واسطے تو اس وسواس کا رد تیسرے فائدہ میں جہل کی برائی کے بیان میں معلوم ہوگا اور چوتھے فائدہ میں بھی اس وسواس کا رد ہوگا اور اس وسواس دلانے کا سبب یہ ہے کہ ان منافقوں پر چونکہ دین کے احکام کا سننا بھاری معلوم ہوتا ہے اور عالموں کے بیان . . . . . سے لوگ منافقوں کو پہچان جاتے ہیں اور منافق لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے ڈھول باجا ناچ تماشا جاری کرنے نہیں پاتے تب چاہتے ہیں کہ ایسی ایسی واہی باتیں کر کے جاہلوں کو گمراہ کریں اور واعظ لوگوں کو دھمکا دیں تاکہ واعظ لوگ شرما کے اور بدنامی کے خوف سے ملک ملک پھر کے وعظ کہنا موقوف کریں سو اس وسواس سے عالم لوگ ملک ملک پھر کے وعظ کرنا کبھی موقوف نہ کریں گے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے بموجب ملک ملک پھر کے وہ لوگ وعظ و نصیحت کرتے ہیں اور وعظ و نصیحت کرنا مرشدی کے رتبہ کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ۔ مگر اس وسواس سے بھی مسلمانوں کو فائدہ ہوا کہ دین کے دشمنوں کو پہچان گئے اب اگر ایسے وسواس دلانے والے سے کوئی مرید ہوگا تو اس کی بیعت سے

توبہ کرے گا کیونکہ ایسی بات کہنے والا مرشد نہیں ہے بلکہ مرشدی کے رتبہ کی شرط کا مٹانیوالا ہے اور علاوہ اس کے عالم لوگ مسئلہ جانتے ہیں اگر لوگ ان کی خرچ برداری خود کریں گے تو بہتر اور نہیں تو جس کو اللہ تعالیٰ نے خادمی کی خدمت سپرد کیا ہے وہ لوگوں سے روپیہ لیکے عالم کو دیدے گا اور جس ملک میں خادم نہ ہوگا تو شریعت کی اجازت بموجب وہ عالم وہاں کے مسلمانوں سے خود بقدر اپنے خرچ کے لے لیگا اور خوب وعظ کہتا پھرے گا خادمی کی خدمت کا بیان اور عالم کو اپنا خرچ لے لینے کے درست ہونے کا بیان چوتھے فائدہ میں لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ۔

دوسرا فائدہ منافقوں کے وسواس دلانے سے جو فساد برپا ہوا ہے اس وسواس سے خبردار کرنے کے بیان میں وہ یہ ہے کہ اس خاکسار نے سابق میں بنگالے کے خارجیوں کا جو دو والے گروہ والے ہیں ایسا ایسا وسواس دلاتا سنا تھا سو اس کا رد ہم نے اپنے رسالہ حجت قاطعہ میں لکھا اور ان خارجیوں کا یہ حال ہے کہ یہ وعظ و نصیحت کچھ نہیں کرتے صرف جمعہ اور عیدین کی نماز کو ۔ اور بے نمازی کے جنازہ کی نماز کو اور مرید ہونے کو منع کرتے ہیں اور اپنے گروہ کا مقدسر اپنی عقل سے خلاف کتاب کے فیصلہ کرتے ہیں اور لوگوں کو جوتا مارتے ہیں اگر مقتدب ہو تو انھیں کو جوتا مارے اور لوگوں سے جرمانہ لیکے آپ کھاتے ہیں اور جرمانہ کر کے تعزیر کرنا اول تو کسی امام کے نزدیک درست نہیں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے جو جرمانہ کر کے تعزیر کرنا درست کہا تو اس شرط پر کہ وہ مال نہ آپ کھاوے نہ بیت المال میں جمع کرے بلکہ اس مال کو اس شخص کے درست ہونے کے بعد پھیر دے فتاویٰ عالمگیری میں کتاب الحدود کی چھٹیں فصل میں دونوں بات کا منع دیکھو ۔ اور بعضے مرشد ہمارے گروہ کے جو بے نمازی کو کسی مقام میں باندھتے مارتے ہیں تو یہ بے علمی کا سبب ہے کہ وہابیوں اور خارجیوں کی چال کو ان کے نفس نے پسند کر لیا اور انھی بے علموں نے اس میں دین کی شوکت سمجھا اور حقیقت میں جو بات شریعت میں منع ہے اس کے جاری کرنے میں دین کی ہتک کرنا اور دین کا مٹانا ہے

خارجی لوگوں کا باقی حال حجت قاطعہ میں دیکھو اور ایک بار ضلع پورنیہ کے سفر میں ..

سنہ ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکیاسی ہجری میں اپنے معتبر خلیفہ شاہ خلیل اللہ صاحب ساکن بارہ گہریا ضلع مالدہ ابن شاہ عبد العلام عرف خلیفہ امام بخش سے ہم نے سنا اور خود بھی دیکھا کہ اس تیسرے وعظ کے پہلے فائدہ میں جو منافقوں کے وسواس دلانے کا ذکر ہوا ہے سو بعضے مقام میں بعضے ہدایت کرنے والے اسی وسواس کی تہمت کی ڈر سے زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینے کا مسئلہ بیان کرنے سے شرماتے ہیں

اور ان کو اپنے خرچ لینے کی طاقت کہاں یہاں تک نوبت پہونچی کہ بعضے وعظ کہنے والے جو بعضے مقام میں گئے تو وہاں کے لوگوں نے منافقوں کے وسواس مذکور کے سبب سے انکو حقیر جانا اور وعظ بھی بیدلی سے سُنا اور بطور خیرات کے اگر کسی نے ان کو کچھ دیا تو لے لیا اور نہ دیا تو چپ رہے اور کشتی کے کرایہ وغیرہ کے قرضدار ہوکے اپنے گھر چلے آئے آخر کو اس کا انجام یہ ہوا کہ وعظ کہنے والے لوگ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور وعظ کہنا موقوف ہوگیا اور جو لوگ ہدایت پائے تھے پھر گمراہ ہوگئے اور آگے جو لوگ عالموں کا نام سُن کے دور دور سے ان کی ملاقات کو آتے تھے سو اب ان کے گاؤں میں اگر عالم آتا ہے تو اس کی ملاقات کو نہیں آتے اور عورتوں نے جو پردہ کرنا اور لمبی آستین کا کرتا پہننا اختیار کیا تھا سو پھر بے پردہ ہوگئیں یہاں تک کہ مسلمانوں کی عورتیں دریا میں آگے غسل کرتی ہیں اور ان کا دودھ اور پیٹ سارا خلقت دیکھتی ہے اور مسلمان کی عورتیں ہندو عورتوں کی طرح سیندور لگانے لگیں اور تعزیہ داری جو لوگوں نے چھوڑ دیا تھا وہ سب پھر تعزیہ داری آگے سے زیادہ کرنے لگے اور ان کی عورتوں نے تعزیہ کے پاس آکے ماتم کرنا اور زاری کرنا آگے سے زیادہ شروع کیا اور مسجدیں جو آباد تھیں وہ اُجاڑ ہوگئیں اس میں گائے بیل کا گوبر پڑا ہوا اور مسافروں کا چولھا بنا ہوا اپنی آنکھ سے دیکھا اور ڈھول باجا جو لوگ چھوڑ دیئے تھے سو پھر اس میں گرفتار ہوگئے پھر لامذہبوں نے خالی میدان پاکے زور کیا اور جو کچھ نمازی اور دیندار باقی رہ گئے تھے اُن کو طرح طرح کے وسواس ڈالکے اُن کے دین اور مذہب کو برباد کیا یہاں تک کہ ان میں کے بعضے آدمی سے ہم نے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے تب اُس نے کہا کہ ہم جاہل ہیں ہم مذہب کیا جانیں ہمارا مذہب محمدی ہے اور اس ملک کے لوگوں کی ایسی گندی استعداد ہے کہ گندی بات پر جو کھلا کھلی دین کے خلاف ہے بغیر تحقیق اور بہت تقریر کے جلدی سے عمل کر لیتے ہیں اور اپنے قدیم عمل اور مذہب کو چھوڑ دیتے ہیں اور لامذہبی میں پکے ہوتے ہیں تب رغبی کے گندے بیضہ کی طرح سے ہوجاتے ہیں اب ایک:-

عجیب حال سنو! کہ ایک شخص الٰہ آباد کے متعلق موضع قاضی طیکے سنو کا رہنے والا چھاؤ نام لامذہب مرشد آباد اور مالدہ کے درمیان درمیان کے دیہات میں آیا اور لوگوں کو جاہل پاکے خوب گمراہ کیا یہاں تک لامذہبی کی باتیں لوگوں کو سکھایا کہ جمعہ کے روز کی پہلی اذان کو اور نماز کے بعد دعا مانگنے کو منع کر دیا بس ان کم بختوں نے اس کی بات کو

مان لیا باوجودیکہ اس کی یہ دونوں بات سارے جہان کے مسلمانوں کے اور دین کے سارے کتابوں کے سراسر خلاف ہے بلکہ مذہبوں کے بھی خلاف ہے بارے الحمدللہ کہ جب یہ خاکسار ایسے مقاموں میں پہنچا اور وعظ سنایا تو بھر ہزاروں آدمی مرید ہوگئے اور چھ مہینے کے دورے اور سیر میں ہم نے ایک لامذہب اور گمراہ کرنے والے بدعتی کو نہ دیکھا سب بھاگ گئے تو اب مسلمانوں کو لازم ہے بلکہ ان پر واجب ہے کہ دین کے علم کی طلب کریں یعنی جو عالم لوگ وارث نبی کے ہیں اُن کا وعظ سنیں اور یہی دینی علم کی طلب ہے کچھ صرف نحو وغیرہ علوم آلیہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے جب وعظ سننے سے دینی علم حاصل ہوگا تب اپنے دین اور مذہب کو آپ بچالیگا۔

فائدہ عقل اور علم کی بزرگی اور علم کے سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب اور عالموں کی وعظ سننے کی خوبی کہ اس کے سبب سے آدمی ہلاک ہونے یعنی جہنمی ہونے سے بچتا ہے اور عالموں سے محبت رکھنے کی ترغیب اور عالموں کی فضیلت اور جہل کی بُرائی کے اور اپنے علم کے موافق عمل نہ کرنے کی بُرائی کے بیان میں یہ سب مضمون حدیث کی کتابوں میں بھرا ہے مگر اس مقام میں یہ سب بیان ہم نزہۃ المجالس کے باب فضل العقل سے اور باب فضل العلم والعلماء سے چنکے مختصر کر کے لکھتے ہیں باقی دوسری کتابوں میں دیکھو اور اگر دوسری کتاب کا مضمون لکھینگے تو اس کا نام لکھیں گے اور اس فائدہ میں پانچ تنبیہ ہے

پہلی تنبیہ نزہۃ المجالس کے باب فضل العقل میں لکھا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ قاف میں اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ یعنی بیشک بیچ اس کے جو مذکور ہوا نصیحت ہے اس شخص کے ۔۔۔ واسطے کہ اس کے دل ہے یعنی عقل ہے یہ ابن عباس نے کہا اور روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بیشک جو شخص نمازی اور روزہ دار اور حاجی اور مجاہد ہوتا ہے سو وہ مزدوری نہیں دیا جاتا ہے مگر بقدر اپنی عقل کے اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُس نے روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ ہر چیز کے واسطے آلہ اور ہتھیار ہوتا ہے اور مومن کا آلہ عقل ہے اور ہر چیز کے واسطے سواری ہے اور مومن کی سواری عقل ہے اور ہر چیز کے واسطے ستون ہے اور مومن کا ستون عقل ہے اور ہر چیز کے واسطے ایک غایت ہے اور مومن کی غایت عقل ہے اور ہر قوم کے واسطے ایک چرواہا اور نگہبان ہے اور عابدوں کا نگہبان عقل ہے اور ہر تاجر کے واسطے ایک بضاعت اور پونجی ہے اور مجتہدوں کی

کی پونجی عقل ہے اور ہر اہل بیت یعنی گھر والوں کے واسطے ایک قیم یعنی گھر کا انتظام کرنیوالا ہے اور صدیقوں کا گھر کا قیم عقل ہے اور ہر خراب اور اجاڑ کیواسطے عمارۃ اور آبادی ہے اور آخرت کی عمارت عقل ہے ۔

لطیفہ قتادہ رضؓ نے کہا کہ مرد تین ہیں پورا مرد وہ ہے جو عقلمند ہے اور آدھا مرد وہ ہے جس کو عقل تو نہیں ہے لیکن عقلمندوں سے مشورہ کر لیتا ہے اور ایک مرد کچھ چیز نہیں ہے اور وہ وہی شخص ہے کہ اس کی عقل بھی نہیں ہے اور وہ عقلمندوں سے مشورہ بھی نہیں کرلیتا ہے اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تب اس کو کہا کہ پیٹھ پھیر تب اوس ... نے پیٹھ پھیر پھر اوسکو کہا کہ منہ سامنے کر تب اوس نے منہ سامنے کیا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں نے پیدا نہیں کیا کسی مخلوق کو کہ احسن یعنی نیک اور بہتر زیادہ ہے تجھ سے اور بیشک میں تجھ کو ملاؤں گا اس مخلوق میں جو مجھ کو بہت پیارا ہے تیرے معاملہ میں ہیں پکڑوں گا یعنی جس کو عقل ہے اسی سے مواخذہ کروں گا ۔ دیوانہ سے مواخذہ نکروں گا اور تیرے سبب سے میں بخشش کروں گا اور تیرے سبب سے میں عذاب کروں گا سو تو دیکھے گی عقلمند کو سارے لوگوں کا محبوب اور پیارا اگرچہ وہ لوگوں کے ساتھ خیر اور بھلائی نکرے گا اور جب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جہل کو یعنی نادانی اور بے علمی کو تب اس کو کہا کہ منہ سامنے کر تب اوس نے پیٹھ پھیر دیا پھر اس کو کہا کہ پیٹھ پھیر تب اوس نے منہ سامنے کر دیا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں نے پیدا نہیں کیا کسی مخلوق کو کہ میرے نزدیک دشمن زیادہ ہے تجھ سے اور بیشک تجھ کو میں نہ ملاؤں گا مگر اس مخلوق میں جو میرے نزدیک دشمن زیادہ ہے تجھ سے سو تو دیکھے گی جاہل کو سارے لوگوں کے نزدیک دشمن رکھا گیا اگرچہ وہ لوگوں کے ساتھ برائی نکرے گا ۔ اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یا نبی اللہ کس چیز کے سبب سے آپس میں لوگ دنیا میں فضیلت رکھیں گے فرمایا عقل کے سبب سے میں نے کہا اور آخرت میں فرمایا عقل کے سبب سے

کہا ذہبی نے طب نبوی میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختیار کرو تم لوگ قرع یعنی کدو کو اس واسطے کہ وہ عقل کو زیادہ کرتا ہے اور وہ تپ والوں کیواسطے بہت اچھا ہے اور کھانسی کے واسطے مفید ہے ۔

حکایت عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا یعنی کسی نے پوچھا کہ جو کچھ دیا گیا ہے ان میں سے کون چیز

بہتر ہے کہا عقل کہا گیا پھر اگر نہو عقل کہا اچھا ادب کہا گیا پھر اگر نہو اچھا ادب کہا پھر دیر تک چپ رہنا کہا گیا پھر اگر نہو دیر تک چپ رہنا کہا پھر نیک بھائی کہ اس سے مشورہ لے کہا گیا پھر اگر نہو نیک بھائی کہا پھر جلدی مرنا اس کا بہتر ہے اور اسی باب کے دوسرے فائدہ میں کہا کہ عقل مشتق ہے عقال ناقہ سے عقال کہتے ہیں اس رسی کو جس سے اونٹ کا پاؤں باندھ دیتے ہیں سو اسی عقال کے لفظ سے عقل کا لفظ نکلا ہے سو جیسا کہ اونٹ کو کہیں جانے سے عقال روکتا ہے ویسا ہی ہلاکت کے مقام میں جانے سے عقل والے کو عقل روکتی ہے اور تیسرے فائدہ میں کہا کہ بعضے علماء نے کہا کہ جب آدمؑ زمین پر اوترے تب جبرئیلؑ دین اور مروت اور عقل کو لائے اور آدمؑ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ان میں سے ایک کو پسند کرکے لینے کا اختیار دیا ہے تب آدمؑ نے عقل کو پسند کرکے لیا تب جبرئیل نے دین اور مروت سے کہا کہ اب تم دونوں اوپر چڑھ جاؤ تب دونوں نے کہا کہ بیشک اللہ نے ہم دونوں کو حکم دیا کہ ہم دونوں عقل کے ساتھ رہیں وہ جہاں رہے انتہیٰ ۔

مروت کے معنے مردمی کرنا یعنی آدمی کا کام ہے سخاوت اور ہر ایک کے حق اور مرتبہ اور قدر اور عزت اور دوستی اور احسان وغیرہ کا نگاہ رکھنا اور ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنا تو مروت والا بلا شبہ عقلمند ہے اور بے مروت بلا شبہ بے عقل ہے تو جو شخص اپنے باپ ماں اور عالم اور مرشد اور مسافروں اور حاجتمندوں اور محتاجوں وغیرہ شخصوں کے ساتھ مروت نہیں کرتا وہ بے عقل ہے اور ان شخصوں مذکوروں پر جو طعن کرتا ہے سو بڑا بیعقل ہے اس مضمون سے بھی منافق مذکور کی بات رد ہو گئی اور صاف معلوم ہوا کہ اس بے عقل میں جہل اور نادانی بھری ہے سو یہ جاہل جو جہل کے سبب سے عالموں سے مروت کرنے کے بجائے اُلٹے بے مروتی کی بات کہتا ہے اور طعن مارتا ہے تو کچھ تعجب نہیں الٹی سمجھ اور الٹا کام کرنا تو جہل کی جبلت ازلی ہے دیکھو! جاہل لوگ مرشدی کے مرتبہ والے مرشد سے اعتقاد نہیں رکھتے اور جس کو مرشدی کا رتبہ حاصل نہیں ہے اس سے مرید ہو جاتے ہیں اور جو شخص نماز کی خوب محافظت کرتا ہے اور شریعت محمدی پر مضبوط ہے مگر جاہلوں کے نفس کے خلاف اس کا عمل ہے مثلاً بے نمازی کو کافر نہیں کہتا اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھتا ہے اور لوگوں کو موعظہ حسنہ کیلئے دین پر چلاتا ہے نہ کسی کو سخت بات کہتا ہے اور نہ کسی کو مارتا ہے اور نہ کسی کا مال بغیر کسی وجہ شرعی کے لیتا ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ یہ دین میں ڈھیلے ہیں

یا اس کے دو تین چار زوجہ ہیں تو اس کو درویش اور مرشد نہیں جانتے اور جو نماز نہیں پڑھتا اور اسکا عمل خلاف شرع ہوتا ہے اور وہ نکاح نہیں کرتا ہے تو اس کو درویش جانتے ہیں یا جو کوئی شریعت پر خوب مضبوط ہے اور اپنے عیال کے نفقہ کے واسطے کچھ تجارت اور دکان کرتا ہے تو اس کو درویش نہیں جانتے الغرض جاہلوں کی سمجھ اور چال الٹی ہے کہا تک بیان کریں جہل نے تو اپنے خالق کے سامنے خالق کے حکم کے الٹے کیا منہ سامنے کرنے کہا تب اس نے پیٹھ پھیر دیا پیٹھ پھیرنے کہا تب اس نے منہ سامنے کر دیا۔

دوسری تنبیہ اب علم کا بیان سنو پہلے علم کی فضیلت اور اپنے علم کے موافق عمل نکر نیکی برائی اور علم کے سیکھنے سکھانے کی تاکید بیان کر کے تب ہم علم کی تعریف لکھیں گے کہ علم کس کو کہتے ہیں اور اب علم کا بیان سنو نزہۃ المجالس میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیئیسویں سیپارہ سورہ زمر میں۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ؕ تو کہہ کیا برابر ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بائیسویں سیپارہ سورہ فاطر میں اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ سوائے اس کے نہیں کہ ڈرتے ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم لوگ اور فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اس کو دین کا علم دیتا ہے اور فقہ جاننے والا کرتا ہے اور روایت ہے اس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے ایک شہر ہے عرش کے نیچے مشک خالص سے اس کے دروازے پر ایک فرشتہ ہے وہ ہر روز پکارتا ہے سن رکھو جس شخص نے ملاقات کیا علماء کی اس نے ملاقات کیا انبیاء کی اور جس نے ملاقات کیا انبیاء کی بیشک اس نے ملاقات کیا رب کی اور جس نے ملاقات کیا رب کی پھر اس کے واسطے جنت ہے ذکر کیا اس حدیث کو فردوس میں اور اس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا تھوڑا سا علم بہتر ہے بہت سی عبادت سے اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکھو تم علم کو اس واسطے کہ علم کا سیکھنا اللہ کیواسطے حسنہ اور نیکی ہے اور اس کا طلب کرنا عبادت ہے اور اس کا مذاکرہ یعنی آپس میں اس کا ذکر کرنا اور یاد دلانا تسبیح ہے اور اس میں بحث اور کرید کرنا اور اس کی تحقیق کرنا جہاد ہے اور جو علم نہیں جانتا ہے اس کو علم سکھانا صدقہ ہے اور خرچ کرنا یعنی دینا علم کا اس شخص کو جو علم دینے کے قابل ہے

قریب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نزدیکی طلب کرتا ہے اس واسطے کہ علم نشان اور مقام ہے حلال اور حرام دریافت کرنے کا اور بہشتی لوگوں کی راہ کا منارہ ہے اور وہی علم جو ہے سو انیس ہے وحشت میں یعنی جی گھبرانے کے وقت علم سے دل بہلتا ہے اور ساتھی ہے غریبی اور مسافری میں اور بات کرنیوالا ہے خلوت اور اکیلے مکان میں اور راہ دکھانے والا ہے خوشی اور نفع کی طرف اور مددگار ہے سختی اور تنگدستی اور خشکی کے وقت اور ہتھیار ہے دشمنوں کے زیر کرنے کا اور زینت ہے دوستوں کے نزدیک علم کے سبب سے عزت اور حرمت کے ساتھ ایک قوم اور گروہ کو اللہ تعالیٰ اونچا کرتا ہے اور ان کو نیکی کیطرف کھینچنے والا اور پیشوا مقرر کرتا ہے تاکہ ان کے قدم کے نشان پر لوگ چلیں اور ان کے افعال کی لوگ پیروی کریں اور سارے کام اور معاملے اور مسائل کی انتہا ان کی رائے پر ہوتی ہے فرشتے لوگ انکی دوستی کی خواہش کرتے ہیں اور ان کو اپنے بازو سے مسح کرتے ہیں ان کے واسطے استغفار کرتے ہیں سارے تر اور خشک اور مچھلیاں دریا میں اور دریا کے ہوام اور خشکی کے درندے اور چار پائے اسواسطے کہ علم ان دلوں کو زندہ کرتا ہے جو جہل کے سبب سے مرے ہوتے ہیں اور تاریکیوں میں آنکھوں کا چراغ علم ہے علم کے سبب سے بندہ اختیار کے مقام میں پہنچ جاتا ہے اور دنیا آخرت میں بلند درجوں میں پہنچ جاتا ہے اور علم میں فکر اور غور کرنا روزہ کے برابر ہوتا ہے اور علم کا درس دینا قیام یعنی رات کی عبادت کے برابر ہوتا ہے علم کے سبب سے صلہ رحم ہوتا ہے اور علم سے حلال اور حرام پہچانا جاتا ہے اور علم عمل کا امام اور عمل کا تابع ہے یعنی علم کے سبب سے نیک عمل ہوتا ہے اور نیک عمل کے سبب سے علم حاصل ہوتا ہے نیک بخت لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ علم ڈالدیتا ہے اور بدبختوں کو علم سے محروم رکھتا ہے اور مصنف کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے تفسیر رازی میں اور ابن ملقن کے حدائق کے بعضے نسخوں میں بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُنْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ یعنی ہو تو عالم یا متعلم یعنی علم سیکھنے والا یا عالم کی باتوں کا یعنی وعظ کا سننے والا ہو یا عالم کا محب ہو اور پانچواں مت ہو کہ ہلاک ہو جائے یعنی جہنمی ہو جاوے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عالم اور متعلم ہلاک نہیں ہوتا اور اگر عالم اور متعلم نہیں ہے مگر عالم کا وعظ سنتا ہے وہ بھی ہلاک نہیں ہوتا اور اگر وعظ سننا میسر نہوا مگر عالم کی محبت رکھتا ہے تو وہ بھی ہلاک نہیں ہوتا مگر جو شخص۔۔

پانچواں ہے وہ ہلاک ہوتا ہے اور پانچواں وہی شخص ہے کہ جس کو وعظ سننے کی قدرت ہے اور وعظ نہیں سنتا یا وعظ سنتا ہے مگر اس کو عالم کی محبت نہیں ہے یا وعظ بھی میسر نہیں ہے اور عالم کی محبت بھی نہیں ہے تو وہ شخص جہنمی ہے اور عالم کا محب ہونا نہ ہونا اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عالم سے اعتقاد رکھتا ہے اور اسکی ملاقات کا کمال شوق رکھتا ہے اور اسکو ہدیہ دیتا ہے کہ ہدیہ محبت کا باعث ہے اور اس کی مدح کیا کرتا ہے اور اسکے دشمن کو اپنا دشمن جانتا ہے اور اس پر جو کوئی اعتراض کرتا ہے اس کو دفع کرتا ہے تو وہ شخص محب ہے اور جو شخص اس کے خلاف ہے اور خود عالم پر طعن کرتا ہے اس کی غیبت کرتا ہے وہ محب نہیں ہے وہ پانچواں ہے اور عالم وہی شخص ہے جو وارث انبیاء کا ہے جیسا کہ قریب ہی معلوم ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کی مجلس میں حاضر ہونا افضل ہے ہزار رکعت سے اور ہزار مریض کی عیادت سے اور ہزار جنازہ پر حاضر ہونے سے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور افضل ہے قرآن پڑھنے سے فرمایا اور قرآن کا پڑھنا فائدہ نہیں دیتا ہے مگر علم کے سبب سے۔ اور عیون المجالس میں ہے کہ پوچھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ سے عالم کا حال کہا وہ چراغ ہے تیری امت کا دنیا اور آخرت میں خوشی اور ٹھنڈک اس شخص کیواسطے ہے جسنے عالموں کو پہچانا اور ان کو دوست رکھا اور جس نے عالموں کے پہچاننے سے انکار کیا اور ان کو دشمن رکھا انکے واسطے ویل ہے یعنی سختی اور عذاب اور ویل نام ہے ایک وادی کا دوزخ میں کہا ابن عباسؓ نے اختیار دے گئے سلیمان علیہ السلام علم اور مال اور ملک کے درمیان میں کہ تین میں سے ایک کو اختیار کرلیں تب اختیار کرلیا علم کو پھر دیا اللہ تعالیٰ نے مال اور ملک کو بھی اس کے ساتھ اور تھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پکڑتے تھے رکاب زید بن حارثہؓ کا اور کہتے تھے کہ ایسا ہی ہم حکم کئے گئے ہیں کہ اپنے علماء کے ساتھ ہم ایسا ہی کریں تب پکڑتے تھے زید ان کا ہاتھ اور چومتے تھے اس کو اور کہتے تھے کہ ہم بھی حکم کئے گئے ہیں کہ ایسا ہی کریں ہم اہل بیت کے ساتھ عبداللہ بن عباس اہل بیت سے تھے۔ کہا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے مثل اس شخص کی جو علم سیکھتا ہے اور اس کے موافق عمل نہیں کرتا مانند مثل ایک عورت کے ہے کہ اس نے چھپکے پوشیدہ زنا کیا اور حاملہ ہوگئی پھر اس کا حمل ظاہر ہوگیا تب فضیحت ہوئی سو اسی طرح سے جو شخص اپنے علم کے موافق عمل نہیں کرتا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فضیحت کرے گا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت کیا

کہ آپنے فرمایا اے اللہ بخش تو خلیفوں کو یعنی جو لوگ دین کا مسئلہ تعلیم کرتے ہیں وعظ کہتے ہیں اور برکت دے تو ان کے بدن میں اور ان کی عمر دراز کر۔

اور ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپنے فرمایا یا اللہ رحم کر تو میرے خلیفوں پر ہم لوگوں نے کہا اور آپ کے خلیفہ کون ہیں فرمایا وہ لوگ کہ میرے بعد آویں گے اور میری حدیثیں روایت کریں گے اور اس کو لوگوں کو سکھا دیں گے انتہی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ اس خاکسار کو اس کام کی توفیق اللہ تعالیٰ نے بخشا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر اپنے اوپر خوب پایا اور پانے کی امید ہے والسّلام۔

تیسری تنبیہ

مشکوٰۃ مصابیح میں کتاب العلم کی تیسری فصل میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سیکھو تم لوگ علم اور اس کو لوگوں کو سکھاؤ اور سیکھو تم لوگ احکام کے فرائض کو یا علم کے فرائض کو اور اس کو لوگوں کو سکھاؤ اور سیکھو تم لوگ قرآن کو اور اسکو لوگوں کو سکھاؤ اس واسطے کہ میں ایک مرد ہوں کہ میری وفات ہوگی اور علم قریب ہے کہ لے لیا جاوے گا اور ظاہر ہونگے فتنے اور اس زمانے میں یہاں تک کہ اختلاف کریں گے دو شخص ایک فرض کے حکم میں پھر سنت اور نفلوں کا تو کیا ذکر ہے سو وہ دونوں نہ پاویں گے کسی ایک شخص کو کہ فیصلہ کردے ان دو شخصوں کے درمیان میں۔ انتہی۔

سو مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے جو بطور معجزہ کے آنے والی بات کی خبر دیا سو سچی ہوئی اور طرح طرح کے فتنے ظاہر ہونے سو ان فتنوں کے دفع کرنے کا علاج ہے علم کا سیکھنا سکھانا اور وعظ کا سننا اور سنانا جس طرح سے ممکن ہو مگر یہ بات یاد رہے کہ کوئی علم نہ سیکھے اور وعظ نہ سنے مگر انہیں لوگوں سے جس کو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم کہا ہے اس کا بیان آگے ہے

چوتھی تنبیہ

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب دویست و شصت و ہشتم میں فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ عالم لوگ جو ہیں سو نبی لوگوں کے وارث ہیں سو جو علم کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے باقی رہا ہے دو قسم کا ہے ایک علم احکام کا اور دوسرا علم اسرار کا انتہی۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ علم احکام کا فقہ ہے کہ اعمال جوارح سے علاقہ رکھتا ہے اور علم اسرار کا

تصوف کے اور عقاید سے کہ یہ دونوں علم باطن سے علاقہ رکھتے ہیں اشعۃ اللمعات میں حدیث جبرائیل کی شرح میں ایسا ہی لکھا ہے پھر حضرت مجدد قدس سرہ آگے فرماتے ہیں اور وارث وہ شخص ہے کہ جس کو دونوں نوع کے علم سے سہم یعنے حصہ ملے اور وہ شخص وارث نہیں ہے جسکو ایک نوع سے حصہ ملے اور دوسرے نوع سے حصہ نہ ملے کیونکہ یہ بات وراثت کی شایانوالی ہے اسواسطے کہ وارث کو مورث کے ہر قسم کے ترکہ سے حصہ ملتا ہے ایسا نہیں ہے کہ بعضے قسم کا حصہ ملے اور بعضے قسم کا نہ ملے اور جس شخص کو کہ بعضی چیز میں سے حصہ ملتا ہے وہ شخص داخل غرما کے یعنی قرض پانے والوں کے ہے کہ اس کا حق باقی رہنے کے سبب سے مورث کے ترکہ میں اس کا بھی علاقہ لگ گیا ہے اور ایسا ہی فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میری اُمّت کے عالم لوگ بنی اسرائیل کے نبی لوگوں کے مانند ہیں یعنی جو علم ان کو تھا سو علم ان کو بھی ہے تو وہ انبیاء لوگ اور میری اُمّت کے علماء ایک جنس ٹھہرے اور ہر جنس کہ چیز آپس میں ایک کے مانند دوسری ہوتی ہے جیسا کہ گیہوں وغیرہ ایک کے مانند دوسرا ہوتا ہے پھر آگے فرماتے ہیں اور اس حدیث میں علماء سے وارث علماء مراد ہیں غرما نہیں مراد ہیں جنہوں نے بعضے ترکہ سے حصہ لیا ہے کیونکہ وارث کو قرب اور جنسیت یعنے ایک جنس ہونے کے سبب سے مورث کے مانند کہہ سکتے ہیں بخلاف غریم یعنی قرض پانیوالے کے کہ وہ اس قرب اور جنسیت کے علاقہ سے خالی ہے تو میں جو شخص کہ وارث نہ ہوگا وہ شخص عالم بھی نہ ہوگا مگر یہ ہو سکتا ہے کہ اسکے علم کو ایک قسم کے علم کے ساتھ مقید کریں اور کہیں مثلاً کہ یہ شخص عالم علم احکام کا ہے یا فلانے علم کا عالم ہے اور عالم مطلق وہ شخص ہے کہ دونوں قسم کے علم سے اس نے بہت سا حصہ پایا ہے انتہیٰ۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ حدیث کے مضمون سے واقف نہ ہونے کے سبب سے اس ملک میں بڑا فساد ہوا کہ اکثر لوگ دغابازوں کی پھندوں میں آگئے جو لوگ وارث انبیاء کے نہیں ہیں اُن کا وعظ سنا ان سبھوں نے غلط غلط باتیں اہل سنت وجماعت کے مذہب کے خلاف بیان کیا آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا کیونکہ جن لوگوں کو دونوں قسم کا علم حاصل نہیں وہ عالم نہیں اور جو عالم نہیں وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کے آپ بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسرے کو بھی گمراہ کرتا ہے اس مضمون کو مشکوٰۃ میں کتاب العلم کی پہلی فصل میں عبداللہ بن عمرو کی روایت والی حدیث میں دیکھو اس کے آخر میں ہے فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا اسی طرح سے جو شخص

وارث انبیاء کا بھی نہیں ہے اور اس کو رتبہ مشیخت کا بھی حاصل نہیں ہے اُس سے لوگ مرید ہو کے خراب ہوگئے اور طریقت کی نعمت سے محروم رہے اب مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے دل میں خوب غور کریں اور انصاف کرکے دونوں دغابازوں کی راہ سے توبہ کریں اب اس ملک میں جس قوم کے لوگ عالم نہیں ہیں اور اپنی تئیں عالم مشہور کرتے ہیں انکو پہچان رکھو۔ لامذہب لوگوں کے علم وارث انبیاء کے نہیں ہیں کیونکہ علم احکام کا جو فقہ ہے اس سے ان لوگوں کو انکار ہے اور کھلا کھلی لوگوں کو فقہ کے اوپر عمل کرنے اور فقہ کا علم پڑھنے سے منع کرتے ہیں اسی طرح سے بنگالے کے خارجی لوگ دودو اکے گروہ میں ہیں کوئی عالم وارث انبیاء کا نہیں ہے کیونکہ علم اسرار یعنی تصوف کے ان لوگوں کو انکار ہے اسی طرح سے جو لوگ اپنی تئیں صوفی کہتے ہیں اور علم اسرار سے مطلق واقف نہیں اور لوگوں کو مرید کرتے ہیں وہ لوگ بھی وارث انبیاء کے نہیں ہیں تو جتنے لوگ وارث انبیاء کے نہیں وہ سب جاہل ہیں اور جاہلوں سے کنارہ کرنا واجب ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ۔ اور کنارہ کر جاہلوں سے۔

چوتھا فائدہ واعظوں اور فقہ اور قرآن کے تعلیم کرنیوالوں اور امام اور مؤذنوں کو جب کوئی اپنی خوشی سے کچھ ہدیہ دے تب اُس کے قبول کرنے کی دلیل اور جب کہ لوگ اپنا خرچ استیجار کے ساتھ لیں تب بھی اس کے درست ہونے کی دلیل کے بیان میں اور اس فائدہ میں چار تنبیہ ہے۔

پہلی تنبیہ دوسرے وعظ کے دوسرے فائدہ میں معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ نے محنت اور ابتلا احکام شرعی اور عبادات میں مقرر رکھا ہے تو اپنے اوامر اور اپنے رسول علیہ السلام کی سنت کے ساتھ موافقت طلب کرنیکو تاکہ پہچان لے سچے کو جھوٹے سے اور مخلص کو غیر مخلص سے تو اگر واعظوں کو خرچ دینا اور لینا فقہ سے درست ہے تو مسلمانوں کو اس سے موافقت کرکے سچا اور مخلص بننا چاہیئے اس کی مخالفت کرنا جھوٹے اور غیر مخلص کا کام ہے اوامر اللہ تعالیٰ کے اوامر اور اسکے رسول کی سنت کا بیان فقہ کی کتاب میں ہے اور یہ ابتلا اور آزمائش جو ہم اُمّت لوگوں کیواسطے مقرر کیا ہے سو ان سب ابتلا اور آزمائش میں صحابہ لوگ بھی شریک ہیں اور ان سب آزمائش سے بڑھکے ایک آزمائش صحابہ کیواسطے تھی اور اس آزمائش میں لوگ سچے اور مخلص ٹھہرے اس آزمائش کا بیان یہ ہے۔ . . . .

مدارج النبوۃ کے پانچواں باب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے جو فضائل وکمالات خاص تھے ان کے بیان میں لکھا ہے کہ جس عورت کے شوہر نہ ہوتا اور اس سے نکاح کرنے کی وہ جناب خواہش کرتے تو اس عورت پر اس کا قبول کرنا واجب ہوجاتا تھا اور اگر شوہر والی عورت سے نکاح کرنے کی خواہش کرتے تو اس کے شوہر پر اس عورت کو طلاق دینا واجب ہوجاتا تھا اور اس مقام میں اس شخص کے ایمان کا امتحان تھا انتہی۔

تو صحابہ لوگ اتنے بڑے امتحان میں جب خالص اور سچے اُترے تب ہم لوگ احکام شرعی اور عبادات کے امتحان میں جو صحابہ کے امتحان سے بہت آسان ہے کسواسطے سچے نہ... اُتریں جب یہ مضمون خوب سمجھ میں آگیا تو واعظوں وغیرہ مذکور لوگوں کو اپنا خرچ مقرر کرکے لینے کے مسئلہ میں شک اور اعتراض کرنا اپنے دین کے اصول سے انکار کرنا اور کچا اور جھوٹا اور غیر مخلص یعنی ریاکار مسلمان بننا ہے نعوذ باللہ منہا۔

بس مذکور منافقوں کے طعن کرنے اور شبہہ ڈالنیکا رد اس قدر کفایت ہے لیکن ان مذکور لوگوں کو اپنا خرچ بغیر مقرر کئے ہوئے اور مقرر کرکے لینے کا درست ہونا فقہ سے ثابت ہوجاوے اب یہ مضمون جس قدر فقہ سے ثابت ہے اس کا بیان سنو!

دوسری تنبیہ جب واعظ کو اپنی خوشی سے کوئی ہدیہ دے تو اس کا لینا درست ہونے کی دلیل کے بیان میں وہ یہ ہے فتاوی **عالم گیری** کتاب آداب القاضی کے دسویں باب میں لکھا ہے اور اگر کوئی شخص واعظ کو کچھ ھدیہ دے تو واعظ کو درست ہے کہ اس کو قبول کرے اور اپنے واسطے خاص کرے یعنی سب آپ ہی لیلے اس مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام میں قدیم سے واعظوں کو ھدیہ دینے کی رواج تھی اور ہدیہ دینے اور لینے کا فائدہ عموماً سب کے واسطے حدیث میں موجود ہے نزہتہ المجالس میں باب الکرم والفتوۃ ودود السلام میں لکھا ہے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تہادوا تحابوا فانھا تضاعف الود وتذھب بعوائل الضغن یعنی آپس میں ھدیہ دو تم لوگ محبت پیدا کرو تم لوگ اسواسطے کہ ہدیہ دینا دوستی کو زیادہ کرتا ہے اور سینہ کا کینہ دور کرتا ہے اور روایت ہے اس صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ ہدیہ جو ہے سو اللہ کا رزق ہے سو جس نے ہدیہ کو قبول کیا اُس نے اللہ کے رزق کو قبول کیا اور جس نے ھدیہ کو پھیر دیا اوس نے اللہ کے رزق کو پھیر دیا انتہی۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ اس تیسرے وعظ کے تیسرے فائدہ کی دوسری تنبیہ میں حدیث میں معلوم ہوچکا ہے کہ عالم کا محب ہلاک نہیں ہوتا اور اس مقام میں پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ ہدیہ دینے سے محبت زیادہ ہوتی ہے تو جو شخص واعظ کو ہدیہ دیگا وہ بلاشبہہ عالم کا محب ہوگا اور ہلاک ہونے سے بچے گا اور علاوہ اس کے عالم لوگ اور واعظ لوگ دین کے ظاہر کی محافظت کرنے والے ہیں اور جن کو مرشدی کا رتبہ حاصل ہے وہ مرشد لوگ دین کے باطن کی محافظت کرنیوالے ہیں اور دین کے ظاہر اور باطن کی محافظت کرنا بڑا نیک کام ہے اور نیک کام کی مدد کرنے کا حکم اس آیت میں ہے فرمایا اللہ تعالی نے چھٹیں سیپارہ سورہ مائدہ میں وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ اور آپس میں مدد کرو تم نیک کام اور پرہیزگاری کی اور مدد نہ کرو تم گناہ کی اور ستم اور سرکشی کی دین کے ظاہر اور باطن کی محافظت کا بیان **سمعات** میں ہے اور اسی کتاب سے ہم نے **فیض عام** اور **تزکیۃ العقاید** اور **نور علیٰ نور** میں لکھا ہے دیکھ لو۔

اس مختصر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق کی ہدایت کیواسطے نبی کرکے بھیجا تب اپنی ایک مدد اور عنایت کو ان کے دین کی حفاظت کیواسطے خاص کرکے فرمایا چودھویں سیپارہ سورہ حجر میں وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور ہم آپ اسکے نگہبان ہیں تاکہ ان کا دین سارے دین پر غالب رہے اور چونکہ دین کا ایک ظاہر ہے یعنی اس کا ایک ظاہری اسباب ہے کہ اس سے دین قائم رہے گا اور وہ قرآن شریف اور احکام شرعی یعنی مسائل فقہی ہے اور ایک بطن ہے یعنی اس کا باطنی اسباب ہے کہ اس سے دین قائم رہے اور وہ طاعت کے انوار اور آثار کا ظاہر ہوتا اور مشاھدہ اور حق الیقین اور مراقبہ کا حاصل ہونا ہے اور اسی کو احسان کہتے ہیں اسواسطے اللہ تعالی کی مدد اور عنایت بھی دو قسم ہوئی ایک قسم یہ ہوئی کہ قرآن شریف اور احکام شرعی کو وہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب جاری کریں اور اس میں تحریف نہ ہونے پاوے اور دوسری قسم کی عنایت اور مدد یہ ہوئی کہ دین کی باطنی باتیں مانند مراقبہ اور مشاھدہ وغیرہ کے جو احسان کے مرتبہ میں داخل ہیں لوگوں کو تعلیم کریں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کام کو بخوبی انجام دیا۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ ان دونوں باتوں کی تعلیم فقہ اور تصوف میں موجود ہے جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ باطنی باتوں کی تعلیم کا بیان کتاب میں نہیں ہے سینہ بسینہ چلی آتی ہے سو غلط ہے

کیونکہ جو بات کتاب میں نہیں ہے وہ قابل اعتبار کے نہیں ہے اور وہ دین کی بات نہیں ہے فقط پھر جب اس جناب ﷺ کا انتقال ہوا تب بموجب وعدۂ محافظت دین محمدی کے ان کے وارثوں میں بقدر ان کی استعداد اور لیاقت جبلی کے وہ عنایت ربانی ظاہر ہوئی تب ایک فرقہ کو دین کے ظاہر کی محافظت کی خدمت سپرد کیا وہ کون فرقہ ہے فقہا اور محدثین اور غازی لوگ اور قاری لوگ کا تاکہ یہ لوگ ہر زمانے میں اپنے اپنے وقت میں بڑی کوشش کریں کہ دین میں کوئی تحریف نہ کرسکے اور دین کے حاصل کرنے کی ترغیب اور خواہش لوگوں کو دلادیں اور ہر سو برس کے سرے پر مجدد پیدا ہوتا ہے اور دین کو تازہ کرتا ہے اور دوسرے فرقہ کو دین کے باطن کی محافظت سپرد ہوئی وہ کون ہیں سچے مرشد لوگ جنکو رتبہ مشیخت کا حاصل ہے تاکہ ہر زمانے کے لوگوں کے وہ لوگ مرجع ہوں اور دور و نزدیک کے لوگ ان کے پاس رجوع کریں اور حاضر ہوں اور وہ دین کے محافظ لوگ ان لوگوں کو طاعت کے انوار حاصل کرنے اور طاعات کی حلاوت اور لذت پانے کی اور اچھی خصلتیں اور بلند احوال حاصل کرنے کی کیفیت اور طریقہ تعلیم کریں انتہیٰ۔

اس مضمون سے صاف معلوم ہوا کہ یہ سب مذکور محافظ لوگ بڑا نیک کام کرتے ہیں جو شخص سچا مسلمان ہوگا سوائے اس کام سے دل و جان سے خوش رہے گا اور ہر طرح کر ان محافظوں کا شریک اور مددگار رہیگا اور چونکہ یہ محافظ لوگ کفار اور مشرکین اور منافقین کے فساد کو دین میں آنے نہیں دیتے اور ان سب کا رد کرتے ہیں اس سبب سے یہ لوگ ان محافظوں پر طعن کیا چاہیں مومن کامل کو ان کے طعن کا رد کرنا لازم ہے والسلام

تیسری تنبیہ حافظوں کو اور فقہ اور قرآن کے تعلیم کرنے والوں کو اور امام اور مؤذن کو اپنا خرچ استیجار کے ساتھ لینے کے درست ہونے کی دلیل کے بیان میں

ھدایہ میں کتاب الاجارات میں باب الاجارۃ الفاسدۃ میں لکھی ہے اور ہمارے یعنی حنفی مذہب کے بعضے مشائخ نے مستحسن کہا ہے یعنی دلیل استحسان سے مستحسن کہا ہے اجرت مقرر کرنے کو قرآن کی تعلیم پر اس زمانے میں اسواسطے کہ ظاہر ہوئی ہے سستی دینی کاموں میں تو اس زمانے میں اجرت مقرر کرکے قرآن کی تعلیم کو منع کرنے میں قرآن کے حفظ کرنے کو ضائع کرنا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے انتہیٰ۔

سلہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

اور کفایہ شرح ہدایہ میں اس عبارت کی شرح یہ ہے **قولہ** یعنے صاحب ہدایہ نے جو کہا ہے اور ہمارے بعضے مشائخ نے مستحسن کہا ہے اجرت مقرر کرنے کو قرآن کی تعلیم پر سو وہ بعضے مشائخ بلخ کے امام لوگ ہیں کہ ان اماموں نے اختیار کیا ہے اہل مدینہ کے قول کو اور کہا کہ بیشک ہمارے مذہب کے متقدمین اماموں نے یعنی امام اعظمؒ اور صاحبین نے قرآن کی تعلیم پر اجرت مقرر کرنے کو جو نادرست کہا ہے تو اس سبب سے کہ ان لوگوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کی خواہش دیکھا قرآن کی تعلیم میں بطریق حسبہ کے یعنی ثواب ملنے کی امید پر اور شاگردوں کی مروت دیکھا احسان کا بدلا احسان کرنے میں بغیر شرط کے یعنی بغیر اجرت مقرر کرنے کے وہ لوگ استاد پر احسان کرتے تھے اور لیکن ہمارے زمانے میں سو بیشک یہ دونوں مضمون بالکل نیست ہوگئے اسواسطے ہم لوگ فتویٰ دیتے ہیں استیجار کے درست ہونے کا تاکہ معطل نہ ہو جاوے یعنی یہ کام نہ رہ جاوے یہ بات یعنی قرآن شریف پڑھانے اور پڑھنے کا باب بیکام نہ رہ جاوے اور یہ بھی کہنا شریعت کے قاعدہ بموجب دور نہیں ہے کہ بیشک حکم مختلف ہو جاتا ہے اوقات کے اختلاف کے سبب سے کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ بیشک عورتیں جماعتوں کے واسطے نکلتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ منع کیا عورتوں کو نکلنے سے عمر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عمرؓ جو سمجھتے تھے وہ صواب اور ٹھیک ہوتا تھا اور اسی طرح سے فتویٰ دیا جاتا ہے فقہ تعلیم کرنے کی اجرت لینے کے درست ہونے کا اور کہا امام خیرا خزی نے ہمارے زمانہ میں درست ہے امام اور مؤذن اور معلم کو اجرت کا لینا ایسی ہی ہے روضہ میں انتہیٰ۔

اور درالمختار میں فرماتے ہیں اور درست نہیں ہے اجرت مقرر کرنا طاعات کیواسطے مثل اذان اور حج اور امامت اور تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ کے اور آج کے زمانہ میں فتویٰ دیا جاتا ہے اجارہ کے درست ہونے کا قرآن کی اور فقہ کی تعلیم کیواسطے اور امامت اور اذان کے واسطے اور جبر کیا جاویگا مستاجر جو اجیر اور مستاجر میں گفتگو ہوئی ہو اس قدر کے دینے کے واسطے اور واجب ہوگا اس قدر کا دینا جس قدر کہ مقرر کیا گیا عقد میں یعنی اس معاملہ میں مقرر کیا ہے کہ اتنی مدت میں اس قدر دیں گے اور جب مدت کا ذکر نہیں ہوا ہے تب اجرت یعنی مزدوری مثل واجب ہوگی یہ شرح وہبانیہ میں ہے اور اس اجرت کے واسطے مستاجر کو حبس کیا جاویگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور جبر کیا جاویگا لڑکے کا ولی اس مٹھائی کے دینے کے واسطے جس مٹھائی کو دینے

کی رسم ہے اور وہ وہی مٹھائی ہے جو معلم کو ہدیہ دیجاتی ہے قرآن کی بعضی سورتوں کے شروع کرانے میں اور اس مٹھائی کو کہتے ہیں کہ لڑکے نے فلانی سورہ شروع کیا ہے یہ اسکی مٹھائی ہے۔ اسواسطے کہ مٹھائی ہدیہ دینے کی عادت ہے انتہی۔

اور ردالمحتار میں جو درالمختار کا حاشیہ ہے لکھا ہے کہ کہا ہدایہ میں اور ہمارے بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے مستحسن کہا ہے استیجار کو یعنی اُجرت مقرر کرنے کو قرآن کی تعلیم پر اس زمانہ میں سستی ظاہر ہونے کے سبب سے دینی کاموں میں تو اس زمانے میں اجرت مقرر کرکے قرآن کی تعلیم کرنے کو منع کرنے میں قرآن کے حفظ کرنے کو ضائع کرنا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور تعلیم قرآن کو استثنا کرنے پر کنز کے متن میں اور مواہب الرحمٰن کے متن میں اور بہت سی کتابوں میں اقتصار کیا ہے یعنی اتنے ہی پر ختم کردیا ہے اور مختصر وقایہ میں اور متن الاصلاح میں تعلیم قرآن کے بعد تعلیم فقہ کو زیادہ کیا ہے اور متن المجمع میں امامت کو زیادہ کیا ہے اور مثل اسکے متن الملتقی اور درالبحار میں زیادہ کیا ہے اور بعضے مشائخ نے اذان اور اقامت اور وعظ کو زیادہ کیا ہے اور ذکر کیا مصنف درالمختار نے ان میں سے بڑی چیزوں کو یعنے ان کی بڑی ضرورت سمجھ کے لیکن جو کچھ اکثر کتابوں میں لکھا ہے سو اقتصار ہے اسی موافق جیسا ہدایہ میں لکھا ہے اور یہ سب کا سب جو مذکور ہوا ان سب پر فتویٰ دیا ہے متاخروں نے ہمارے مشائخوں میں سے اور وہ بلخ کے مشائخ لوگ ہیں کہ انھوں نے فتویٰ دیا ہے مگر بعضے کام میں اختلاف کیا ہے اور وہ لوگ ان سب کاموں میں امام اعظمؒ اور صاحبین کے فتویٰ سے خلاف کرنے والے ہیں یعنی ان تینوں صاحبوں نے جو متقدمین سے ہیں سو ان تینوں نے نادرست کہا اور بلخ کے مشائخ لوگوں نے جو متاخرین ہیں سو ان متقدمین کے خلاف ان سب کاموں کو درست کہا ہے اور بیشک ان متقدمین اور متاخرین سب کے سب کی بات متفق ہے اور شروح اور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ ان سب کی بات ایک ہے ضرورت کو ان باتوں کے درست ہونے کا سبب ٹھہراتے ہیں یعنی ضرورت کے سبب سے سبکے نزدیک یہ سب کام درست ٹھہرتے ہیں اور اس مسئلہ میں ضرورت کیا ہے قرآن کے ضائع ہونے کا خوف جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے اور بیشک میں نقل کرچکا ہوں تیرے واسطے جو کچھ کہ حنفی مذہب کی مشہور متنوں میں لکھا ہے اور وہ مشہور متنیں فتویٰ کیواسطے موضوع ہیں یعنی فقہ کی متون مثل متواتر کے ہیں اور ان کے موافق فتویٰ دینے پر علماء کا

اتفاق ہے تو اب کچھ حاجت نہیں ہے کہ ہم ان روایتوں کو نقل کریں جو شروح اور فتاویٰ میں لکھی ہیں اور بیشک سارے متن اور شروح والے علماء کا قول متفق ہے اس بات کی تصریح پر کہ اصل مذہب یہ ہے کہ عبادت کے کام میں استیجار یعنی اجرت کا مقرر کرنا درست نہیں ہے بعد اس کی ان سب علماء نے ان عبادتوں کو مستثنیٰ کیا ہے جو تو معلوم کرچکا یعنے ان سب علماء نے لکھا کہ عبادت میں استیجار درست نہیں ہے مگر ان عبادتوں میں درست ہے سو یہ علماء کا لکھنا دلیل قاطع اور حجت روشن ہے اس بات پر کہ ساری طاعت پر استیجار کا درست ہونا مفتی بہ نہیں ہے بلکہ فقط انہیں طاعتوں پر استیجار درست ہے جن کو فقہا نے ذکر کیا کہ اس طاعت میں ضرورت ظاہر ہے وہ ایسی ضرورت ہے کہ اصل مذہب میں جو استیجار منع ہے سو اس مذہب سے نکل آنے کو مباح کردیتی ہے اسواسطے کہ مفاہیم کتب کے حجت ہوتے ہیں یعنی کتابوں کے مضمون سے جو عموم سمجھا جاتا ہے سو وہ حجت ہے یعنی کتابوں سے عموماً سمجھا جاتا ہے کہ جس طاعت میں استیجار کی ضرورت ہے اس میں استیجار درست ہے اگرچہ مفہوم لقب ہو یعنی مفہوم لقب اگرچہ خاص شخص کیواسطے ہوتا ہے مگر اس میں بھی عموم سمجھا جاتا ہے جیسا کہ اس بات کی اصول والوں نے تصریح کیا ہے انتہی۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ اس زمانے کے لوگوں سے اگر واعظ استیجار کے طور پر کچھ مانگے تو خلاف مصلحت ہے مگر اب اس خاکسار پر اس مسئلہ کی حقیقت کھل گئی اس طور سے کہ اس فقیر کے ساتھ کئی بوٹ ہیں اور ایک سو روپیہ ہر روز کا خرچ ہے اور بعض مقام سے لوگ دعوت کرکے فقیر کو لیگئے اور دس روز میں ہزار روپیہ خرچ پڑا اور ان نادانوں نے نہ سمجھا اور فقیر مقروض ہوگیا تب ہوش ہوا تو اب فقیر کے نزدیک یہی مصلحت ہے کہ جب کسی مقام سے دعوت کرنے کو لوگ آویں تب اُن کو اپنے خرچ سے خبردار کردے اس میں کچھ قباحت نہیں مذکور لوگوں کو استیجار کے ساتھ اپنا خرچ لینے کی ایسی دلیل بیان ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ جب کسی مؤمن صادق کو اس باب میں کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہیگا مگر مسلمانوں کی تسکین خاطر کیواسطے ایک مضمون ہم اور بھی لکھ دیتے ہیں وہ یہ ہے :۔

چوتھی تنبیہ

اوّل تو اس ملک کے سب لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں وہ عالم نہیں ہیں بلکہ علما وہ لوگ ہیں جو وارث انبیاء کے ہیں اور وارث انبیاء کے وہ لوگ ہیں جنکو علم احکام اور علم اسرار دونوں سے حصہ ملا ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوچکا تب جو لوگ کہ وارث انبیاء

ہیں انہیں سے ہر ایک کو بلکہ ہمارے دانست میں اس زمانے میں کسی کو اس قدر مقدور نہیں ہے
کہ اپنے پاس سے خرچ کر کے ملک ملک پھر کے نصیحت کریں کیونکہ اس کام کے واسطے سیکڑوں
ہزاروں روپئے کا کام ہے سو اس قدر روپیہ اپنے پاس سے ہمیشہ کیواسطے کون خرچ
کرسکتا ہے جب تک کہ کسی طرف سے مدد خرچ کی نہ ہو کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ بادشاہوں
کے وزیر اور نواب اور صوبہ اور لاٹ کو بھی ایسا مقدور نہیں اور ان میں جن کو مقدور بھی
ہے ان کو ثواب ملنے کی امید پر دینی بات تعلیم کرنے اور کہنے کی خواہش نہیں جیسا کہ کفایہ کے
مضمون سے اوپر معلوم ہو چکا اور وعظ نصیحت سننے سے اور سنانے کی اس زمانے میں
بڑی ضرورت ہے کہ لوگ غافل اور جاہل ہو گئے ہیں اور اسی ضرورت کیواسطے قرآن اور فقہ
کی تعلیم کیواسطے اور امامت اور اذان اور اقامت کے واسطے اور واعظ کے واسطے انہوں نے
میں رد المحتار میں بہت سی کتابوں سے استیجار یعنی اجرت مقرر کر کے لینے کا درست
ہونا ثابت کیا ہے جیسا کہ قریب ہی تیسری تنبیہ سے معلوم ہو چکا تو اب اس زمانے میں لوگوں
پر واجب ہے کہ سارے مذکور کاموں کی خرچ برداری میں سب لوگ آپ آپ کو مستعد ہو جاویں
اور وارث الانبیاء سے وعظ سنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی نیت سے ان کی عزت اور
قدر کے لائق ان کی خدمت گذاری ایسی کریں کہ وہ لوگ ذلت اور تنگدستی سے محفوظ رہیں
اور ان کے دل سے دعائے خیر نکلے اور ان کو کچھ بولنے کی حاجت نہ ہو بلکہ اس خرچ برداری
میں ساری جماعت کے لوگ ایکدل ہو کے متفق ہو جاویں اور جیسا کہ دنیاوی کام کی ضرورت
کے واسطے لوگ درزی اور لوہار اور معمار اور وکیل اور مختار کو خرچ دیتے ہیں اور پھر ان
پر کچھ طعن نہیں کرتے اور نہ انکا شکوہ کرتے ہیں ویسا عالموں کی خرچ برداری میں کریں۔
یہ مضمون اسی کو فائدہ کرے گا جو دین کی ضرورت کو ضرورت جانتا ہو گا جیسا کہ دنیا کے کام کی
ضرورت کو ضرورت جانتا ہے اور حق یہ ہے کہ جو شخص دین کی قدر جتنی پہچانتا ہے دین کے
کام میں اتنا خرچ کرتا ہے اور دنیا کی جتنی قدر پہچانتا ہے دنیا کے کام میں اتنا خرچ کرتا ہے
یہی سبب ہے کہ بعض دنیا میں غرق رہنے والا شخص ہے کسی کو ناچ کی قدر پہچان کے
پانچ سو روپیہ اور دو شالہ وغیرہ دیتا ہے اور اس کا تین پشت کا مرشد جب اس کے گھر آتا
ہے تب مرید کرنے کی قدر نہ پہچان کے اس کو چار پانچ روپیہ دیتا ہے اسی سے معلوم ہوتا
ہے کہ وہ شخص دنیا کی قدر کس قدر پہچانتا ہے اور دین کی قدر کس قدر پہچانتا ہے اور

تم سب لوگ دیکھتے ہو کہ اس زمانے میں اس ملک کے جاہلوں کی ایسی استعداد بگڑ گئی
ہے کہ تھوڑی زمین کے واسطے چار چار محکمہ میں مقدمہ لڑتے ہیں اور ناچ باجے ڈھول تماشہ
آتش بازی تعزیہ داری وغیرہ برے کام میں بہت کچھ خرچ کرتے ہیں اور جیسا کہ ہر کوئی
اکیلا اپنے پاس سے خرچ کر کے اپنا گھر مضبوطی اور رونق کے ساتھ بناتا ہے ویسی مضبوطی
اور رونق کے ساتھ ان کے گاؤں کی مسجد جس کو سب نے مل کے بنایا ہے نہیں ہوتی اور اچھی
دین اور مذہب کی بات کو جس پر پشت با پشت سے قائل تھے اور ہزاروں عالم فاضل آفاقی
مفتی اور مرشد اور باپ ماں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کو اسی دین اور مذہب کی
بات پر قائم اور مضبوط دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں اس کو کسی جاہل بد مذہب کے کہنے سے صاف چھوڑ
دیتے ہیں اور اپنے مذہب کے ایک عالم کے محلہ میں بھی جا کے اس بات کو تحقیق نہیں کرتے
اور دینی عالموں کی اور دینی مسئلوں کی کچھ قدر نہیں کرتے اور ان کے محلہ کی مسجد اجاڑ رہتی ہے
اور ان کے لڑکے آوارہ پھرا کرتے ہیں اور جاہل رہ جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اگر ایسے لوگ..
وارث الانبیاء سے وعظ نہ سنیں گے اور اپنے دین اور مذہب کی حقیقت اور قدر کس طرح
سے پہچانیں گے اب ایسے زمانے میں اگر عالم لوگ مسلمان پر رحم کر کے بموجب حکم شرع کے
بے شوق اور ناقدرداں لوگوں کے دل میں دین کی اور علماء دین کی قدر اور عظمت اور شوکت جمانے کے واسطے بعزت و شوکت
ملک ملک پھریں تا کہ منافق اور بد دین لوگ دبے رہیں اور ہر ملک کے مسلمانوں سے دینی
مصلحت سمجھا کے اپنا خرچ طلب کر کے لیویں جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک قدرداں سے
ہزار دینار لیا تھا تو بیشک یہ امت محمدیہ پر شفقت اور رحم ہے اور امت کی خیر خواہی ہے
اور یہ کام اسی عالم سے بن پڑے گا جو صاحب تاثیر ہو گا اور صاحب تاثیر وہی شخص ہو گا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرتا ہو گا اور اللہ و رسول کی محبت کا بڑا جوش اس کے
دل میں ہو گا یہ بات یاد رہے اور اس زمانے میں اس رسالہ مراد المریدین کے مقدمہ کے مضمون
پر عمل کرنا صاحب تاثیر ہونے کے واسطے بہت مفید ہو گا اور وہ مضمون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جاگتے میں زیارت نصیب ہونے کے طریقہ کے بیان میں ہے جو شخص سارے کسب اور پیشہ
کو ترک کر کے ملک ملک پھر کے وعظ نصیحت کرتا پھرتا ہے ایسے شخص کی ملاقات کو
لوگ غنیمت جانیں کیونکہ وہ شخص دین کی محافظت کرتا ہے اسی سبب باطنی خدمت
والے لوگ مثل اخیار اور ابدال اور قطب اور قطب الاقطاب اور غوث کے اور مسلمان جنات کے

اس کے واسطے دعائے خیر کیا کرتے ہیں اور اس کے موافق رہا کرتے ہیں پھر اگر ایسا شخص اس زمانے کے لوگوں کی بے مروتی کے سبب سے قرضدار رہا کرتا ہے تو ایسے شخص پر طعن کرنا اللہ تعالیٰ کا عذاب اپنے اوپر بلانا اور اپنی بے مروتی ظاہر کرنا ہے کیونکہ اگر مسلمان لوگ اسکو نیک کام کی مدد کرتے تو وہ شخص قرضدار اور تنگدست کس واسطے ہوتا اور حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بات یہی ہے کہ عمل کا درست ہونا اور ثواب کا ملنا نیت پر موقوف ہے سو کیا خوب فیصلہ کا کلام ہے بیشک واعظوں کی خدمت گذاری اس زمانے میں ضروری ہے ویسا ہی ہر مقام میں لڑکوں کی تعلیم کے واسطے دیندار اور متقی اور قاری میانجی کا مقرر کرنا اور موذن اور امام کا مقرر کرنا اور مسجد کی مرمت اور آبادی کی تدبیر کرنا بھی ضروری ہے اور ان سب کاموں کی خرچ برداری میں سارے مسلمانوں کو شریک اور متفق رہنا ضروری ہے اور بعضے منافق جو یہ بات کہہ کے وسواس دلاتے ہیں کہ ہم جہاں وعظ کہتے ہیں وہاں کا ایک بیڑا پان بھی نہیں کھاتے یا اس قسم کا دوسرا مضمون کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ اس بات سے سارا مضمون فقہی کتابوں کا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نمازیوں کو فرمایا تھا اور امام محمد رحمہ اللہ کا ہزار دینار طلب کرنے کا مضمون سب مٹ جاتا ہے سو ایسی ایسی بات کہنے والا خود منافق ہے وہ آپ مٹ جاویگا اور یہ سب مذکور قیامت تک جاری رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کو واعظ لوگ یاد رکھیں اور اس مضمون کو سُنا کے مسلمانوں کے دل کا وسواس دفع کر دیا کریں۔

اور اس خاکسار کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے خرچ کو اپنے مخلص مسلمانوں سے لیا کرتا ہے اور امام محمدؒ کا قصہ یہ ہے کہ تفسیر روح البیان میں سورہ یونس کے شروع کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بیشک امام محمد رحمہ اللہ کو ایک بار محتاجی آئی تب وہ ایک روز ایک شربت فروش کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر تو مجھکو کچھ شربت دے تو میں تجھکو فقہ کے دو مسئلے تعلیم کروں تب اُس نے کہا کہ مجھکو مسئلہ کی حاجت نہیں ہے بیت

قیمت دُرِ گراں مایہ چہ دانند عوام ۞ حافظا گوہرِ یکدانہ مدہ جز بخواص

یعنی بھاری قیمت کے موتی کی قیمت عوام لوگ کیا جانیں۔ اے حافظ تو موتی یکتا کو خواص لوگوں کے سوا کسی کو نہ دے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ اس شربت فروش نے حلف کیا اگر وہ اپنی بیٹی کے جہیز میں جتنی چیز دنیا میں ہے سب نہ دیوے تو اس کی جورو پر تین طلاق

پڑے اس کہنے کے بعد عالموں کے پاس مسئلہ پوچھنے گیا سب نے فتویٰ دیا اُس کے حلف کے جھوٹ ہونے کا یعنی فتویٰ دیا کہ تیرا حلف جھوٹھا ہوگا اور تیری جورو پر تین طلاق پڑیگی اس سبب سے کہ جتنی چیز دنیا میں ہے سب کا دینا ممکن نہیں تب وہ شربت فروش امام محمدؒ کے پاس آیا امام محمدؒ نے کہا کہ جب میں نے تجھ سے شربت مانگا تھا تب میرا قصد تھا کہ تجھکو تعلیم کروں یہ مسئلہ اور ایک مسئلہ اور سو اب میں تجھکو یہ مسئلہ تعلیم نہ کروں گا مگر ہزار دینار لینے کے بعد مسئلہ کی شافی تعلیم کے واسطے۔ تب اس شربت فروش نے امام محمدؒ کو ہزار دینار دیا تب امام محمدؒ نے کہا کہ اگر تو اپنی لڑکی کے جہیز میں اپنی لڑکی کو ایک مصحف دیوے تو اپنے حلف میں تو سچا ہو تب ان کے زمانے کے عالموں نے اس مسئلہ کی وجہ اور دلیل اُن سے پوچھا کہ یہ مسئلہ تم نے کہاں سے پایا تب امام محمدؒ نے جواب دیا کہ اس آیت سے یہ مسئلہ بتایا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۞ اور نہ ہرا اور نہ سوکھا یعنی نہ کوئی تر اور نہ خشک ہے جو نہیں ہے کھلی کتاب میں اس جواب کو سارے علماء نے قبول کیا بیت

علم دُر نیست نیک باقیمت ۞ ۞ ۞ جہل دردیست سخت بے درماں

یعنی علم بہت اچھا موتی باقیمت ہے اور جہل بڑی سخت بیماری لا علاج ہے انتہی۔

سو جب ایسے بڑے امام اپنے زمانے میں ایسی قدر ناقدروں کے ذہن نشین کرنے کو ہزار دینار جس کا تخمیناً دس ہزار روپیہ ہوتا ہے لیکے ایک مسئلہ بتایا تو اس زمانے کے بے قدروں سے ان کے دل میں دینی مسائل کی قدر جمانے کے واسطے علماء دین[1] کہ اپنا خرچ لیویں تو درست ہے خصوصاً ایسے لوگوں سے جن کی استعداد ایسی خراب ہو گئی ہے کہ تصوف کی کتابوں میں مرشد کی تعظیم اور ادب کرنا جیسا لکھا ہے ویسی تعظیم اور ادب نہیں کرتے بلکہ جیسا کہ ہندو لوگ برہمن کو حقیر جانتے ہیں اور اس کو اپنے دروازہ پر آنے سے کچھ تھوڑی بھیک دیتے ہیں اور پھر اسی کو اپنا گرو بناتے ہیں ویسا ہی یہ جاہل مسلمان کہتے ہیں یہاں تک کہ بعضے نادان جاہل مرشد سے تعزیہ اور محفل فاتحہ کے مسئلہ میں بحث کرکے اس کو بند کر دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس کو علم نہیں پھر اسی سے بیعت بھی کر لیتے ہیں حالانکہ مرشد ایسا شخص...

[1] مراد علمائے دین سے وارث الانبیاء ہیں جو مسلمانوں کی دینی خدمت میں مشغول ہیں تو بہتر ہے وہ بقدر خرچ کے لیویں تو درست ہے کیونکہ بوجہ مشغولی کے ان کو اپنے معاش کی فرصت نہیں بوجہ دینی خدمت کے انکا نفقہ عام مسلمانوں پر ہونا چاہئے ۱۲ الاحقر۔

چاہتا ہے جو علم احکام اور علم اسرار حاصل کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وارث اور نائب ہو تاکہ لوگ آیت تحکیم پر عمل کر کے اس کو اپنے ہر مقدمہ اور معاملہ کا حاکم مقرر کریں اور جو وہ فیصلہ کر دے اس کو خوشی بخوشی مان لیں اور آیت تحکیم کا بیان وعظ کے پہلے فائدہ میں لکھ چکے سو یہ نادان اس کے بھی خلاف کرتا ہے اور اس کے دل میں مرشد کی تعظیم مطلق نہیں ہے حالانکہ مرشد کی تعظیم اور ادب بادشاہوں کے برابر یا زیادہ کرنا ہمارے دین میں ثابت ہے اور اس کا بیان مدارج السالکین میں دیکھو ۔ سو اس کے بھی خلاف کرتا ہے اور علمائے دین میں سے بعضے شخص کا یہ حال ہے کہ لوگوں کی ناقدردانی کے سبب جب وہ شخص ہر روز کا نقصان بڑھتے بڑھتے بہت قرضدار ہو گیا اور اپنے دل میں سوچا کہ اگر یہی حال رہے گا تو وعظ بھی موقوف ہو جائے گا اور دینی کام میں سستی ہو جاوے گی تو دین میں سستی ہو جانے سے یہی بہتر ہے کہ بموجب حکم شرع کے مسلمانوں کو اپنے خرچ کی مدد کرنے سے اطلاع کر دیں۔ کیونکہ موافق اس آیت کے یہ بڑے ثواب کا کام ہے وہ آیت یہ ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چھٹیں سیپارہ سورہ مائدہ میں وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ اور آپس میں مدد کرو تم نیک کام اور پرہیزگاری کی اور مدد نہ کرو تم گناہ کی اور ستم اور سرکشی کی اور ظاہر ہے کہ وعظ کے سننے سنانے سے زیادہ کون نیک کام ہوگا اب اس زمانے میں چونکہ وعظ کی بڑی ضرورت ہے کہ وعظ نہ ہونے کے سبب سے لوگوں کا یہ حال ہے کہ مسلمانی میں جیسے ڈھیلے ہو گئے ہیں اُس کا کیا بیان کریں آدمیت سے بھی گذر گئے ہیں تو اب واجب ہے کہ سارے مسلمان لوگ متفق ہو کے آپ آپ کو ہر کوئی مستعد ہو جاویں اور جس طرح سے ہو سکے عالموں کی خرچ برداری میں اور علم دین کے جاری ہونے اور مسجدوں کے آباد ہونے میں کوشش کریں زکوٰۃ کا مال بھی اس کام میں خرچ کریں[1] شادی میں ڈھول باجے ناچ تماشے آتش بازی میں جو مال خرچ کر کے گنہگار ہوتے

[1] یعنی جو عالم غریب ہو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور علم دین کی تائید میں یہ کہ غریب طلبہ کو خوراک پوشاک کتاب اور نقد بھی زکوٰۃ سے دیں اور جب مدرسہ میں دیں تو بتلا دیں کہ یہ مال زکوٰۃ کا ہے تاکہ غریب طالب علموں کی اس مال سے تائید کیا وے مسجد کی مرمت و تعمیر میں زکوٰۃ کا مال لگانا درست نہیں ہے البتہ کسی غریب کو بہ نیت زکوٰۃ کے دیدیا جائے بعد مالک ہو جانے کے اب وہ غریب اپنی طرف سے اگر مسجد میں لگا دے تو درست ہے ۔ (ابو البشر)

اس مال کو بھی اسی کام میں خرچ کر کے گناہ سے بھی بچیں اور نیک کام کی مدد کرنے کا بھی اس آیت بموجب ثواب پاویں اور ہر کوئی اپنے دل میں انصاف کرے کہ ہندوستان اور بنگالے کے شہر اور گاؤں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نہیں ہیں کہ عالم لوگ اپنے پاس سے خرچ کر کے زیارت کے واسطے آویں اگر کچھ روپیہ خرچ ہوا اور وارث الانبیاء کی زیارت نصیب ہوئی اور اپنے دین کے ضروری مسائل سے واقف ہو گئے تو اس سے بڑھ کے کوئی نعمت نہیں اب اُمید ہے کہ وارث الانبیاء لوگ[1] منافقوں کی تہمت کے خوف سے بعض ناقدروں کی ناقدردانی دیکھ کے ملک ملک پھر کے وعظ کرنا موقوف نہ کریں اگر موقوف کریں گے تو مرشدی کے رتبہ کے خلاف ہوگا جیسا کہ نوحہ کرنے والی عورتوں کی بدعت کے سبب سے جنازہ کی نماز کا ترک کرنا درست نہیں ویسا ناقدروں کی ناقدردانی کے سبب سے ہم لوگ وعظ کس واسطے ترک کریں گے ہم لوگ اپنا کام کریں گے اللہ جل جلالہٗ اپنا کام کرے گا اور عالموں کا خرچ دینے کی اس قدر تاکید جو ہم نے کی ہے تو صرف ظاہر میں حجت تمام کرنے کو اور دینے والے لینے والے کی ہمت بلند کرنے کو اور واعظوں کی تسکین خاطر کو جیسا کہ مشکوٰۃ مصابیح کے باب الضیافۃ کی پہلی فصل میں جو حدیث عقبہ بن عامر سے روایت ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب لوگ جب جہاد کے واسطے جاتے تھے تب آنکو فرما دیتے کہ جس مقام میں تم لوگ جاؤ اگر وہاں کے لوگ تمہاری ضیافت نکریں تو اپنی ضیافت کے لائق انکا مال بغیر پوچھے لینا تو یہ ظاہر میں تسلی دینا تھا اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کفار دو قسم کے تھے ایک گروہ وہ تھے جو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس واسطے جہاد کرتے ہیں کہ کلمۂ اسلام بلند ہو اور دوسرے گروہ کہتے تھے کہ مال کے واسطے جہاد کرتے ہیں سو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے گروہ کا ہدیہ قبول کرتے تھے اور دوسرے گروہ کا ہدیہ قبول نکرتے تھے مگر جہاد کئے جاتے تھے اور کفار کی تہمت سے جہاد موقوف نکرتے تھے ویسا منافقوں کی تہمت کے ڈر سے واعظ لوگ وعظ کو ترک نکریں واعظوں کے قرضدار ہونے کا اور لوگوں کی بیمروتی اور ناقدردانی کا حال دیکھ کے اس قدر دلیل لکھا ہے تاکہ لوگ سلسلے واعظ لوگوں کی خرچ برداری کیا کریں۔۔۔ بشرطیکہ وہ واعظ لوگ وارث انبیاء کے ہوں اور ان کا مذہب اہل سنت وجماعت کی معتبر اور

[1] حضرت مولانا نے یہ قید اس واسطے لگا دی کہ جو واعظ وارث انبیاء کا نہ ہو اور دنیا کمانے کو عالموں کا لباس پہنکر واعظ اور مرشد بنگیا ہے اور غلط مسئلہ بتا کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اس کی تائید اور مدد نکریں اور نہ اس کا وعظ سنیں ۔ (ابو البشر)

مشہور کتابوں کے موافق اور اس شناخت کے واسطے دوا گر کتاب میسر ہو تو ہمارے رسالہ ۔۔
قول الامین کو دیکھ لیں اور اس خاکسار نے اس امید پر یہ سب دلیل لکھا ہے کہ اگر یہ مسئلہ
جاری ہو جاوے گا اور واعظوں کی خدمت گذاری لوگ کیا کریں گے اور مسجد کی آبادی اور ...
کی تعلیم میں کوشش کرتے رہیں گے تو دین کی رونق ہمیشہ بنی رہیگی اور اس فقیر کو اپنے خرچ ...
کے واسطے اب کچھ دلیل لکھنے کی حاجت نہیں فقیر کا تو یہ حال ہے کہ ہندوستان سے کلکتہ اور چاٹگام
اور سندیپ تک اور ڈھاکے سے سلہٹ تک سارے شہر اور گانوں میں جو دیار شرقی میں
ہیں ہمیشہ سیر کرنا اور دین کی محافظت کرتا پھرتا ہے اسی کام میں **پچاس برس** کو زیادہ
مدت تک گذر گئی ہے اور فقیر کا خرچ ہمیشہ سے جاری ہے مگر اللہ تعالیٰ ان مذکور مقاموں
کے ہمارے مریدوں کو برکت دیوے وہ لوگ ہمیشہ خدمت گذاری کیا کرتے ہیں جب فقیر
ان کے وطن میں جاتا ہے تب بھی اور جب دوسرے مقام میں رہتا ہے تب بھی مگر بعضے
نئے مقام میں جو سیر کا اتفاق ہوا تو وہاں دیکھا کہ وہابیوں کے گمراہ کرنیکے سبب سے اور کسی وارث
نبی عالم کے نہ پہنچنے کے باعث سے اور بدعتی پیرزادے جن سے کنارہ کرنے کا حکم قریب ہی
لکھ چکے ان پیرزادوں سے لوگ مرید ہوگئے ہیں اور ان کی جہالت کی بات کا ان کے دل
میں اعتقاد جم گیا ہے اس سبب سے علمائے وارث الانبیاء کی ملاقات نہیں کرتے اور ان کا
وعظ نہیں سنتے اور علماء کی خرچ برداری کا تو کیا ذکر ہے اور اکثر مقام میں مسجدوں کو جمعہ اور
جماعت سے خالی اور ویران پایا باوجودیکہ ان مقاموں میں اشراف مولوی لوگ بھی ہیں اور دیکھا
کہ ان لوگوں کو مسجد کے ویران رہنے اور جمعہ کے ترک کرنے سے نہ دنیا کی شرم ہے نہ قیامت
کے عذاب کا خوف سب کے سب خواب اور غفلت میں پڑے ہیں سو ایسے مقام میں بھی محض اللہ
تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگ اس خاکسار کی طرف بیعت مائل ہوئے اور کئی ہزار آدمی خواص
اور عوام شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور مسجدیں آباد ہوگئیں اور ہر مسجدوں میں اذان
اور جمعہ جماعت ہونے لگی والحمد للہ علیٰ ذلک

پانچویں تنبیہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساتویں سیپارہ سورہ انعام میں وَذَرِ الَّذِيْنَ
اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ اور چھوڑ دے تو ان
لوگوں کو کہ پکڑتے ہیں اپنے دین کو کھیل اور تماشہ اور فریب دیا ہے ان کو دنیا کی زندگی نے

(یہ حکم جہاد فرض ہونے کے قبل ہوا تھا) اور نصیحت کر ساتھ قرآن کے اس احتیاط کے واسطے
کہ کوئی جان ہلاک میں سونپا نجاوے بسبب اس چیز کے کہ کمایا ہے اگرچہ اس آخری زمانے
میں ایسے لوگ بہت نظر پڑتے ہیں جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ ٹھہرالیا ہے
اور دین کی اور دین کے محافظت کرنے والے عالموں کی قدر نہیں کرتے مگر دین کی محافظت
کرنے والے عالموں کو مناسب ہے کہ ایسے نااہلوں کو بھی قرآن شریف سے وعظ سُناتے
رہیں اس آیت کے حکم کو مان کے اور قرآن شریف سے وعظ سنانا ہرگز موقوف نہ کریں کیونکہ
نااہلوں کو وعظ سُنانے میں ایک تو فرمانبرداری اس آیت کریمہ کی ہوگی اور دوسرے وعظ سنا
کے جو لوگوں پر احسان کریں گے یہ احسان بلاشبہ ان کے کام آوے گا اگرچہ یہ احسان نااہل
پر کریں گے۔ نزہۃ المجالس کے باب فی فضل الصدقۃ و فعل المعروف میں فرماتے ہیں۔
حکایت نیک لوگوں میں سے ایک نیک شخص نے کہا کہ میں نے ایک سانپ کو دیکھا
کہ اوس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو تو پناہ دے اللہ تجھ کو پناہ دے تب میں نے کہا کہ تو کون
ہے تب اوس نے کہا کہ میں اہل توحید میں سے ہوں تب اس نیک مرد نے اس کے واسطے
اپنا منہ کھولا تب سانپ اس کے پیٹ میں گھس گیا پھر کیا دیکھتا ہے کہ ایک مرد تلوار لئے
ہوئے آپہنچا اور اس سانپ کو پوچھا اور نہ پایا تب وہ مرد جہاں سے آیا تھا وہاں پھر چلا گیا
تب سانپ نے اس نیک مرد سے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے جگر میں کاٹوں یا جگر کے
سوا جہاں کہے وہاں کاٹوں اس نیک مرد نے کہا تو کس واسطے کاٹے گا کہا اس واسطے کہ تو نے نیکی
کیا اُس کے ساتھ جو نیکی کرنے کے قابل نہ تھا تب نیک مرد نے کہا کہ مجھ کو مہلت دے تاکہ
میں اپنے واسطے قبر کھود لوں پھر اس نیک مرد کے پاس ایک فرشتہ اُترا اور اس کو کوئی
چیز کھلا دیا تب سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کے گر پڑا تب اُس نیک مرد نے اس سے کہا کہ تو کون ہے
اس نے کہا کہ میں تیری وہی نیکی ہوں جو تو نے سانپ کے ساتھ کیا انتہیٰ۔ دیکھو احسان کرنا کام آیا

چوتھا وعظ خادم اور مرشد کے بیان میں اور اس وعظ میں چند فائدے
ہیں۔ پہلا فائدہ مرشدوں
کے خلیفہ لوگ یا جنکو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ لوگ جو وجہ مشروع کے ساتھ خلق سے مال لیکے
نیک نیت کے ساتھ دین کی محافظت کی مدد کرنیکے ارادہ سے وہ مال مرشد اور واعظ کو دیتے ہیں
سو وہ لوگ کسی طرح کا شبہ نہ کریں کیونکہ وہ لوگ بموجب آیہ مذکورہ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَا

التقوٰی ۔ کے ثواب پاتے ہیں اور وہ لوگ بھی اہل خدمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو خادمی کی خدمت بخشتا ہے عوارف المعارف کے گیارہویں باب سے ہم نے نورٌ علیٰ نور میں خادم کا بیان لکھا ہے اس میں دیکھو! اس کا خلاصہ یہ ہے جیسا کہ مرید کے تربیت اور تعلیم کرنے والے کو مرشد کہتے ہیں ویسا جو شخص کہ طالبوں کے کھانے کپڑے وغیرہ ضروریات کی حاجت روائی میں خبرگیری کرتا ہے اُس کو خادم کہتے ہیں تو ہمارے ملک میں جو بعضے اہل مقدور یا تاجر لوگ یا متوکل درویش لوگ یا جاگیردار معافی دار درویش اور پیرزادے لوگ طالب علموں اور درویشوں کی جاگیر مقرر کر دیتے ہیں وہ سب خادم ہیں وہ لوگ اچھے ہیں اور وہ لوگ ابرار میں داخل ہیں وہ لوگ مرشدی کے رتبہ والے نہیں ہیں پھر نیت کے فرق سے اُن لوگوں میں بھی فرق ہو جاتا ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا اور جس کو مرشدی کا رتبہ حاصل ہے وہ مقربین میں داخل ہے اور خادم بھی بسبب نان دہی کے مقبول دلہا ہوتا ہے اور اُس کا مرجع پناہ شہرۂ آفاق ہوتا ہے بموجب مثل مشہور کے مصرعہ۔ راحت بدل رساں کہ ہمیں مشرب است و بس ۔ تو چونکہ نادان لوگ مرشدوں کی باطنی راحت رسانی سے خبردار نہیں ہوتے کہ ان کی تربیت سے دل کو چین و آرام حاصل ہوتا ہے اور بہشت میں ہمیشہ کی راحت پانیکے قابل مرید لوگ ہو جاتے ہیں اس سبب سے خادم کو بڑا مرشد جانتے ہیں عجب نہیں کہ خادم سے بیعت ارادت کی کرلیں اور اپنے مقصد سے محروم رہیں اسواسطے عوارف کے مصنف رحمہ اللہ نے خادم اور مرشد کا فرق گیارہویں باب میں بیان کیا اور اصل خادم اور اس کے متشبہ کا فرق بھی بیان کر دیا اس کا خلاصہ ہم لکھتے ہیں۔

اُس کو شنو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے داؤد جب تو میرے بندوں میں سے کسی کو میرا طالب دیکھے تو اس کا خادم بن جا اور اس کی خدمت کر جیسا کہ مخدوم کی خدمت خادم کرتا ہے تو خادم جو ہے سو خدمت کرتا ہے ثواب کی خواہش سے اور اس خیر کی خواہش سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیواسطے وعدہ فرمایا ہے اور جو لوگ اللہ کی طرف متوجہ ہیں ان کے مہم کو انجام دیکھے اور ان کی معاش کا سرانجام دیکھے ان کو راحت پہنچانے اور فراغ خاطر کردینے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور خادم جو کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتا ہے نیک نیت کے ساتھ تو شیخ اللہ کا ارادہ پہنچانے بغیر کچھ نہیں کرتا اور خادم بغیر نیت کے کچھ نہیں کرتا تو خادم جو کچھ کرتا ہے سو اللہ

کے واسطے کرتا ہے اور شیخ جو کچھ کرتا ہے سو اللہ کے ساتھ کرتا ہے یعنی اس کے مشاہدہ کے ساتھ اور اس کی مرضی کے ساتھ کرتا ہے تو شیخ مقربین کے مقام میں قائم ہے اور خادم ابرار کے مقام میں تو خادم بذل اور ایثار اور صدقہ خیرات غیروں سے قبول کرتا ہے غیروں کے واسطے اور بذل معنی دینا ایثار معنی اپنی حاجت پر دوسرے کی حاجت کو مقدم سمجھ کے دینا یعنی خادم وجہ مشروع کے ساتھ خلق سے لیتا ہے اور نیک نیت کے ساتھ خلق کو دیتا ہے اور شیخ اللہ سے لیتا ہے اور اللہ کی مرضی کے ساتھ خرچ کرتا ہے اس بیان سے خادم اور شیخ میں جو فرق ہے سو معلوم ہو گیا اور خادم زندگی بھر روزمرہ اور روزینہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کی فکر میں لگا رہتا ہے اور اس بات میں وہ بڑی فضیلت جانتا ہے اور اس خدمت گذاری کو اپنی نوافل سے بہتر جانتا ہے مثل اشراق اور ضحیٰ اور تہجد وغیرہ کے شیخ ابو النجیب عبد القاہر بن عبد اللہ بن محمد سہروردی قدس اللہ سرہ کے رسالہ میں جس مقام میں سالکوں کا طریقہ بیان کیا ہے اس مقام میں یہ جو لکھا ہے کہ ان سالکوں میں سے بعضا سالک چلتا ہے خدمت کی راہ میں اور اپنے جاہ کے خرچ کرنے کی راہ میں یعنی طالبوں کیواسطے لوگوں سے مال لینے میں جو اس کا جاہ کم ہو جاتا ہے سو اسی جاہ کے خرچ کرنے کی راہ میں چلتا ہے

یہ خاکسار کہتا ہے کہ اگر خادم مرشد کے فراغ خاطر کردینے کی فکر میں لگا رہے گا تو دین کے باطن کے محافظت میں جس کا ذکر نور علیٰ نور کی دوسری ہدایت میں جمعات سے ہم نے کیا ہے کمال فتور واقع ہوگا۔

دوسرا فائدہ

مرید کو مرشد کامل پکڑنے اور مرشد کامل کی تلاش کرنے اور اس کے پہچاننے کی کسوٹی اور جھوٹے مرشد کی بیعت کے توڑنے کے بیان میں رسالہ مکیہ وغیرہ تصوف کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ضرور ہے مرید کو ایک شخص کامل کا پکڑنا جو پیروی کے قابل ہو کیونکہ وہ ...... شیخ راہ کا رفیق اور ساتھی ہے اور اس بات کو مرید جانے کہ مرشد کے پہچاننے کیواسطے کسوٹی اور ترازو مقرر ہے اور وہ کسوٹی قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے یعنی یہی تینوں اصول فقہ ہیں اور چوتھے اصل مجتہد کا قیاس ہے اور انھیں چاروں سے فقہی مسئلے نکلے ہیں تو جو شخص مجتہد نہیں ہے وہ فقہ کو کسوٹی سمجھے اور ان اصول مذکورہ سے اپنے مسئلہ نکالنے کو حرام سمجھے سو جو مرشد

کسوٹی کے موافق ہو اور وہ بے عیب ٹھہرا اس کو مرشد بنانا درست ہے اور جو کسوٹی کے خلاف ہو سو کھوٹا اور باطل ہے اور جو لوگ مجتہد نہیں ہیں وہ عامی کہلاتے ہیں اگرچہ حدیث اور قرآن اور تفسیر اور فقہ اور اصول فقہ اور عقائد اور تصوف کے علم سے واقف ہوں تو مجتہد کے سوا جتنی شرط اجتہاد کی نہیں ہے وہ سب عامی ہیں اور عامی کے معنے اُمی کے نہیں ہیں کیونکہ امی تو وہ شخص ہے جس کو ایک آیۃ قرآن کی بھی یاد نہیں جیسا کہ لامذہب لوگ جو سب کے سب جاہل ہیں امی ہیں کہ میں پڑے رہتے اور جہالت کے سبب سے انہیں سے جو شخص کہ حدیث اور قرآن کا کسی قدر ترجمہ پڑھ لیتا ہے کسی علم سے ذرا سا واقف ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ ہم عامی نہیں ہیں اور حدیث اور قرآن سے مسئلہ نکالنے کا دعویٰ کرتا ہے اور آپ بھی گمراہ ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے اسی طرح سے ناواقف لوگ ایسے شخص سے مرید ہو جاتے ہیں جو مرشدی کے رتبہ میں نہیں پہنچا ہے اور مرشدی کے رتبہ کا بیان قریب ہی اسی وعظ میں کرتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بلکہ جن سے ناواقف لوگ مرید ہو جاتے ہیں وہ خود بھی ایسے شخص سے مرید نہیں جو مرشدی کے رتبہ میں پہنچا ہے بلکہ وہ خود بھی ابھی تک جانتا نہیں کہ مرشدی کا رتبہ کیا چیز ہے بلکہ اُس نے کبھی ایسے مرشد کی تلاش بھی نہ کیا تو ایسا شخص جھوٹا مرشد ہے اب اور سب باطنی تاثیر تو بیٹھی رہے جس مرشد سے ہزاروں آدمی مرید ہوتے ہیں بعضے ان میں کے خود بھی نماز نہیں پڑھتے اور نہ کسی کو نماز کی تاکید کرتے ہیں اور جو بعضے نماز بھی پڑھتے ہیں تو نماز کی محافظت نہیں جانتے اور بڑا افسوس یہ ہے کہ نمازی لوگ اور نماز کی محافظت کرنے والے لوگ اس بے نمازی اور محافظت نہ جاننے والے سے مرید ہو جاتے ہیں اور اسی جھوٹے مرشد نے باوجودیکہ مدت دراز سے گاؤں گاؤں پھر کے لوگوں کو مرید کیا ہے کبھی کسی گاؤں میں عورتوں کو پردے کا مسئلہ اور لمبی آستین کے کرتا پہننے کا مسئلہ نہ سنایا بلکہ عورتوں سے اپنا پاؤں چھوایا تب جھکتے وقت عورتوں کی کمر یا پیٹ کھل جاتا تب آنکھ کی زنا میں گرفتار رہتا اور بڑا افسوس تو یہ ہے کہ اس نے اپنے گھر کی عورتوں کو کرتا نہ پہنایا اس بات کو لوگ سوچیں کہ سچ ہے یا جھوٹ اگر سچ ہے تو ایسے شخص کو مرشد جاننا نری جہالت ہے اور جو شخص بدعتوں اور شرک میں اور کفار کی رسم میں گرفتار ہے وہ دین پر امین مقرر کرنے کے قابل نہیں ہے وہ تو احتساب اور تعزیر کے قابل ہے اس سے بیعت کرنا حرام ہے اور اگر اس سے بیعت کر چکا ہے تو اس کی بیعت سے توبہ کرنا اور اس بدعتی سے کنارہ کرنا واجب ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف میں وَاَعْرِضْ

عَنِ الْجٰهِلِيْنَ اور کنارہ کر جاہلوں سے۔ اس ملک میں بعضے جاہلوں نے اپنے مرید کو تعلیم کر دیا ہے کہ ہماری صورت کا خیال اپنے سامنے ہر وقت رکھے اور نماز کے وقت سجدے کے مقام میں اس کی صورت کا خیال کرے اور اس کے پاؤں پر سجدے کرے اور کسی نے مرید کو یہ مراقبہ تعلیم کیا کہ خیال کرے کہ گویا اُس کے دل پر ایک تخت نورانی ہے اس پر اس کا مرشد بیٹھا ہے اور اس کی پیشانی پر سنہرے حرف سے لفظ مبارک اللہ کا لکھا ہے سو ایسا جاہل مرشد چھوڑنے کے قابل ہے اور اس کی بیعت سے توبہ کرنا اور اس سے کنارہ کرنا واجب ہے اور بڑا افسوس ہے کہ بعضے اشراف لوگ اور کچھ پڑھے ہوئے لوگ ایسے جاہل کی مریدی پر اڑے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حضرت شاہ پیر دستگیر شاہ فلان کے مرید ہیں حالانکہ یہ بڑی شرم کی بات ہے اور نماز میں جو اللہ جل جلالہ کی تعظیم کا مقام ہے مرشد کا خیال نماز میں کرنا گدہے اور گائے کے خیال سے بدتر اور برا ہے کیونکہ گدہے اور گائے کا خیال حقارت کے ساتھ ہوتا ہے اور مرشد کا خیال تعظیم کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ شرک ہے باقی اس قسم کا مضمون نور علی نور[1] میں دیکھو!

تیسرا فائدہ مرشدی کے رتبہ کے بیان میں

اب مرشدی کے رتبہ کا بیان سنو! عوارف المعارف کے دسویں باب میں رتبہ مشیخت کی شرح میں جو فرماتے ہیں اس کی تصریح نور علی نور میں دیکھو اور اس کا خلاصہ بہت ہی مختصر یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے اگر تم لوگ چاہو تو میں تم سے قسم کھا کے کہوں یعنی یہ بات بڑی یقینی ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ کے نزدیک بڑے پیارے وہ لوگ ہیں کہ اللہ کو دوست بنا دیتے ہیں اللہ کے بندوں کے نزدیک اور اللہ کے بندوں کو دوست بنا دیتے ہیں اللہ کے نزدیک اور زمین پر چلتے ہیں مسلمانوں کی خیرخواہی اور خیراندیشی کیا تم یعنی ان کے اوقات مسلمانوں کی خیرخواہی اور خیراندیشی اور اُن کی مدد کرنے میں گذرتی ہے ہیں نصیحت کرتے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا دین اور اس کے رسول کی سنتوں کی عزت اور بزرگی ظاہر کرنے اور قوت دینے کے واسطے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے احکام

[1] یہ مؤلف کی تالیف سے ہے اور جونپور میں ایکبار چھپ کر شائع ہوا ہے ۱۲ (ابوالبشر)

ظاہر کرنے کے واسطے اور مسلمانوں کے بادشاہ کے اور سارے مسلمانوں کو دین کے کام جو دین حاصل کرنے کے واسطے ہیں سب کی اصلاح اور درستی کیواسطے اور یہ مضمون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہے یہی رتبہ شیخت کا ہے اور رتبہ دعاۃ الی اللہ کا یعنی اللہ کی طرف بلانیوالوں کا ہے اس واسطے کہ مرشد دوست کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کے نزدیک فی الحقیقت اور دوست کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور رتبہ مشیخت یعنی مرشدی کا سب رتبوں سے اعلیٰ اور بڑھ چڑھ کے ہے صوفیہ کے طریق میں اور یہ رتبہ اللہ تعالیٰ کیطرف بلانے میں نبوت کی نیابت ہے لیکن شیخ جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوست کر دیتا ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ چلاتا ہے مرید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور پیروی کی راہ اور جس شخص سے آں حضرت کی اقتداء اور پیروی ٹھیک اور درست ادا ہوئی اس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیسرے سیپارہ سورہ آل عمران میں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ ترجمہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے طریق کا بیان فقہ اور تصوف کی کتابوں میں ہے اور علم فقہ کا طہارت سے شروع ہے اور میراث کے بیان پر ختم ہوا ہے اور علم فقہ کو علم احکام کہتے ہیں اور تصوف میں دل کے احوال کا بیان ہے اور اسی کو علم اسرار کہتے ہیں اور یہ دونوں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میراث ہیں سو جس کو دونوں علم کا حصہ ملا ہے وہ وارث نبی کا ہے اور وہی عالم ہے اور تصوف بھی فقہ میں داخل ہے اور جو اصول علم فقہ ہے وہی اصول علم تصوف ہے اور شرح حدیث اور تفسیر اور عقائد بھی فقہ ہے سو اس ملک میں لامذہب لوگ نکلے ہیں کہ وہ فقہ اور تصوف پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں تو حقیقت میں اتباع سنت سے اور بندوں کو اللہ کا محبوب بننے سے روکتے ہیں پھر یہ مکار لوگوں کو مرید بھی کرتے ہیں سو وہ جیسا[1] مرشد جو بدعتوں اور شرک میں اور کفار کی رسم میں گرفتار ہے جیسا کہ اسی وعظ کے دوسرے فائدہ میں مذکور ہوا اور جو شخص دین پر امین مقرر کرنے کے قابل نہیں ہے اسی وعظ کے چوتھے فائدہ میں مذکور ہو گا اور یہ لامذہب مرشد دونوں جعلی مرشد ہیں ان سے جو مرید ہوا ہے اسپر واجب ہے کہ ان سے

[1] یعنی جاہل بدعتی اور لامذہب دونوں مرشدی کے قابل نہیں ۱۲ [illegible]

کنارہ کرے کیونکہ یہ جاہل ہیں ان سے کنارہ کرنے کا بیان قریب ہی اسی وعظ کے دوسرے فائدہ میں آیت وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ سے لکھ چکے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ سچے مرشد کو تلاش کرکے اور اس کو پہچان کے اس سے مرید ہوں اور ہندوؤں کی چال سے پرہیز کریں یعنی جیسا کہ ہندو لوگ برہمن کو اپنا گرو بنا لیتے ہیں اس کی بھلائی برائی کی تلاش نہیں کرتے ہیں ویسا مسلمان لوگ نہ کریں بلکہ مرشدی کے تینوں رتبہ کے فیض لینے کی نیت رکھیں اور اس بات کی درخواست مرشد سے کریں اور ہمارے مرید لوگ ہم کو بھی آزمادیں اور تینوں بات کی تاثیر آپ دیکھ لیں لوگوں کی بھیڑ بھاڑ پر نہ بھولیں اور شیخ جو اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کے نزدیک دوست کر دیتا ہے یعنی بندہ کو اللہ کا عاشق بنا دیتا ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ چلاتا ہے مرید کو نفس کے تزکیہ یعنی پاک کرنے اور جلا کرنے کی راہ اور جب بندے کا نفس پاک ہوا تب اس کے دل کے آئینہ کی جلا ہو گئی اور انوار عظمت الٰہیہ کا عکس اسمیں پڑا اور جمال توحید کا اس میں ظاہر ہوا اور بصیرت کی پتلیاں انوار قدم کے جلال کے دیکھنے میں اور کمال ازلی کے دیکھنے میں کھنچ گئیں یعنی اس کو مشاہدہ اور حق الیقین حاصل ہوا تب بندے نے خواہ مخواہ اپنے رب کو دوست رکھا اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا ملکہ اور مشاق نفس ناطقہ کو حاصل ہوتی ہے اور ساتھ اللہ تعالیٰ سے ایک علاقہ اس کو لگ جاتا ہے اور یہ علاقہ لگ جانا نفس ناطقہ کی صفت ہو جاتی ہے کہ ایکدم جدا نہیں ہوتی مثل دیکھنے سننے وغیرہ صفتوں کے تب اس ملکہ کو بصیرت کہتے ہیں جیسا کہ آنکھ کی بینائی کو بصیرت کہتے ہیں اور اسی ملکہ کو نسبت کہتے ہیں اور یہ محنت میراث ہے نفس کے تزکیہ کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ والشمس میں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۔ پہنچا اور حاصل کیا سارے مطلب کو اور نجات پایا سارے مکروہ اور ناگوار چیزوں سے اس شخص نے جس نے پاک کیا اس نفس کو کفر اور گناہ سے اور یہ فلاح اور خلاصی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہونے سے ہوتی ہے اور یہ بھی ہے کہ دل کے آئینہ کی جب جلا ہو گئی تب دنیا اپنی برائی اور حقیقت اور ماہیت کے ساتھ ظاہر ہو گئی اور آخرت ظاہر ہو گئی اور اس کا کنہ اور فنائیت اور انجام ظاہر ہو گیا تب کھل جاتی ہے بصیرت پر حقیقت دین کی اور حاصل دونوں منزلوں کا تب دوست رکھتا ہے بندہ باقی کو اور بے رغبتی کرتا ہے فنا ہونیوالی سے تب ظاہر ہوتا ہے فائدہ نفس کے تزکیہ اور مرشد کی بخشش اور تربیت کا تو مرشد جو ہے

سو اللہ تعالیٰ کی جنود اور لشکروں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدھی راہ بتاتا ہے مرشد کے وسیلے سے مرید کو اور ہدایت کرتا ہے مرشد کے وسیلے سے طالبوں کو جو اس کی ذات کے مرید اور اس کی خوشی کے طالب ہیں انتھیٰ

اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت یوں ہے کہ اپنے بندوں کو مرشد کے وسیلے سے ہدایت کرتا ہے اور جس کو وہ سبحانہ گمراہ کرتا ہے اُس کو مرشد نہیں ملتا فرمایا اللہ تعالیٰ نے پندرہویں سی پارہ سورہ کہف میں وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا اور جس کو وہ بھلا دے پھر تو نہ پائے اس کا کوئی رفیق راہ پر لانیوالا اور اس مضمون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرشد اللہ تعالیٰ کی لشکروں میں سے ہے تو اس بات کا خیال رکھنا ہر مسلمان کو لازم ہے جس شخص میں مرشد کی صفت پاویں کسی طرح کی عداوت اُس سے نہ رکھیں اور اس حدیث کو یاد رکھیں جو مشکوٰۃ مصابیح میں باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ کی پہلی فصل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص کہ میرے دوستوں میں سے کسی دوست سے عداوت رکھتا ہے اُس کو میں خبر دیتا ہوں لڑائی کی اور یہ بھی خوب معلوم ہوا کہ مرشد سے یہی نعمت ملتی ہے کہ مرید اللہ تعالیٰ کا عاشق بنجاتا اور مرید اللہ جل جلالہ کا محبوب اور پیارا بنجاتا ہے اس سے بڑھ کے اور کون سی نعمت ہو گی باقی رہا یہ کہ اللہ کا عشق ہونا مرید کس طرح پہنچاتے گا سو اسکے واسطے یہ مضمون کفایت ہے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ شیخ حسام الدین مانکپوری اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔[1]

چوتھا فائدہ

مرید کو مرشد پکڑنے کا قصد کرنا جو لازم اور ضرور ہے اس کے بیان میں اور مرید کرنے کے بعد اپنے مرید کو جس بات کی تعلیم مرشد کو لازم اور ضرور ہے اس کے بیان میں۔ شیخ ابو النجیب سہروردی جو صاحب عوارف المعارف کے مرشد ہیں اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں یہ فصل ہے صوفیہ کے آداب کے بیان میں شروع حال میں پہلے مرید جو اپنے اوپر لازم کرے غفلت سے بیدار ہونے اور جاگنے کے بعد سو یہ ہے کہ قصد کرے ایک مرشد سے بیعت کرنے کا اور وہ مرشد اس کے

[1] مؤلف مرحوم کے مسودہ سے جو دو نسخے منقول وقت کتابت کاپی کے موجود تھے دونوں میں اسقدر لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مکتوبات کی عبارت اخبار الاخیار سے نقل کرنا سہواً رہگیا ۱۲ (ابو البشر)

زمانے کے لوگوں میں اپنے دین پر امین مقرر کرنے کے قابل ہو اور امانت میں خیر خواہی کرنے میں معروف اور مشہور ہو اور عارف ہو طریق کا یعنی سلوک کی راہ کو پہچانتا ہو سلوک کے معنی لغت میں راہ چلنا اور حضرات صوفیہ کی بولی میں اللہ جل جلالہ کی محبت کی راہ چلنا یعنی سالک ایسی راہ چلے کہ اللہ تعالیٰ کا محب اور عاشق بنجاوے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بن جاوے جیسا کہ رتبہ مشیخت کے بیان میں معلوم ہوا۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ یہ سب صفتیں مذکورہ اسی مرشد میں ہونگی جو اہل سنت وجماعت سے ہو گا اور چاروں حق مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی میں سے ایک مذہب معین کا مقید اور مقلد ہو گا اور وارث انبیاء کا ہو گا یعنی علم احکام اور علم اسرار یعنی علم فقہ اور علم تصوف دونوں کا عالم ہو گا اور رتبہ مشیخت کا جو اسی چوتھے وعظ کے تیسرے فائدہ میں مذکور ہوا اس کو حاصل ہو گا اور ظاہر ہے کہ اگر فقہی مسائل سے واقف نہ ہو گا تو مرید کو شریعت محمدی کے احکام کس طرح سے تعلیم کرے گا اور مرید کے نفس کا تزکیہ بغیر تابعداری شریعت کے محال ہے اور بغیر تزکیہ معرفت کا حاصل ہونا اور اللہ کا عاشق بننا محال ہے اور اگر تصوف سے واقف نہ ہو گا تو مشاہدہ اور سکینہ باطن حاصل کرنے کی اور رذائل[1] کے دور کرنے اور حمائد[2] کے حاصل کرنے کی راہ کس طرح سے تعلیم کرے گا تو جس شخص کو دونوں علم حاصل نہیں اس کو مرشد مقرر کرنا ہرگز درست نہیں اور جتنا فساد اس ملک میں پھیلا ہے سو سب جاہلوں کو مرشد بنانے سے پھیلا ہے ہاں جس شخص نے درسی کتابیں نہ پڑھا ہو مگر بہت مدت تک دونوں علم کے متقی علماء کی صحبت میں رہ کے سارے مسائل سے واقف ہو گیا تو ایسا شخص مرشد ہو سکتا ہے باقی اس مضمون کو قول الجمیل میں دیکھو سو جب ایسا مرشد میسر ہو تب سالک خدمت کے واسطے اپنی تئیں سپرد کر دے اور اعتقاد رکھے کہ اس کی مخالفت نہ کرے گا اور صدق اس کی حالت ہو جاوے یعنی مرشد سے اور اللہ تعالیٰ سے اور خلق اللہ سے سچائی اس کی حالت ہو جاوے بناوٹ نہ کرے بعد اس کے مرشد اپنے اوپر لازم کرے کہ اس مرید کو اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرنے کی کیفیت سمجھا دے اور طریق پر چلنے کی راہ مرید کو تعلیم کرے اور طریق کے سلوک کو مرید پر آسان کر دے یعنی اس خوبی اور محبت کے ساتھ تسلی اور دلاسا دیکے سلوک کرا دے کہ مرید کو سلوک آسان

[1] بری عادت ہے ۱۲ [2] نیک خصلت ۱۲ (ابو البشر)

معلوم ہو اور مرید کو شرائع اسلام کے یعنی فقہی مسائل جس سے مرید کا فائدہ اور ضرر ظاہر ہو جاوے تعلیم کرے یعنی جس بات کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اس میں مؤمن کا فائدہ ہے اس کا قبول کرنا اور مضبوط پکڑنا اور جس بات سے منع کیا ہے اس میں مومن کا ضرر ہے اس کا ترک کرنا تعلیم کرے تاکہ مرید روزہ نماز وغیرہ میں اور احکام کے بجا لانے میں مضبوط ہو جاوے اور سود کھانے نشہ کی چیز کھانے پینے ڈھول باجے وغیرہ منہیات کو ترک کرے اور ان باتوں کا بیان فقہ میں بہ تصریح ہے اب فقہی مسئلوں کے عموماً تعلیم کرنے کے بیان کے بعد چند باتوں کی تعلیم کرنے کا بیان اس رسالہ میں بالتخصیص فرماتے ہیں وہ یہ ہے اور فقہی مسئلوں میں سے پہلے مرید کو کھانے کی چیزوں کا اور پینے کی چیزوں کا اور پہننے کی چیزوں کا حرام سے صاف کرنا تعلیم کرے اس واسطے کہ کھانے پینے اور لباس کے صاف پاک کرنے سے مرید اپنے حال میں زیادتی پاتا ہے یعنی دن بدن اس کا حال اچھا ہوتا جاتا ہے اور اور بیشک فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طلب کرنا حلال کا فرض ہے بعد فریضہ کے یعنی نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ فرضوں کے بعد اور بعضے صوفیہ نے کہا کہ طلب کرنا حلال کا فرض ہے سارے مسلمانوں پر اور ترک کرنا حلال کا فرض ہے ان گروہ پر یعنی صوفیہ پر مگر بقدر ضرورت کے یعنی مباح چیزوں میں ضرورت سے زیادہ غرق نہ رہے اس قدر کہ اس کے سبب افضل کاموں سے محروم رہے مثلاً اس قدر نہ کھاوے کہ تہجد سے محروم رہے اسی طرح سب حلال کاموں میں بقدر ضرورت کے قناعت کرے بعد اس کے تعلیم کرے قضا کرنا ان فرضوں کا جن کو ضائع کیا ہے یعنی جتنے فرض مرید سے فوت ہوئے ہوں سب کی قضا عمری ادا کرنا تعلیم کرے پھر دینا مظالم کا یعنی ظلم کے ساتھ لی ہوئی چیزوں کا کہ جس کا جو حق مرید کے ذمہ پر ہو اس حق کو حق والے کو پھیر دے یعنی مال اسباب زمین وغیرہ جو کسی کا بغیر وجہ شرعی کے ظلم سے لے لیا ہو چوری کرکے یا غصب کرکے جھوٹا معاملہ کرکے سو ان سب حق والے کو پھیر کے دیوے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پھیر دینا ایک دانگ کا جو وجہ حرام سے لے لیا ہو اللہ کے نزدیک ستر حج کے برابر ہے اور لوگوں کے حق میں سے اگر اس کے اوپر کسی کا حق باقی ہو کہ اس کو مارا ہو یا اس کا کوئی عضو کاٹا ہو یا اس کو کوئی زخم دیا ہو تو اس کو اس کا قصاص لینے دے کہ وہ بھی اس کو مارے یا اس کا عضو کاٹے یا اس کو زخمی کرے اور اگر اس کے اوپر کسی کا یہ حق باقی ہو کہ اس کی غیبت کیا ہو یا اس کی

چغلی کھایا ہو یا اس کو گالی دیا ہو تو اس سے معاف کراوے اور اس کے واسطے استغفار کرے بعد اس کے مرید کو تعلیم کرے نفس کی معرفت یعنی نفس کا پہچاننا اور نفس کو دبا دینا یا فتین کرے اور نفس کے واسطے دو صفتیں ہیں ایک شہوات میں یعنی نفس کی خواہشوں میں . . . کوشش کرنا اور مبالغہ کرنا اور طاعتوں سے باز رہنا۔

یہ خاکسار کہتا ہے کہ ان دونوں صفتوں کو جب مرید کو مرشد نے سمجھا دیا تب نفس کی معرفت تعلیم کیا سو مرید نفس کو فرمان بردار کرے اس کے ساتھ مجاہدہ اور لڑائی کر کے اور نفس کے ساتھ مجاہدہ یہ ہے کہ نفس کو باز رکھنا اس کے مالوفات سے یعنی جس چیز کی نفس خوگیر ہو گئی ہے ان چیزوں کو نفس سے چھڑا دینا اور ابھارنا نفس کا اس کی خواہش کے خلاف کام کرنے پر مثلاً تہجد کی نماز کے واسطے جاگنا اور زکوٰۃ ادا کرنا وغیرہ نیک کام کے واسطے نفس کو ابھارنا اور مستعد کرنا اور سستی اور آہستگی کرنے نہ دینا اور اس کی خواہش کی چیزیں جو مضر ہوں ان سب چیزوں سے اسکو روکنا اور باز رکھنا ہے اور نفس کو پکڑے اور آڑے ہاتھ لیلے اس کے ساتھ مکابرہ کرے یعنی اسکو قائل معقول کرکے اس پر غالب ہوکے اور اس کو شرمندہ کرکے اور دبا کے اور کڑوی کڑوی چیزوں کا پینا ہے یعنی جب مزیدار چیزوں کی خواہش کے سبب نفس حرام اور اسراف کا خوف نہ کرے تب اس کے توڑنے کے واسطے کڑوی کڑوی چیزوں کا پینا ہے اور اوراد کی کثرت کرنا ہے یعنی مرشد مرید کو اوراد کا زیادہ ادا کرنا اور اوراد میں غرق رہنا تعلیم کرے اور اوراد جمع ہے ورد کی اور ورد کیا ہے جو قولاً اور فعلاً کہ انسان اس کو بجا لاوے ایک وقت معین میں اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کی نیت پر اور ورد کے چند قسم ہیں نماز اور قرآن پڑھنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنا یعنی درود پڑھنا اور ان ذکروں کا اختیار کرنا جو روایت کی گئی ہیں حدیث میں اور ان کے فضائل کا بیان حدیث میں آیا ہے

یہ خاکسار کہتا ہے کہ حضرات صوفیہ کے طریقے میں جو ذکر کرنے کا طریقہ مقرر ہے سو سب حدیث کے موافق ہے جیسا کہ اسی وعظ کے خاتمہ میں معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور دعا اللہ تعالیٰ سے کرنا اور جو دعائیں مسنون ہیں ان کا پڑھنا اور دعا عبادت کا مغز ہے اور تفکر یعنی مراقبہ اور غور کرنا اچھا ہے اس کی تصریح عین العلم کے باب اول میں دیکھیے اور مراقبہ سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور مشاہدہ آخری احوال ہے

دل کے معاملہ کو احوال کہتے ہیں سو مشاہدہ دل کا آخری احوال ہے احوال کے بیان کی فصل میں ابوالنجیب سہروردی قدس سرہٗ کے رسالہ میں لکھا ہے کہ طمانیت کے بعد یقین پر اور وہی تصدیق ہے شک کے اُٹھ جانیکے بعد اُس کے بعد مشاہدہ ہے اور وہ کیا ہے کہ یقین کے دیکھنے اور آنکھ کے دیکھنے کے درمیان میں ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بندگی کر تو اللہ کی گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے پھر اگر تو اسکو ایسا نہیں ہے کہ تو اسکو دیکھتا ہے تو یہ جان کر وہ تجھ کو دیکھتا ہے اور یہ مشاہدہ دل کے حالوں میں سے آخری احوال ہے انتہی

اور ہمیشہ روزہ رکھنا ہے یعنی نفل روزہ رکھنا اور ہمیشہ نفل نماز پڑھنا ہے اور ساتھ اس کے شریعت کے مخالفات سے برابر شرم رکھنا اور بری عادتوں سے نفس کو نقل کرنا یعنی جدا کرنا اور دور کرنا اور سالک اس بات کی کوشش کرے کہ نیند کے عوض میں نفس کو جگائے اور بھر پیٹ کھانے کے عوض میں نفس کو بھوکے رکھے اور رفاہیت یعنی فراخی عیش کے عوض میں اسکو سختی پر حکم تو سب اس طرح سے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرکے نفس کو زمانہ دراز کریگا تب اسوقت میں سالک سب توابین میں سے ایک تائب ہوگا ایسے توابین جن کو اللہ تعالیٰ نے . . . . اپنے دوست رکھنے میں خاص کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوسرے سیپارہ سورہ بقرہ میں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک کرنے والوں کو اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلشَّابُّ التَّائِبُ حَبِيْبُ اللّٰهِ جوان توبہ کرنے والا دوست اللہ کا ہے اور یہ سالک ان لوگوں میں سے ہوگا کہ جن کی بدی کو اللہ تعالیٰ نیکی کے ساتھ بدل ڈالیگا اور روایت کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک آرزو کریں گے بہت سے لوگ کہ وہ لوگ زیادہ بدی کئے ہوتے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ کون ہیں یا رسول اللہ فرمایا وہ لوگ وہ ہیں کہ جنکی بدی کو اللہ تعالیٰ نیکی کے ساتھ بدل ڈالیگا اور ایسا سالک ان لوگوں میں ہوگا جن کو اللہ تعالیٰ نے عرش کے اٹھانیوالے فرشتوں کی دعا کرنیکے واسطے خاص کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چوبیسویں سیپارہ سورہ مؤمن میں فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ پس بخشش کر واسطے ان لوگوں کے کہ توبہ کی اور پیروی کی راہ تیری کی سو بیشک ان سالکوں کی قدر بہت بڑی ہوئی اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو اُن کے واسطے دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا چاہیئے کہ عمل کرنے

والے ایسا ہی عمل کریں اور چاہیئے کہ ایسے مرتبہ کی خواہش کریں خواہش کرنے والے یعنی کسار کہتا ہے کہ اس طور مذکور کے ساتھ سلوک کرنے سے سالک اللہ تعالیٰ کا حبیب بنجاتا ہے اور اس کا گناہ نیکی کے ساتھ بدل جاتا ہے اور مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اس سے بڑھ کے اور کون نعمت ہوگی ۔

جاہل لوگ جانتے ہیں کہ سلوک کرنے سے دوسری نعمت ملتی ہے اور اس نعمت کا نام نہ آپ جانتے ہیں اور نہ اس کی کچھ حقیقت ہے سو یہ نری جہالت ہے اور توبہ کرنا فرض ہے سب مومنوں پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اٹھارہویں سیپارہ سورہ نور میں وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اور توبہ کرو طرف اللہ کے سب اے مسلمانوں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے چھبیسویں سیپارہ سورہ حجرات میں وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اور جسنے نہ توبہ کی پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم ۔ اور بعضے مشائخ نے کہا کہ جو گناہ کہ تو نے کیا ہے اس گناہ کے توبہ کرنے سے تیرا غفلت کرنا اس گناہ کے کرنے سے بڑا ہے اور جو شخص کہ توبہ کرنے کے پہلے مرگیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے فرمایا تیرہویں سیپارہ سورہ رعد میں وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ اور توبہ کرنے کا وقت باقی ہے جبتک کہ روح حلقوم میں نہ پہونچے یا جب تک کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے کا وقت نہ آمے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آٹھویں سیپارہ سورہ انعام میں يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۔ جس دن آویگی بعضی نشانیاں پروردگار تیرے کی نہ نفع دے گا کسی جی کو ایمان اُس کا کہ نہ تھا ایمان لایا پہلے اُس سے یا نہ کمایا تھا بیچ ایمان اپنے کے بھلائی کو ۔ پھر تو سالک توبہ کرنے کے بعد اپنے سلوک احوال میں ورع کو یعنی حرام سے پرہیز کرنے کو لازم کرلے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پورا پورا حساب لیگا فرمایا اللہ تعالیٰ نے سترہویں سیپارہ سورہ انبیاء میں وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۔ اور اگر ہوگا عمل آدمی کا برابر ایک دانہ رائی کے لے آویں گے ہم اُس کو اور کفایت ہیں ہم حساب لینے والے ہیں ۔

پھر جب توبہ اور ورع کا مقام اس کے واسطے صحیح ہو یعنی اسکو دونوں مقام حاصل ہوا

اور شروع کیا زہد میں یعنی دنیا سے بے رغبتی کرنے میں تب بیشک اس کے واسطے خرقہ یعنی خرقہ پہننے کا وقت آیا یعنی مرشد کے خلیفہ بننے اور مرشد سے خلافت لینے کا وقت آیا اگر خلافت کی خواہش کرے تو چاہئے کہ اس چیز کی نگہبانی کرے جو خرقہ پہننے میں اس پر لازم اور واجب ہوتی ہے تاکہ ناکس اور نالائق اور کمینہ نہ ٹھہرے اور کھوٹا نہ نکلے اور خرقہ پہننے میں جو یہ قاعدہ مقرر ہے سو ہٹ نہ جاوے اور تمیز کرنا یعنی خرقہ پہننے والی اور دوسرے کے درمیان میں فرق کرنا جو ہے سو اٹھ نہ جاوے اور نظام نہ کھل جاوے نظام کہتے ہیں اس رشتہ اور دھاگے کو جس میں موتی گوندھتے ہیں یا جس سے بہت سی چیزوں کو ملا کے باندھتے ہیں جس طرح سے جھاڑو یا کسی چیز کا پولا ایک بندھن سے باندھتے ہیں تو جب وہ بندھن کھل جاوے گا تو وہ پولا جھاڑو بکھر جاوے گا اور اُن کے اتباع یعنی تابعدار اور مرید لوگ جو ترقی اور ڈھلنگی کے سبب سے اس بندھن کی حفاظت سے کنارہ کریں گے تو ان کے کنارہ کرنے سے بندھن کے کھلنے کی رضامندی ان کی طرف سے ثابت ہوگی اور متبوع یعنی مرشد لوگ جن کی لوگ تابعداری کرتے ہیں وہ لوگ اتباع کے سبب سے کہ لوگ انکی اتباع کرتے ہیں بندھن کی حفاظت سے کنارہ کشی کریں گے تو بندھن کے کھلنے کی رضامندی ان کی طرف سے ثابت ہوگی اور اس بات سے فساد پھیلے گا اور عناد ظاہر ہوگا تو خرقہ پہننے میں واجب ہے کہ سالک اپنے نفس کو سلوک کے آداب کے ساتھ ادب دے چکا ہو اور نفس کو فرماں بردار کر چکا ہو نفس کے ساتھ مجاہدے اور مکابرے اور نفس سے مشقت کے کام کرا کے اور کڑوی چیزیں پی کے اور بیشک سالک مقامات مذکورہ سے گذر چکا ہو یعنی توبہ اور ورع کے مقامات اس کو . . . . حاصل ہو چکے ہوں اور مشائخ اقتداء کے لائق ہیں ان سے ادب پا چکا ہو اور جائے صدق کی صحبت میں رہ چکا ہو اور دین کے احکام اور اس کے حدود اور مذہب کے اصول اور فروع کو پہچان چکا ہو یعنی اپنے مذہب کی اصول فقہ اور فقہ سے واقف ہو اور جس شخص میں یہ صفتیں موجود نہ ہوں اس پر حرام ہے مشیخت اور ارادت کے واسطے پیش آنا یعنی مرشد بننا اور مرشدی کا دعوی کرنا اور لوگوں سے بیعت ارادت کی لینا اور بیعت ارادت کا بیان نور خلق [illegible] میں دیکھو اور کہا گیا ہے کہ جو شخص کہ ادب نہ پایا ہو اپنے افعال کے عیبوں کے دیکھنے کا اور اپنے نفس کی رعونت کے دیکھنے کا اور اپنے افعال کے عیبوں اور

اپنے نفس کی رعونت کے دور کرنے کے واسطے محنت کے ساتھ عمل کرنا نہ سیکھے ہو تو اس شخص کی اقتدا درست نہیں ہے بعد اس کے شروع کرے محاسبہ میں اور تلاش کرتا رہے محاسبہ کی زیادتی اور نقصان کو اور اس چیز کو جو اس کے واسطے مفید اور مضر ہے اور ہر وقت اپنے مرشد سے اپنا حال عرض کرتا رہے جو حال اس کا مفید اور مضر پیش آوے بیشک کہا گیا ہے کہ وہ شخص عاقل نہیں ہے جو اپنا حال طبیب سے بیان نہ کرے انتہی۔

پھر اس کے بعد اور سب منازل اور مقامات کو اپنے نفس سے مطالبہ کرنے کو لکھا ہے ان منزلوں اور مقاموں کی ترتیب کے ساتھ اور لکھا ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں نہ جاوے مگر پہلے مقام کے آداب اور طور کے درست کرنے کے بعد مثلاً زہد کے مقام حاصل کرنے میں مشغول ہو مگر ورع کے مقام حاصل ہونے سے فراغت کے بعد و علی ھذا القیاس یہاں تک کہ ان مقاموں کے حاصل ہونے کا معاملہ دل میں گھس جاوے اس مقام میں مصنف نے صرف مقامات کا ذکر کیا ہے احوال کا ذکر نہیں کیا ہے کیونکہ پہلے حال وارد ہوتا ہے تب حال سے مقام ہو جاتا ہے احوال مثل جمع تفرقہ تجلی استتار تجرید تفرید وجد وجود تواجد وغیرہ کے سوا احوال اور مقامات کا بیان عوارف المعارف اور تعرف اور زاد التقوی میں دیکھو مقامات کا نام کسی کتاب میں کم ہے کسی میں زیادہ مگر آگے پیچھے کر کے اس کا بیان سب کتاب میں ہے مانند توبہ ورع زہد صبر فقر شکر خوف رجا توکل رضا وغیرہ کے۔

اب اس مقام میں انصاف سے سب لوگ غور کریں مرید بھی اور پیر بھی کہ جیسا مرشد تلاش کر کے اس سے بیعت کرنے کو لکھا ویسا مرشد تلاش کر کے مرید ہوا ہے یا نہیں اور مرشد سے جیسا اعتقاد رکھنے اور اپنے آپ کو اس کی خدمت میں سپرد کرنے کو اور صدق کی حالت ہونے کو جیسا لکھا ہے ویسا اس نے کیا ہے یا نہیں بعد اس کے جن باتوں کی تعلیم کرنے کو مرشد کو لکھا ہے ویسا اس کے مرشد نے کیا ہے یا نہیں یقین ہے کہ جب کوئی مومن خالص انصاف اور اخلاص کے ساتھ اس بات کا غور کرے گا تب اس طرح کے سلوک مذکور کے موافق اگر اس کا بیعت کرنا اور سلوک کرنا میسر ہوا ہوگا تو کمال شکر کرے گا اور اگر میسر نہ ہوا ہوگا تو روئیگا اور یا تو اس مسخرا پن پر ہنسے گا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو حال اور مقام کچھ حاصل نہیں بلکہ اس کے نام اور معنے سے بھی واقف نہیں اور ان سب مذکور باتوں سے نرے ناواقف ہیں وہ جرأت کر کے غریبوں کو مرید کرتے ہیں اور یہ سب

نادانی کے وہ مرید سچے مرشد کی بیعت اور برکت سے محروم رہتا ہے اس مقام میں کوئی بُرا نہ مانے اپنے دین کا کام بنائے اور پھر دوبارہ کے بھی بیعت کرے

بلکہ یہ خاکسار جو دین جاری کرنے کی ضرورت سمجھ کے کسی شخص کی اتنی لیاقت دیکھ کے کہ وہ شخص ہندی زبان کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اور وہ شخص دین میں بڑا مضبوط ہے اور لوگوں کو دین کی باتیں تعلیم کرتا ہے اس شخص کو خلیفہ کر دیا کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جیسا کہ جس شخص سے بعضا حرف ادا نہیں ہوتا ہے باوجود محنت کرنے کے تو وہ شخص معذور ہے اس کی نماز درست ہوتی ہے اور امامت اس کی درست نہیں ہے مگر جو لوگ کہ اس کے مثل ہیں اُن کی امامت کرنا درست ہے جیسا کہ فتویٰ عالمگیری میں باب زلۃ القاری میں موجود ہے مگر پھر بھی کچھ دغدغہ دل میں گزرتا تھا کہ ایسے آدمی کا خلیفہ کرنا کہیں خلاف شرع نہ ہو۔

سو الحمد للہ کہ حضرت مجدد الف ثانی کے لکھنے سے وہ دغدغہ جاتا رہا اور یہ مذکور خلیفہ لوگ ہمارے سفیر اور ایلچی ٹھہرے حضرت مجدد ممدوح کے مکتوبات کی جلد اول کے بیسویں مکتوبات کی جو فارسی زبان میں ہے اور حضرت مجدد نے اس خط کو مرزا حسام الدین کے پاس لکھا ہے اس خط کی عبارت میں حضرت مجدد نے مرزا صاحب کو ہم سر یعنی پیر بھائی صاف لکھا ہے اور اس کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد کے مرشد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کے مرزا صاحب خلیفہ ہیں اور حضرت خواجہ کے خانقاہ کا انتظام ان سے علاقہ رکھتا ہے اور اس خط میں حضرت مجدد نے اپنے مخدوم زادوں کو دعا لکھا ہے اور اس خط میں مرزا صاحب کے بعضے سوالوں کا جواب لکھ کے حضرت مجدد کے مرشد کی گدی سپرد کرنے اور ان کے جانشین شیخ الہداد کو مقرر کرنے کو جو مرزا صاحب نے لکھا ہے اور اس کا جواب حضرت مجدد نے جس عبارت سے لکھا ہے سو اس عبارت کو ہم بجنسہٖ لکھ دیتے ہیں اور جس مضمون کی شرح کی حاجت ہوگی اس کی شرح بھی کر کے ہم ہندی زبان میں لکھتے جاویں گے وہ عبارت یہ ہے۔

نوشتہ بودند کہ پیر دستگیر قدس سرہ ایں مقام را یعنی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کی گدی کو بشہادۃ ایں جماعت بشیخ الہداد سپردہ بودند ایں سخن بیانی می طلبید اگر سپردن بایں معنے گفتہ اند کہ خدمت فقرا و آیندہ و روندہ بکنند و از آب نان اینہا خبردار باشند مسلم است و اگر بایں معنی گفتہ اند کہ تربیت جماعۃ طالباں بکنند و در مقام شیخت بنشیند ممنوع است یعنی حضرت کا خلیفہ بنکے مرشدی کا کام کرے تو یہ بات درست نہیں ہے اور جس بات

کے سبب سے لوگوں نے شیخ الہداد کو گدی نشین کرنے چاہا تھا اسکی بات کی حقیقت حضرت مجدد اپنی اس عبارت سے ظاہر کر دیتے ہیں در مرتبہ اخیر از ملاقات بفقیر حضرت ایشاں فرمودہ بودند کہ شما تجویز نکنند کہ شیخ الہداد از جانب ما رفتہ بعضے طالبان مشغولی بگوید یعنی شغل تعلیم کرے و احوال بعضی را بما رساند یعنی ان کا احوال سُن کے جو کچھ ان کے حال مناسب ہو اس کی تعلیم کرنے کا ہم حکم دیں گے ما را تاب حضور طلبیدن و مشغولی گفتن و احوال برسیدن نیست فقیر دریں باب ہم متوقف بود۔۔ چوں ضرورت شد فقیر ہم آں قدر تجویز نمود یعنی چونکہ اس قدر تعلیم کرنیکے واسطے بھیجنے سے شیخت کے رتبہ کی خلافت مطلق ثابت نہیں ہوتی فقیر نے بھی بسبب ضرورت کے اس قدر کو درست کہا اور حضرت مرشد کی موافقت کیا کیونکہ ایں قسم تبلیغ از جنس سفارت محض است یعنی نری ایلچی گری اور قاصدی ہے کیونکہ خلافت مطلق ہوتی تو طالبوں کے احوال اپنے پاس پہنچانے کا حکم کس واسطے دیتے انکو خود اختیار ہوتا جیسا کہ احوال طالبوں کا دیکھتے اس کے مناسب تعلیم کرتے علی الخصوص کہ بنی بر ضرورت باشد و الضرورۃ یتقدر بقدر ہا پس آں سفارت ہم مخصوص بزمان حیوٰۃ ایشاں باشد یعنی حضرت مرشد نے فرمایا تھا کہ ہماری طرف کے جا کے ان کو شغل تعلیم کریں اور اُن کے احوال کی ہم کو خبر دیں تو یہ بات حضرت خواجہ کی زندگی بھر کے واسطے حکم تھی بعد زندگی ممکن نہ تھی اسی واسطے حضرت مجدد آگے لکھتے ہیں بعد از ارتحال ایشاں مشغولی گفتن و حال طالباں پرسیدن داخل خیانت است انتہیٰ۔

یعنی شیخ الہداد کو اجازت دیا تھا کہ ہماری طرف سے جا کے ان کو شغل تعلیم کریں اور اُن کے احوال کی ہمکو خبر دیں تو بعد اُن کی وفات کے اگر وہ کام کرتے تو بلاشبہ خیانت ثابت ہوتی اس مضمون سے ہمارا مطلب ثابت ہوا اور لوگوں کو جا بجا تعلیم کیواسطے بھیجنا درست ٹھہرا جو لوگ پوری خلافت چاہیں وہ رتبہ شیخت کا حاصل کریں حضرت مجدد کے کلام کے سیاق اور سباق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الہداد کو علم احکام اور علم اسرار کا حاصل نہ تھا اور رتبہ شیخت کی تینوں باتیں حاصل نہ تھیں اور حضرت مجدد نے عوارف المعارف کے موافق کہا اور اُن کی قول کی مدد کرتا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیا کا قول جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کی تصنیف اخبار الاخیار میں لکھا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا نے کہا کہ جس وقت

کر خواجہ نے یعنی شیخ فرید الدین گنج شکرؒ نے مجھکو خلافت دیا کہا کہ حق تعالیٰ نے تجھکو علم دیا اور عقل دیا اور عشق دیا اور جو شخص کہ اس میں یہ تین صفت ہو وہ شخص مشائخ کی خلافت کے لائق ہوا اور اس سے یہ کام خوب ہوا اور خواجہ محمد باقی باللہ کا جو درجہ ہے اس کا ذکر تفسیر فتح العزیز میں سورہ علق کی تفسیر میں دیکھو کہ کس قدر اُن کی توجہ میں زور اور تاثیر تھی کہ نانوائی کو ایک ساعت کے توجہ میں اپنا ایسا کر دیا باطن تو اس کا بن ہی گیا اس کی ظاہری صورت بھی حضرت خواجہ کی سی ہو گئی اور حضرت کا درجہ ان کے مکتوبات سے اور بزرگوں کے...

بیان سے ظاہر اور مشہور ہے اور اُن کے درجہ کی حقیقت ان کے مرشد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کے لکھنے سے واضح ہوتی ہے جو اخبار الاخیار کے خاتمہ میں کسی مقبول محقق نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نے اپنے ایک مخلص کو لکھا کہ شیخ احمد نام ایک مرد ہے سرہند کا رہنے والا اس کو بہت علم ہے اور وہ عمل میں بڑا قوی ہے اُس نے چند روز فقیر کے ساتھ نشست برخاست کیا اسکے اوقات روزگار کے دیکھنے میں ایسا نظر پڑتا ہے کہ وہ ایک آفتاب ہو گا کہ عالم اس سے روشن ہو گا انتہیٰ۔ اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نے یہ بھی فرمایا کہ شیخ احمد ایک آفتاب ہے کہ ہم سارے ہزاروں ستارے اس کے سایہ میں گم ہیں اور حضرت خواجہ کے ارشادات حضرت مجدد کے فضائل میں بہت ہیں اختصار کے واسطے اسی قدر پر

کفایت کیا

٭ ٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭